جارج

جارج ڈبلیو- ایم- رینالڈس-

George W. M. Renaldo.

of London.

George W. M. Renaldo
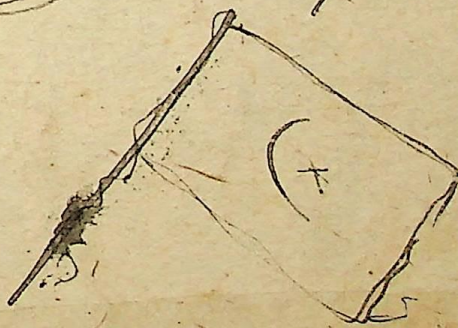
جارج

چوتھی جلد
باپ کا قاتل
ترجمہ پیری سایڈ
مصنفہ جارج ڈبلیو ایم رینالڈس
لال برادرس پبلشرز انارکلی لاہور

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	قیمت
مسٹریز آف لنڈن (سلسلۂ اول)	فسانۂ لنڈن (۱۸ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۸	[illegible]
” (سلسلۂ ثانی)	” (۲۵ حصے)	”	۲۶۶۴	[illegible]
سیمسٹرس	سوزن عشق	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرو	۵۱۹	[illegible]
پوپ جان	ظلمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۶۸	[illegible]
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
مے مڈلٹن	شکستہ دل	مسٹر پی - ایم کمار	۱۳۶	۱۲/
لیلی یا سٹار آف منگریلیا	فسانۂ الہ دین ولیلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۹۲۶	[illegible]
برونز سٹیچو	لعبت فرنگ	منشی رام نرائن صاحب	۷۲۴	[illegible]
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی - اے	۱۴۸	۱۲/
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۳	[illegible]
سولجرس وائیف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر ڈلکشمیدت صاحب عابر	۱۴۴	[illegible]
روز المبرٹ	روزا لمبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نرائن صاحب درما اثر لکھنوی	۳۵۶	[illegible]
نیکسر دمینسر	اسرار (۴ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۴۴	[illegible]
ویگز دی دیر ولف	ویگر ولفیڈا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۹۲۴	[illegible]
ماسٹر ٹموتھیز بک کیس	دھوکا یا طلسمی فانوس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱	[illegible]
کینتھ	پاداش عمل (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰	[illegible]
میری پرائیس	سرگذشت (۴ حصے)	منشی نوازش علی صاحب	۱۱۱۰	[illegible]
الفرڈ	شادکام	منشی امجد حسین خانصاحب مرحوم	۲۱۰	[illegible]
لوز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی - اے مرحوم	۲۱۰	[illegible]
نیگ ڈچس	شام جوانی (۲ حصے)	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۴۰۰	[illegible]
فسٹر مین	نیرنگ	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵	[illegible]

لال برادرس ۷ - پارسنز روڈ نولکھا لاہور

چوتھی جلد

باپ کا قاتل

ایک نوجوان کا گناہ آلود دور زندگی

مترجمہ منشی شمیم الدین صاحب لاہوری

باصلاح منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری وبامداد منشی منوہر سہائے صاحب سہسوانی

سنہ ۱۹۲۱ء

لال برادرس

۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشرداس پرنٹر چھپا

اشاعت اول　　قیمت ۱۲ ار

لال برادرس، ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور۔

چوتھی جلد

باپ کا قاتل

باب ۔ ۳۱

جرم کرنے سے بڑھا کرتی ہے رغبت جرم کی
تنگ آ کر ختم کرتا ہوں میں اپنی زندگی
ایم جوئی

اس شب کے بعد جس کے واقعات باب گذشتہ میں بیان کئے گئے جو صبح ہوئی ۔ وہ سزا یافتہ ریونگسٹن سمجھے لئے اتنی تاریک اور پُر الم معلوم ہوئی جیسی اس سے پہلے کبھی اس کو محسوس نہ ہوئی تھی ۔

اس سے قبل کبھی اس کو موسم ایسا تکلیف دہ اور اذیت رساں نہ معلوم ہوا تھا ۔ کمرہ زندان میں چند دھندلی اور کشمکش کرنے والی شعاعیں پہنچ رہی تھیں ۔ دل اذیت دہ خیالات کا مرکز بنا ہوا تھا معدہ میں درد محسوس ہوتا تھا ۔ خود دماغ پر ایک بوجھ سا پڑا ہوا تھا ۔ یہ کیوں ... اس لئے کہ اس نے بارہ گھنٹے کے اندر جان دینے کا عزم مصمم کر لیا تھا ۔

اس کے ارادے اس درجہ مستقل تھے ۔ جیسے پتھروں سے بنی ہوئی بنیاد جن کا ذکر اکثر ہم مشرقی قصوں میں دیکھتے ہیں ۔ نہ تاکہ کوئی چیز اسے اس ارادہ یعنی اپنی جان ضایع کرنے کے قصد اور اس برے انجام سے جو اُسے پیش آنے والا تھا باز نہ رکھ سکتی تھی ۔ تاہم اس مہیب موقعہ کا احساس اسکی روح پر سیماب کی طرح بوجھ پیدا کر رہا تھا ۔

سوچتا تھا کہ میں گورنر جیلخانہ کو بلا کر اپنی جان بچانے کے لئے ان تمام معاملات کا انکشاف کر دوں جو عوام کے لئے بیحد مفید مطلب ہیں ؟ کیا مجھے یہ کوشش کرنی چاہیئے

که آرنالڈ اور کرافورڈ کی دغابازی طشت ازبام کر کے اُن کو چند گھنٹوں کے اندر نیوگیٹ کے جیلخانہ میں قید کرادوں۔ اور اپنی سزائے موت میں رعایت حاصل کر کے اس کو جلا وطنی میں تبدیل کرالوں؟

مگر نہیں۔ مجھے اپنے پرانے ساتھیوں کے خلاف نہ ہونا چاہیئے۔ علاوہ بریں اگرچہ مخبر بن جانے میں اُسے کچھ نہ کچھ فایدہ ضرور ہوتا۔ تاہم باقی عمر کے لئے جلا وطنی بھی اس کے لئے موت سے کچھ کم خوفناک نہ تھی۔

"اگر آرنالڈ نے حسب وعدہ مجھے زہر روانہ کر دیا؟" بہت دیر تک اپنی حالت پر غور کرنے کے بعد ریونگسٹن نے اپنے دل میں کہا" تو میں اُسے استعمال میں لاؤنگا۔ اور وہ اور کرافورڈ پھر ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ زہر نہ لایا۔ تو میں گورنر کو بلا کر تمام حالات کا انکشاف کر دوں گا۔ اور پھر کوئی بات مخفی نہ رکھوں گا۔ کیونکہ ہر چہ باداباد۔ میں پھانسی پر لٹک کر جان دینا کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔"

اس کا ناشتہ لایا گیا۔ مگر اس وقت اُسے ذرا بھی اشتہا نہ تھی۔

وہ اپنے کمرہ زندان میں مضطرب قدموں سے ٹہل رہا تھا۔

آخر کار جس وقت آفتاب نصف النہار پر پہنچ گیا۔ ایک سپاہی نے داخل ہو کر خاکی کاغذ میں لپٹا ہوا چھوٹا سا پلندہ اسکے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "ایک لڑکی تمہارے لئے یہ صاف کپڑے چھوڑ کر چلی گئی ہے۔"

اس کے بعد وہ چلا گیا۔ اور جونہی کہ وہ جا چکا۔ ریونگسٹن نے اس پلندہ کو چاک کر کے کھولا۔ کیونکہ اُسے کافی یقین تھا کہ اس کا بھیجنے والا سوائے آرنالڈ کے اور کوئی نہیں اول اس کو صرف ایک سوتی لفافہ نظر آیا۔ اور اسے دیکھ کر اُسے ڈر ہوا۔ مبادا یہ پلندہ باہر دیکھا جا چکا ہو۔ اور اس میں سے زہر نکال لیا گیا ہو۔ مگر اسے اس معاملہ پر چنداں خوف کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ موزوں کی ایک جوڑی میں چھوٹی سی شیشی لپٹی ہوئی تھی۔ اور اس شیشی کا عرق بلا شک وشبہ وہی مہلک زہر تھا۔ اب موت کا آلہ اس کے قابو میں تھا اور وہ مرنے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔

اس نے کوئی عبادت وغیرہ نہیں کی۔ بلکہ اس نے اُن حالات کے مقابلہ میں جو اس کو قبل اسکے خیالات پر حاوی ہو رہے تھے۔ خودکشی کو ترجیح دینے کے دلائل اپنے دل میں

جمع کئے۔

ابھی تک اس کے دماغ پر ایک بوجھ سا تھا۔ اور دل سینہ میں بے طرح اچھل رہا تھا۔ آخرکار جب اس نے قانون کے حکم کو اپنے ہاتھ سے پورا کرنے کا عزم مصمم کر لیا۔ تو نہایت بشاش لہجہ میں چلا کر کہا۔ "اس وقت میں خود اپنا مالک اور تمام دنیا کے لوگوں کی طاقت سے باہر ہوں۔"

"ہاں!" اس نے شیشی کو اپنے ہاتھ میں ہلا کر گویا بجائے موت کے سخت ہاتھوں کے وہی اس کی کامیابی کا ذریعہ تھی۔ کہا "یہ ایک ایسی عجیب و غریب ہستی کا خاتمہ کر دے گی۔ جو کسی وقت ایک متوجہ مجمع کو انجیل کا وعظ سنایا کرتی تھی پھر جب ازاں اس نے ایک شخص کی رشوت ستانی پر رجسٹر کا صفحہ چاک کیا۔ اور آخرکار ایک آوارہ گرد قزاق بنا جس کی جیب میں ہر وقت روپیہ اور ایک دوست ہر وقت شراب نوشی کے لئے موجود رہتا تھا اب وہی ہے جو ایک شاندار سکیم کے حد کمال پر پہنچنے پر قید خانہ میں ڈالدیا گیا جس کو امید تھی کہ وہ اسکے منافع سے فایدہ اٹھائیگا مگر نہیں ان باتوں کی یاد سے کیا فایدہ۔ یہ گذشتہ مسرت خیز تخیلات ہیں جن میں رنج وغم شامل ہے۔ اے وہ لوگو جو یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہارے قابو میں ہوں خوش رہو" اس نے افسردگی سے مسکرا کر کہا۔ "اے انصاف کی ناپاک ہستی۔ اے پر ظلم قانون۔ اے سخت حکومت۔ اے غیر منصف عدالتو۔ خوش رہو۔ تم سب خوش رہو۔ اور اس مرنے والے قاتل کی آخری بددعائیں اپنے سر لو۔"

یہاں پہنچکر اس کا بدن کانپ گیا۔ کیونکہ اس وقت اس کو ہونسلو کے قریب منگ ہیل کے پاس والے واقعہ کی مہلک یاد آگئی جس میں اس نے نمایاں حصہ لیا تھا۔

"ایک قاتل۔۔ قزاق۔۔۔ پادری جو رحم کا کسی صورت سے مستحق نہیں۔ اسکی بددعائیں" اس نے ان الفاظ کا دیوانہ وار اعادہ کیا۔ اور ایک دم شیشی کی ڈاٹ کھول لی۔

اس نے شیشی کو اوپر اٹھایا۔ ایک لمحہ توقف کیا۔ اسکی نبض سرعت سے چل رہی تھی۔ اور پہلو میں دل بلیوں اچھل رہا تھا۔

یکایک گذرگاہ پر قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور باہر سے کسی نے دروازہ کی کنڈی کھولی درحقیقت کمرہ میں کوئی شخص داخل ہونے والا تھا۔ مگر پینکسٹن نے اسکی ذرا پرواہ نہ کی اور زہر کو ہونٹوں سے لگا کر اطمینان کیساتھ پی گیا۔ اس کے ساتھ ہی پادری اس کو آخری روحانی تسکین دینے کے لئے کمرہ میں داخل ہوا۔

باب ۳۲

اپنی موجودہ حالت کے تمام خطرات اب اس طرح اس کے تخیل میں نمودار ہونے لگے۔ گویا پرخوف روحیں ایک ہیبتناک قطار میں اس کے سامنے سے گذر رہی ہوں یہاں تک کہ اُسے موت اپنی تمام مختلف اور خوفناک صورتوں میں نظر آنے لگی۔ زہراب دی ہوسٹیج

بحرِ پر غیظ و غضب اس دم معمولاً شور مچاتا ہے
جب سرمائی طوفاں غصہ سے خوف تباہی دلاتا ہے
اور سیلی موجِ رواں جا کر جب ساحل سے ٹکراتی ہے
گویا کوئی دم میں ہلا کے زمیں کو وہ دوش پہ اپنے اُٹھاتی ہے
سپینسر

جب ایملی نے خودکشی کر کے جان دینے کا خوفناک عزم مصمم کر لیا۔ تو اس کے دل کو عجیب اطمینان حاصل ہوا۔ اور اس سوہان روح الم میں جو اس کے دل پر ہمیشہ نشتر کا کام کیا کرتا تھا کسی قدر تخفیف ہو گئی۔

لیکن جس وقت اس کے نازک ہاتھ دائمی جدائی سے قبل ماں کو کاغذ پر چند سطور لکھنے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میں نے خودکشی کر لی۔ تو میرے ساتھ ایک ایسی ننھی ہستی کی جان بھی جائے گی جو بہرحال معصوم اور بے گناہ ہے۔

اس خیال نے غریب دوشیزہ پر ایسا اثر کیا۔ کہ قلم اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ اور وہ اپنی کرسی سے اس گناہ عظیم سے جسکے ارتکاب کا وہ اس سے قبل ارادہ کر چکی تھی۔ توبہ کرنے کے لئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

اسی اثر نے اسے اس بات پر مجبور کر دیا۔ کہ اس نے زہر کی شیشی کھڑکی کے باہر پھینکدی اور پھر اپنی جگہ بیٹھ کر انتہائی پریشان کن خیالات کا شکار بن گئی۔

"اگر میں نے یہاں بہ اپنی خالہ کے ہاں قیام رکھا" اس نے دل میں خیال کیا۔ "تو وہ یقیناً کچھ عرصہ بعد میری اصل حقیقت سے واقف ہو جائے گی۔ وہ چھ ماہ جن کی بابت آرنالڈ نے بیان کیا تھا۔ کہ میری والدہ نے اس عشق کے امتحان کا وقفہ قرار دیے ہیں۔ گذر چکے۔ اور اب میرا دل اسکی وفاداری کے تکلیف دہ خیال کو نہیں چھپا سکتا۔ کیونکہ وہ یقیناً اب مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے سبب جسے ان چودہ دنوں کے اندر اسکی طرف سے کوئی اطلاع ملنی چاہیئے تھی ۔۔۔ شاید اب

بھی باوجود میرے شکوک کے وہ نیک اور راست باز ثابت ہو . . . پھر کیا میں اپنی ماں کو تحریر کر کے سب حال ظاہر نہ کر دوں . . . اور بعد ازاں اس سے معافی کی خواستگار ہو کر حسب وعدہ اجازت حاصل کروں ؟ مگر آہ ! یہ نہیں ہوگا ۔ کیونکہ آرنالڈ پھر کبھی میرا قصور معاف نہ کرے گا یعنی اگر اس کو مجھ سے محبت ہے تو . . . اور اگر نہیں ہے ۔ تو میری یہ التجا بھی فضول اور رائیگاں جائے گی "

اس قسم کے خیالات تھے ۔ جو غریب امیلی کے دل حزین میں جاگزین ہو رہے تھے ۔ واقعی وہ اب کیا کر سکتی تھی ؟ وہ کس سے صلاح طلب کرتی ؟ مگر بایں ہمہ کوئی بات طے کرنا ضروری تھا ۔ ورنہ اسکی عزت ہمیشہ کے لئے برباد ہوئی جاتی تھی ۔

اس عمر ۔ اور اس حالت کی ایک غیر محفوظ دوشیزہ لڑکی کے لئے یہ نہایت خوفناک موقعہ تھا ۔

تاہم اسوقت تک اسے ذراسی امید باقی تھی ۔ کہ شاید اب بھی آرنالڈ اپنی صورت دکھائے جس وقت اس کے دل میں یہ خیال آیا ۔ اس نے پھر اسے ایک خط لکھنے کا ارادہ کیا ۔ اور تحریر خط میں انتہائی غم و حسرت جو اثر پیدا کر سکتے تھے اس سے کام لیا ۔ اس نے چھ ماہ گذرنے کی یاد دہانی کے ساتھ ساتھ ایفائے وعدہ کا سخت تقاضا کیا ۔

نہیں ۔ ہم غلطی کر رہے ہیں ۔ اس نے التجا کی . . . ہاں اس نے اس قدر رقت و عاجزی سے اپنے حقوق کے لئے التجا کی جس طرح کوئی مفلس گدا اگر کسی رئیس شخص کے ہاتھوں ایک لقمہ روٹی کے لئے درخواست کر رہا ہو ۔

آہ ! اس وقت اس کو خیال ہوا ۔ کہ وفور رنج کس طرح علو ہمتی کو عاجزی میں تبدیل کر سکتا ہے ۔ اور کس طرح اس اخلاق کے جادۂ مستقیم سے بھٹک جانا جو سوسائٹی نے صنف نازک کے لئے مقرر کیا ہے ۔ یقین کے بلند لہجہ کو کم کر کے فخر کے جملوں کا خاتمہ کر سکتا ہے ۔

لاکھوں تیروں کی بوچھار بھی اس کے سینہ کو اس وقت اس قدر مجروح نہ کر سکتی تھی جتنا اس مہلک خیال کا احساس اس کے پراگندہ دماغ پر اپنا اثر دکھاتا تھا ۔ اور اس کا دل . . . غریب ۔ برباد شدہ ۔ زخم خوردہ اور شکستہ دل ہاتھوں اوچھل رہا تھا ۔

اس وقت خیالات عشق اس کے تخیل سے کوسوں دور تھے ۔

اس کو صرف اپنے غموں اور ان سے نجات پانے کا خیال تھا ۔ واقعی ایک سزا یافتہ

مجرم کو بھی جو عنقریب سولی پر چڑھایا جانے والا ہو۔ ایسی بے چینی و اضطراب نہ ہو سکتا تھا جیسا اس وقت ایملی کو تھا۔

ایملی کی اس وقت جو حالت تھی۔ اس کا اظہار کسی قابل ترین قلم کے ذریعہ نہیں ہو سکتا صرف وہی لوگ اس کا اندازہ کر سکتے ہیں جن کو کبھی ایسی حالت پیش آئی ہو

ہر چند کہ یہ قصہ محض دنیا کی تفریح کے لئے لکھا جا رہا ہے۔ مگر اس کے صفحات سے نہایت مفید اور عبرت خیز اخلاقی سبق حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اور بہت ممکن ہے کہ وہ سبق جو ایملی کے سوانحعمری سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسروں کے لئے فایدہ مند ثابت ہو۔

خیر ہم اپنے قصہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

جس وقت آرنالڈ کو یہ خط ملا۔ تو اس نے فیصلہ کن کارروائی کا ارادہ کر لیا۔ اور نتائج کا ذرا بھی خیال نہ کر کے کہ ان کا اثر کتنا مہلک ہوگا۔ اس کو یقین ہوگیا کہ بے رحمی کے اس مایوس شدگار کو اب مزید دروغگوئی سے سنبھالنا قریب ناممکن ہے۔ وہ اس سے شادی بھی نہ کر سکتا تھا کیونکہ یہ ناممکن تھا۔ لہذا وہ لاپروائی سے بیٹھ گیا۔ اور نتیجہ کے مہلک اثر سے قطعی بے خبر ہو کر اس نے ایک فیصلہ کن جواب تحریر کر دیا۔

ایملی نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے وہ خط ڈاکیہ سے لیا۔ اور متلاطم دل کے ساتھ اپنے کمرہ کی طرف اس کے مطالعہ کے لئے بڑھی۔ اور وہاں جا کر اس نے اپنی قسمت کے تباہ کن فیصلہ کو معلوم کیا۔

اس خط میں آرنالڈ نے اس دروغگوئی کا اقرار کیا۔ جو اس نے چھ سات ماہ بعد اسکی والدہ کی رضامندی سے شادی کی بابت کی تھی۔ اس نے صاف تحریر کر دیا کہ میں تم سے شادی نہیں کر سکتا۔ اور ایملی کے نازک دل کو یہ تجویز پیش کر کے اور زیادہ صدمہ پہنچایا۔ کہ تم اگر میرے ساتھ رہنا چاہو تو میں فوراً سوتھمپٹن آکر لیجاؤں۔ اور لندن میں کرایہ کا مکان لیکر تمہارے رہنے کا انتظام کر دوں۔

اچھا ہوا کہ اس نے یہ تجویز پیش کر دی تھی۔ ورنہ وفور یاس نے غریب ایملی کی جان لے لی ہوتی۔

مگر اب غصہ رنج اور خودداری کے جوش نے یہ اثر کیا کہ اس کے سینہ میں غم کو بالکل دبا دیا۔

وہ کبھی اسکی داشتہ بن کر اپنا قیام اس کے ساتھ نہ رکھ سکتی تھی۔ اس تجویز سے اسکی محبت یکایک نفرت میں تبدیل ہوگئی۔

"کیا اس کی وجہ یہ ہے۔" اس نے اپنے دل میں کہا۔ "کہ میں نے اپنی عصمت اس کے حوالہ کر دی؟ کیا اس لئے وہ دغاباز مجھے دہوکا دینا چاہتا ہے؟ کیا وہ خدا کے روبرو بھی ان مقدس وعدوں سے انحراف کی جرأت کرے گا؟ آہ! قیامت کے روز جب ہم دونوں اس مالک حقیقی کے سامنے تخت معدلت کے پاس کھڑے ہوئے کانپیں گے۔ اس وقت اس دغاباز کو کتنی کچھ پشیمانی نہ ہوگی۔"

اس موقعہ پر ایک خادمہ بہ عجلت کمرہ میں داخل ہوئی اور ایملی کے رنج کا احساس کئے بغیر اس نے التجا کی۔ کہ دوسرے کمرہ میں چلیئے۔ کیونکہ مسز اوڈے یکایک سکتہ کی حالت میں آکر بے ہوش پڑی ہیں۔

اس موحش خبر نے بدقسمت دوشیزہ کو چونکا دیا۔ اور اس حالت کا خیال کر کے جس میں اسکی خالہ یک بیک مبتلا ہوگئی تھی اُسے اپنے پریشان کن خیالات بھول گئے۔ چشم زدن میں وہ مسز اوڈے کے بستر کے پاس پہنچ گئی۔ ڈاکٹر طلب کیا گیا۔ ایملی نے جس وقت کمرہ میں قدم رکھا۔ ضعیف خاتون سنگ مرمر کی طرح سفید ہو رہی تھی۔ اس کا ہاتھ سرد تھا۔ ڈاکٹر نے بھی اُسے دیکھ کر نہایت مشکوک طریقہ سے سر ہلا دیا۔

"کیا۔ اب کوئی امید نہیں؟ خدا کے واسطے جلد بیان کیجئے۔" مس کرافورڈ نے ڈاکٹر کے چہرہ کی طرف پُرشوق نگاہ جما کر اسکے خیالات کا کچھ اندازہ کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"کوئی نہیں۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "کام تمام ہو چکا۔ یہ آخری کشمکش تھی۔"

ایملی نے اس سے زیادہ اور کچھ نہ سُنا۔ اور وہ بھی اپنی خالہ کی سرد لاش پر بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

یہ آخری صدمہ ایملی کی مصیبتوں کی انتہا تھی۔ ہوش میں آکر وہ زار زار رونے لگی۔ اور اس کی روح نے اس جانگداز صدمہ کا اندازہ کیا۔ کیونکہ وہ اس وقت اپنی خطرناک حالت کو خوب اچھی طرح محسوس کر رہی تھی۔

مسز اوڈے عرصہ سے بیمار تھی۔ گذشتہ دو تین ہفتوں سے اسکی صحت نمایاں طور پر خراب ہو رہی تھی۔ اور حرکت قلب کے بند ہو جانے نے آج قطعی خاتمہ کر دیا۔

بہت عرصہ تک ایملی اس پلنگ کے قریب بیٹھی رہی جس پر لاش پڑی تھی۔ اور جب وقت وہ اپنے بستر پر گئی۔ تو اس لئے نہیں کہ کچھ دیر نیند کا مزہ اٹھائے بلکہ یہ خیال کرنے کے لئے کہ اب میری برگشتہ قسمت اور کیا گل کھلانے والی ہے۔

اُس کی والدہ یقیناً اسکی خالہ کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی غرض سے آئے گی۔ اس وقت اس کی غلط کاری کا راز طشت از بام ہونا لازمی تھا۔ کیونکہ والدین کی متجسس نگاہوں سے کوئی امر مخفی نہیں رہ سکتا۔

اب وہ کرتی تو کیا کرتی۔

کیا وہ ایک دم اپنے مکان کو روانہ ہوکر اور والدہ کے قدموں پہ گر کر تمام حال من و عن بیان کردے؟ یا وہ آرنالڈ کی حقارت آمیز رعایت سے فائدہ اٹھائے۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر کیا کرے؟

دیوانہ وار۔ غیر مطمئن اور کسی ایک بات پر فیصلہ کرنے کے ناقابل کیونکہ اس کا دل اس وقت سخت کرب کی حالت میں تھا۔ وہ رات بھر مضطرب اور بے قرار رہی۔

چند سطور کے ذریعہ اس نے اپنی والدہ کو اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع دے دی تھی۔ اور چھتیس گھنٹہ بعد مسز کرافورڈ کا وہاں پہنچ جانا ضروری تھا۔ وہ اسکی غلط کاری دیکھ کر ضرور لعنت و ملامت کرتی۔ یا بہت ممکن تھا اُسے اپنی دختری سے عاق کر دیتی۔ اور اسکی معافی کی التجاؤں پہ کان نہ دیتے ہوئے اسی حالت میں اُسے گھر سے نکال دیتی۔ اور پھر کیتھرائین اور جیمس کو اس کی کمزوری اور آرنالڈ کی دغابازی کا حال سُن کر کس درجہ رنج ہوتا۔

اس غم کی رات کے بعد صبح ہوئی تو کسی قدر بارش اور ترشح ساتھ لیکر آئی۔ سرد ہوا کے جھونکوں کی سرسراہٹ اس وسیع مکان میں عجیب عالم حسرت پیدا کر رہی تھی۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عناصر زبان حال سے اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہمیں بھی لاش کی موجودگی کا علم ہے۔

یہ دن پس و پیش میں گذر گیا۔ اور دوسری مہیب رات آگئی۔ مگر اس بدنصیب دوشیزہ کے لئے ایک ایک لمحہ مصیبت وہ اور ستانے والا ثابت ہو رہا تھا۔

نقاہت کے ساتھ اور روتے روتے آنکھیں سرخ۔ اسی حال میں وہ علی الصبح اپنے

بستر سے اُٹھی۔ شام تک اسکی والدہ کا وہاں پہنچ جانا یقینی تھا۔

اب اس کا خوف اور دہشت ناقابل ہو گئے۔ نوکروں کو بھی اسکی پریشانی کا احساس ہوا اور انہوں نے اپنی بیہودہ ہمدردی سے اس کے دل کو تسکین دینا چاہی۔ ایملی کو خوف لگا ہوا تھا (کیونکہ معصیت کی حالت میں ایسا ہی ہوتا ہے) کہ مبادا یہ لوگ میری شرمناک حالت سے واقف ہو گئے ہوں۔ لہذا اس نے اُن کی ہمدردی سے انکار کیا۔ اُن کو یہ یقین تھا۔ کہ یہ اپنی خالہ کے غم میں رو رہی ہے۔ اس لیئے وہ اس کے دل حزیں کو تسکین دینے کی بار بار کوشش کرتے تھے۔

آج موسم کی حالت گذشتہ دن کی نسبت زیادہ خراب تھی۔ وقت گراں خاطری سے گذرتا جاتا تھا۔ اور گھڑیال متواتر۔ دو۔ تین۔ چار کا گھنٹہ بجا چکا تھا۔ ایملی اپنے کمرہ میں بیٹھی ہوئی ان مہیب خیالات کا شکار تھی جنہیں کسی انتہائی معصیت کا احساس ہی ایک عورت کے دل میں پیدا کر سکتا ہے۔

ذرا دیر میں گاڑی کے پہیوں کی گڑگڑاہٹ سڑک پر معلوم ہوئی۔ جو لحظہ بلحظہ قریب آ رہی تھی۔ یہاں تک کہ کوچبان کے چابک مارنے کی آوازیں کان میں آنے لگیں۔ ایملی نے اپنی ماں کو قریب آتے اور پیاری کیتھرائین کو تفکرانہ انداز سے گاڑی کی کھڑکی سے جھانکتے ہوئے دیکھا۔ جو شاید اپنی بہن کی صورت دیکھنا چاہتی تھی۔ اپنی خیال کردہ ندامت خیالات کی اذیت شرمناک حالت کے انکشاف کا اندیشہ۔ یہ تمام باتیں ایملی کے لئے ناقابل برداشت تھیں۔

اسی کشمکش و پیچ کی حالت میں ادھر تو اس کی ماں اور بہن نے گاڑی سے باہر قدم رکھا ادھر ایملی نے اپنا لبادہ اور ٹوپی پہن لی۔ اور روپیہ کی ایک تھیلی لیکر باغیچہ کی طرف والے زینہ سے بہ عجلت مکان کے پچھلی طرف اُتر گئی۔ آہستہ آہستہ اس نے بجلی کی طرح تیزی سے طے کیا۔

چہار دیواری کے پاس پہنچکر ایملی نے ایک چھوٹا سا دروازہ کھولا۔ جو ایک سڑک کی طرف کھلتا تھا۔ شام کی تاریکی پھیل چکی تھی۔ اس نے دیوانہ وار تیزی سے چلنا شروع کیا۔ یہ نہ معلوم تھا کہ کہاں جا رہی ہوں۔ مگر اپنے دل میں وہ اس خیال سے خوش تھی۔ کہ میں اپنی والدہ کی متجسس نگاہوں سے بچ گئی۔

اس کو اس کی بھی پروا نہ تھی۔ کہ میں کس سڑک پر چل رہی ہوں۔ وہ تیزی سے آگے

بڑھتی جاتی تھی۔ کہ تھوڑی دیر میں اس نے ایک لمپ کے کھمبے کے پاس اپنے کو لب ساحل پایا۔ جہاں اس کو ملاحوں کے شور وغل کی آواز سنائی دیتی تھی۔

"گورنسی کو جانے والا کوئی ہے؟ یا سب مسافر سوار ہو چکے؟" ایک بھاری آواز نے چلاکر پوچھا "بس اب جہاز کا لنگر اٹھنے والا ہے۔"

نازک مغرور کے دل میں کوئی فوری خیال آیا۔ اور اس کی تعمیل کرتے ہوئے وہ ایک کشتی میں سوار ہو گئی۔ جو انتظار کر رہی تھی۔ پانچ منٹ بعد وہ بحفاظت ایک چھوٹے سے جہاز پر پہنچ گئی۔ جو گورنسی کی بندرگاہ سینٹ پیری پورٹ کو روانہ ہونے والا تھا۔ بادبان کھول دیے گئے۔ تازہ ہوا جو کسی قدر تیز تھی سفر کے موافق آئی۔ اور سوتھمپٹن کی روشنی تاریکی اور فاصلہ میں بہت جلد نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

سمندر کی حالت اس وقت مخدوش تھی۔ رات کی تاریکی میں امواج کے ہلالی چکر اٹھتے ہوئے نظر آتے تھے۔ جہاز سوتھمپٹن کے گذرگاہ سے ہٹ کر اب کھلے سمندر میں چل رہا تھا اور اس کی حرکت نے ایملی پر بہت سختی سے اثر پیدا کرنا شروع کیا۔

پانچ چھ گنوار عورتوں کے ساتھ ایک تنگ کوٹھری میں بیٹھکر اسے اولاً اس خوفناک حالت کی تکالیف محسوس ہوئیں۔ جن کا پہلی مرتبہ تجربہ کرنا ایسا معلوم ہوتا ہے گویا موت کا وقت قریب ہے۔

نیند آنکھوں سے قطعی جاتی رہی۔ تکلیف ہر لحظہ روبترقی تھی۔ ساتھ کے مسافر کمرہ کا دروازہ کھولنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اس لئے اس سردی کی رات میں بھی اسے ناقابل برداشت گرمی محسوس ہو رہی تھی۔

تقریباً نو بجے نیڈلز سے گذر کر جہاز سمندر کے سبز جھاگ کو اپنی تیز تلوار سے چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ تیز اور تند ہوا کے جھونکے جہاز کی حرکت اور بادبانوں کی پھڑپھڑاہٹ میں گاہ بگاہ ملاحوں کی آواز چیختی ہوئی سنائی دیتی تھی گھنٹے یونہی خاموشی سے گذرتے گئے۔ ہوا نے صبح کے وقت پھر تیزی پکڑی۔ اور چند بادبان اتار دیے گئے۔ رات کے وقت ہوا دو تین درجہ تک بدل گئی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاز کو کئی بار راہ چھوڑ کر چلنا پڑا۔ اور اس طریقہ سے منزل مقصود تک پہنچنے کا راستہ بہت طویل ہو گیا۔

چھ بجے کے قریب ایلڈرنی ریس کی متلاطم موجوں نے جہاز کو اس درجہ جھٹکے دیے

کہ ایملی کو یقین واثق ہو گیا موت کی گھڑی اب بالکل قریب آگئی۔

صبح کو پردہ میں چھپانے والی تاریکی میں ایک اور مشکل معاملہ آپڑا۔ کیونکہ گاسکٹ لیمپ کی کوئی ضیا نظر نہ آتی تھی۔ اور اس وقت صرف ناخدا کا ذاتی تجربہ ہی کام دے رہا تھا۔ جو اُسکو اس حصہ بحر میں متواتر بحری سفر کرنے سے حاصل ہو گیا تھا۔ خوش قسمتی سے ان مہیب چٹانوں کی قطار سے نجات مل گئی اور دن کی روشنی کے ساتھ ساتھ ہوا بھی کم ہوتی گئی۔ اور تقریباً گیارہ بجے جہاز بحفاظت تمام اس راستہ پر آگیا جو گورنسی اور سارک کے درمیان ہے۔

بندرگاہ سینٹ پیری پورٹ کچھ عجیب طریقے سے تعمیر کی گئی ہے۔ شہر کا نشیبی حصہ بالکل کنارے پر بلکہ پانی سے ملا ہوا شروع ہوتا ہے۔ اور بتدریج بلند ہوتا چلا گیا ہے۔ جس کی انتہائی چوٹی پر نیوٹون کی آبادی ہے۔ سینٹ پیری پورٹ کے بازار سے ایک سو ننانوے قدم نیوٹون کی طرف بڑھ کر اس پہاڑی کی بلندی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جہاں پر جزیرہ گورنسی کے دارالسلطنت کا سب سے خوبصورت حصہ آباد ہے۔

بندرگاہ چھوٹی اور تنگ ہے۔ جہاں صرف معمولی باربرداری کے جہازوں کی گنجایش ہے۔ مگر خوشگوار موسم میں نہایت آرام دہ ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بیچ بیچ میں ہزاروں چٹانیں حائل ہیں جو تلاطم کے وقت پانی میں غرق ہو کر راستہ کو نہایت مخدوش بنا دیتی ہیں۔ اور خصوصاً موسم سرما میں، تو وہ کسی ناتجربہ کار جہازران کے لئے بے حد دقت پیدا کرتی ہیں۔

لب ساحل سے چار سو قدم کے فاصلہ پر ایک قدیم قلعہ ہے جو چھوٹے سے جزیرہ پر واقع ہے اور جس کے چاروں طرف سمندر کی سبز لہریں متواتر ٹکرایا کرتی ہیں۔ اس قلعہ کا نام کیسل کارنٹ ہے۔ اور یہ تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

جہاز لنگر انداز ہوا ہی تھا۔ کہ متعدد کشتیاں پانی میں چھوڑ دی گئیں۔ تاکہ مسافروں کو کنارہ پر پہنچایا جا سکے۔ ان پر اکثر سراؤں اور ہوٹلوں کے خادم موجود تھے "ڈرجین" "مارشل" "ٹوڈز ہوٹل" کی صداؤں سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے۔

جس وقت ایملی اپنا کرایہ ادا کر رہی تھی اس نے کپتان کو رحمدل پا کر اس سے التجا کی کہ آپ کی رائے میں ان ہوٹلوں میں سے جو عمدہ ہو۔ اس کے نام سے آگاہ کر دیجئے۔

ناخدا نے اس پر ایک نگاہ ڈالی۔ وہ اس وقت خوبصورت لبادہ میں لپٹی ہوئی تھی اور اگرچہ اسکی حالت بہت خراب تھی۔ لیکن ناخدا نے اُس کے چہرہ کے حسن۔ وضع قطع اور طرز

گفتگو سے فوراً معلوم کر لیا۔ کہ وہ کوئی معزز خاتون ہے۔

دوسرے لوگوں کی طرح فضول سوالات کئے بغیر کہ تم اکیلی کیوں ہو۔ یا اس جزیرہ سے کیوں ناواقف ہو۔ اس نے مودبانہ طریقہ سے بمقابلہ دیگر ہوٹلوں کے جین ہوٹل کی سفارش کی۔ چنانچہ صبح بخیر کہہ کر ایملی نے کشتی میں قدم رکھا۔ اور فوراً بحفاظت تمام ساحل پر پہنچ گئی۔

جین ہوٹل میں پہنچکر آگ کی حرارت اور ناشتہ کھا کر تازہ دم ہونے سے ایملی کی حالت درست ہوئی۔ مگر اب ایملی کو اس کارروائی کے متعلق جو اس نے کی بہت کچھ غور و خوض کرنا تھا۔

انگلستان سے گورنسی تک سفر کرنے میں رات بھر اسکی طبیعت ناساز رہی۔ اس لئے اسکو غور و خوض کا موقعہ نہ ملا۔ مگر اس وقت وہ مجبور تھی۔ کہ مختلف پہلوؤں کو سوچے۔

اس نے سوتھمپٹن کو ایسی عجلت اور گھبراہٹ میں چھوڑا تھا۔ کہ اس وقت اُس نے اپنے آپ کو غیر محفوظ بے یار و مددگار۔ وسیع دنیا میں تنہا اور خود اپنا مالک محسوس کیا۔ اس پر مزید غم یہ کہ وہ عنقریب ایک بچے کی ماں ایک ایسے جزیرہ میں ہونے والی تھی جہاں وہ اس سے قبل کبھی نہ آئی تھی۔ ایک لمحہ بعد اُسے اپنی عاجلانہ کارروائی کا احساس ہوا اور وہ گھبرا گئی کہ آخر کیا کرنا چاہیئے۔

اس میں شک نہیں اس کے پاس بیس پچیس پونڈ موجود تھے۔ مگر یہ جلد صرف ہو جاتے۔ اس کے بعد کون تھا؟ جو اس کا کفیل ہو سکتا تھا۔

نزعی تکلیف سے نکلے ہوئے آنسوؤں نے اس کو اس ذہنی اذیت سے جو اس کو محسوس ہو رہی تھی نجات دی۔ اور اس کے مجروح دل کو کسی قدر تسکین ہو گئی۔

مس جین اس ہوٹل کی مالک ایک عمر رسیدہ اور فیاض عورت تھی۔ اس نے ایملی کی حسرت خیز حالت کا اندازہ کر کے اس کو تسکین دینا چاہی۔ چنانچہ دل میں یہ خیال کر کے وہ اس کمرہ کے زینہ پر چلی جہاں تازہ وارد ایملی ٹھہری ہوئی تھی۔

دستک دیکر وہ کمرہ میں داخل ہو گئی۔ ایملی کو بھی عورت کی صورت دیکھ کر برا نہ معلوم ہوا۔ کیونکہ ایسے غم و رنج کی حالت میں جیسا کہ ایملی کو لاحق تھا کسی ایسے چہرہ کا رونما ہونا جس سے ہمدردی عیاں ہو بیحد تسکین دہ ثابت ہوتا ہے۔ مس جین ایملی کے کہنے سے بیٹھ

گئی اور بولی ۔

"معلوم ہوتا ہے آپ کو سفر میں بہت تکلیف ہوئی؟"

"جی ہاں بہت زیادہ ۔ بلکہ میں تمام رات بیماری میں مبتلا رہی ۔" امیلی نے جواب دیا۔

"غریب لڑکی غالباً آپ نے ساؤتھمپٹن کو نہایت عجلت میں چھوڑا؟"

"ہاں ، بیشک ۔ مجھے عجلت میں وہاں سے روانہ ہونا پڑا ۔" مس کرافورڈ نے جواب دیا۔ مگر اپنی زبان روک کر اس نے نظریں نیچی کرلیں ۔ اور شرما گئی ۔

"میڈم مجھے گستاخ نہ سمجھنا!" مس جین عنایت آمیز لہجہ میں کہنے لگی ۔ "میں نے آپ کی حالت بیماروں کی سی دیکھی ۔ اور اگر حقیقتاً کوئی بات ہے تو . . ."

"میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں ۔ میں صرف بیمار ہی نہیں ۔ بلکہ نہایت مصیبت زدہ ہوں ۔" امیلی نے نیک میزبانہ کا ہاتھ جوش سے دبا کر کہا ۔

مس جین کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپک پڑا ۔

"غریب لڑکی ۔" اس نے کہا ۔ "میں کوئی ایسا سوال نہیں کرنا چاہتی ۔ جس سے آپ کے غموں پر اثر پڑے ۔ تھوڑی دیر طبیعت کو سکون دیجئے یا دو ایک گھنٹے تک آرام کیجیے ۔ تاکہ تازگی آجائے ۔"

"نہیں میں جس جگہ بیٹھی ہوں ۔ یہیں بیٹھنا چاہتی ہوں ۔ میرا دل اس وقت سخت بیقرار ہے ۔ شاید آج دن بھر میں کچھ درست ہو جائے خیر مجھکو ذرا قلم ۔ دوات اور کاغذ کی حاجت ہے ۔"

"بہت اچھا" اور یہ کہہ کر مس جین چلی گئی ۔

اگر اس عورت نے میز پر رکھی ہوئی تھیلی کو نہ بھی دیکھا ہوتا ۔ تب بھی ہم انصاف سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کا طرز عمل بالکل ویسا ہی ہوتا ۔ جیسا اس وقت تھا ۔ وہ اسی عنایت توجہ اور رحم سے کام لیتی ۔

مس کرافورڈ کی طلب کردہ چیزیں بھیجنے کے لئے وہ زینہ سے نیچے اُتری ۔ اس کو یقین ہو گیا ۔ کہ امیلی کو کسی نالایق شوہر سے کام پڑا ہے ۔ جس نے شاید اسے چھوڑ دیا ہے ۔

جس وقت امیلی کے پاس لکھنے کا سامان آگیا ۔ تو وہ نہ سمجھ سکی ۔ کہ میں نے یہ چیزیں کس واسطے طلب کی تھیں ۔ لکھے تو کس کو لکھے ؟ آرنالڈ کو تو وہ لکھ ہی نہ سکتی تھی ۔ اس نے

اسے برباد اور ناکارہ کر دیا تھا۔ اور نہ وہ مسٹر کو لکھ سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اپنی شرم اور غلط کاری کا اس سے کیونکر اظہار کرتی؟ نہ وہ اپنی والدہ کو تحریر کر سکتی تھی۔ جس کی بابت وہ خیال کر رہی تھی۔ کہ وہ اس کے قصور کو کبھی معاف نہ کرے گی۔

لیکن آہ۔ اس نے مسز کرافورڈ کی اس محبت کی جو اُسے اپنے بچوں کے ساتھ تھی قدر نہیں کی۔ آخر وہ کچھ لکھنا بھی چاہے تو کس کو لکھے؟ کسی کو نہیں۔ اس کا دنیا میں کوئی دوست نہ تھا۔

اُف! دیوانہ کن خیال! سخت پریشان ہو کر اس نے کاغذ کو علیحدہ پھینکدیا۔ اور پھر اپنے غمگین خیالات میں منہمک ہو گئی۔

باب ۔ ۳۳

زندگی کے رنج والم برداشت کرنے کے لئے انسان کو تمامتر فلسفہ ہستی سے کام لینا پڑتا ہے ایمیل بولینجر

اسی اثنا میں مسز کرافورڈ اور اُسکی چھوٹی لڑکی اس گاڑی سے اُتر کر جو انہیں بیگشاٹ سے سوتھمپٹن لائی تھی مکان کی طرف بڑھیں۔ دونوں کے دل متضاد خیالات سے پُر تھے۔ رنج اس بات کا تھا۔ کہ ایک عزیز رحلت کر گیا۔ اور خوشی اس خیال سے تھی کہ اب ایملی سے ملاقات ہو گی انہوں نے بہ عجلت مکان کا بڑا کمرہ طے کیا۔ اور خادم کے عقب میں ملاقات کے کمرہ میں پہنچیں۔

"تم نے بہن کی صورت بالائی دریچے میں دیکھی تھی"۔ کیتھرائن اس وقت کہنے لگی جب دونوں نے کمرہ میں پہنچکر ایملی کو موجود نہ پایا۔

"میں ابھی خادمہ کو بھیجکر انہیں یہیں بلواتا ہوں"۔ خادم نے جواب دیا۔ اور وہ اس کام کو بجا لانے کے لئے کمرہ سے چلا گیا۔

"اماں جان۔ شاید ایملی مکمل لباس میں نہ تھی۔ اس لئے اس کے آنے میں دیر ہوئی"۔ کیتھرائن نے بہن کا بے چینی سے انتظار کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن مکان میں مردہ موجود ہونے پر وہ ہرگز ایسی خود نمائی پسند نہیں کر سکتی"۔ مسز کرافورڈ بولی۔

"بے شک۔ میں بھول گئی۔ خیر دیکھئے وہ آتی ہیں" اور خوبصورت دوشیزہ زینہ کی طرف اس شخص سے ملنے کے لئے بڑھی۔ جو اس طرف کو آرہا تھا۔ اور جس کو کیتھرائن نے اپنی بہن خیال کیا مگر دروازہ کھلا اور خادمہ غمگین چہرہ لئے ہوئے نمودار ہوئی۔

"میڈم۔ میں نے بہت تلاش کیا۔ لیکن مجھے مس کرافورڈ کہیں نظر نہیں آئیں" اس نے مسز کرافورڈ سے مخاطب ہوکر کہا "بہرحال میں اتنا جانتی ہوں۔ کہ دس پندرہ منٹ پہلے وہ اپنے کمرہ میں تھیں۔"

"ہاں۔ دیکھو شاید وہ اسی کمرہ کی بالائی منزل میں ہوں" کیتھرائن نے کانپتے ہوئے کہا۔ اگرچہ وہ نہیں سمجھ سکی کہ اس کا یہ اضطراب کس لئے تھا۔

"میں اسی کمرہ کی نسبت عرض کررہی ہوں۔ جس کے لئے آپ ارشاد فرماتی ہیں" خادمہ نے جواب دیا۔

آدھ گھنٹہ گذر گیا۔ مگر امیلی کی صورت دکھائی نہ دی۔ اور اس تاخیر کے متعلق جو جو خیالات ظاہر کئے گئے۔ سب بے سود ثابت ہوئے۔ کوئی شخص اس کی عدم موجودگی کا اصلی سبب نہیں بتا سکتا تھا۔

آخرکار خادمہ کو خیال ہوا۔ کہ وہ شاید باہر گئی ہوں۔ اگرچہ وہ کبھی تاریکی میں سیر کو نہ جاتی تھیں۔

کمرہ کی دیکھ بھال کرنے پر خادمہ کے شکوک مضبوط ہوگئے۔ کیونکہ ٹوپی اور لبادہ دونو چیزیں موجود نہ تھیں۔

یہ بات نہایت تعجب خیز معلوم ہوئی۔ کیونکہ کیتھرائن نے گاڑی ٹھہرتے وقت دریچہ میں اپنی بہن کی صورت دیکھ لی تھی۔

گھنٹہ بھر بعد یہ بےچینی اور بڑھ گئی۔ اور بے حد فکر و تشویش لاحق ہوئی۔ گھر کے خادموں سے تفصیلی سوالات پوچھے جانے لگے۔ مگر وہ بھی اپنے سوال کنندگان کی طرح اسکی عدم موجودگی کے اسباب سے قطعی لاعلم تھے۔ رات تاریک تھی۔ کیا اس حسین دوشیزہ پہ کوئی اُفتاد تو نہیں پڑی؟ جب مسز کرافورڈ کو یہ خیال پیدا ہوا۔ تو کیتھرائن زار و قطار رونے لگی۔

آدھی رات گذر گئی۔ اور اب تک امیلی نہ آئی۔ اس وقت ان ماں و بیٹی کو جو رنج تھا

اسے ہم بیان نہیں کر سکتے۔ دونوں رات بھر بستر پر بے خواب رہیں۔ اور جب صبح ہوئی تو متضاد خیالات۔ امید خوف اور شک نے ان کے دلوں کی حالت عجب کشمکش میں کر رکھی تھی۔

باوجود اس رنج والم کے مسز کرافورڈ نے تجہیز وتکفین کے متعلق ضروری ہدایات دینا شروع کر دیا۔ جس کا انتظام ایک ڈاکٹر کے زیر اہتمام جو مسز اوٹوے کا آخری وقت تک معالج رہا تھا۔ شروع کیا گیا۔

مسز کرافورڈ تو ان انتظامات میں مصروف رہی مگر کیتھرائن نے وہ دن بیکاری میں نہایت کرب واضطرار سے بسر کیا۔

دوسری رات بھی اسی بے چینی سے کٹی۔ اور دوسری صبح میت کو دفن کرنے میں گذری لاش زمین کے سپرد کی گئی۔ اور قبر پر آخری ادعیہ پڑھی گئیں۔

جس وقت مسز اوٹوے کا وصیت نامہ دیکھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس نے ایملی کی نسبت امید سے زیادہ فیاضی سے کام لیا ہے۔

وصیت نامہ کی شرائط عجیب تھیں۔ جن کو دیکھ کر مسز کرافورڈ اور کیتھرائن کو گونہ تعجب وحیرت ہوئی۔

فقرہ کی عبارت حسب ذیل تھی:۔

"مذکورہ بالا جائیداد اپنے لندن کے عزیز داروں کے نام منتقل کرنے کے بعد میں چاہتی ہوں۔ کہ وہ پانچہزار پونڈ کی رقم جو میرے نام سے جمع ہے ایملی کرافورڈ۔ دختر کلاں وغیرہ وغیرہ کے نام منتقل کی جائے۔ بشرطیکہ وہ سوتھمپٹن کے ڈاکٹر ہنری ہنٹر کے ساتھ عقد کرے۔ کیونکہ بسا اوقات اس لایق نوجوان نے وفور جذبات سے بے ساختہ ایسی باتوں کا اظہار کیا ہے جن کو دیکھ کر مجھے یقین ہو چکا ہے۔ کہ اُسے ایملی کرافورڈ سے دلی عشق ہے۔ لیکن اگر ڈاکٹر کو اعتراض ہو یا دونو کے دل ایک دوسرے سے وابستہ نہوں۔ اور ان کے درمیان شادی ناممکن معلوم ہو۔ تو میں اس وصیت نامہ کی رو سے تحریر کئے دیتی ہوں۔ کہ مذکورہ بالا رقم یعنے پانچہزار پونڈ کے نصف کا ہنری ہنٹر مستحق ہوگا اور نصف کی ایملی کرافورڈ۔ اور یہ میری ان دونوں سے دلی محبت رکھنے کا ثبوت ہے۔"

مسز اوٹوے کے وصیت نامہ کی اس عجیب تحریر نے تھوڑی دیر کے لئے مسز کرافورڈ

اور کیتھرائن کے دل سے ایملی کی عدم موجودگی کے خیال کو بھلا دیا۔ دونو مسٹر ہنٹر کے نام سے واقف تھیں۔ کیونکہ ایملی نے کئی مرتبہ اپنی والدہ اور بہن کے خطوط میں اس کا ذکر کیا تھا۔

چونکہ وہ ڈاکٹر جو مسز اولٹے کا دم مرگ معالج رہا تھا۔ مسٹر ہنٹر کے لندن کے پتہ سے واقف تھا۔ اس لئے فورًا اس کے نام ایک خط روانہ کیا گیا جس میں مسز اولٹے کی وفات اور وصیت نامہ میں اسکی یادآوری کا ذکر کر دیا گیا۔

تجہیز و تکفین کے چند روز بعد مسز کرافورڈ شکستہ دل غم و الم کی تھکا ماندہ گھر واپس ہونے کی تیاری کر رہی تھی۔ لیکن مفصلہ ذیل رقعہ کی وجہ سے جو یک بیک اُسے ایک خادم کے ہاتھوں ملا۔ اُسے چند دن اور سوتھمپٹن میں قیام کرنا پڑا۔

اس نے ایملی کی تحریر فورًا پہچان لی۔ اور لفافہ چاک کر کے کھولا۔ اس میں فقط یہ چند سطور تحریر تھیں:-

"ایک فرمانبردار لڑکی اپنی ماں کی ملامت سے خوف کھا کر بھاگ نکلی ہے۔ اور اب وہ اپنی باقی زندگی توبہ اور استغفار میں گذار دے گی۔ وہ ہرگز اس خاندان میں اپنا کالا منہ لے کر نہ آئے گی۔ جس کی شہرت و عزت کو اس نے خاک میں ملا دیا۔"

ایملی

اس رقعہ کو پڑھ کر مسز کرافورڈ اور کیتھرائن کو جو رنج ہوا۔ اس کو تحریر میں لانا غیر ممکن ہے۔ گویا اس خط کے آنے سے ایملی کی زندگی کے متعلق تمام امیدیں منقطع ہو گئیں۔ تاہم اب تک اسکی خطا کی نوعیت خیال ہی پر منحصر تھی۔ اور اس کے موجودہ قیام کا بھی کچھ پتہ نہ تھا۔

جس وقت نوکر سے خط لانے والے کا پتہ نشان دریافت کیا گیا۔ تو اس کا بھی کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا۔ صرف یہ معلوم ہوا کہ ایک شخص ملاحوں کے مانند لباس پہنے ہوئے اُسے دروازہ تک لایا تھا۔ اور بلا ایک لفظ زبان سے نکالے وہ وہاں سے واپس چلا گیا۔

ایک ایسے شخص کو تلاش کرنا جس کو خادم نے صرف ایک لمحہ کے لئے دیکھا ہو بے حد مضحکہ خیز تھا۔ مگر باوجود اس کے مقامی اخبار میں اس مضمون کا ایک اشتہار شایع کرا دیا گیا۔ کہ اگر اس خط کو لانے والا مسز کرافورڈ سے ملے تو اس کو معقول انعام دیا جائے گا۔ مگر اس ترکیب میں بھی

کچھ کامیابی نہ ہوئی۔

انہی سانحہ خیز واقعات کے درمیان مسٹر ہنٹر لندن سے واپس آگیا۔ اور ان مصیبت زدہ خواتین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو اس وقت تک مسز اولڈے کے مکان میں مقیم تھیں۔ ایملی کے گم ہوجانے پر اس کو جو صدمہ ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔

بدنصیب دوشیزہ کی گم شدگی کی اصل حقیقت سے قطعی لاعلم ہونے کی صورت میں اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اُس نے آرنالڈ سے مایوس ہوکر خودکشی کرلی ہے۔ اور یہ رقعہ اس نے اپنی والدہ سے اصل حقیقت مخفی رکھنے کی غرض سے تحریر کردیا ہے۔

یہ خیال کرکے وہ مسز کرافورڈ کے پاس ملاقاتی کمرہ میں پہنچا۔ جہاں کیتھرائن بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ اور بعد دریافت خیریت مزاج اس نے اس اہم معاملہ کی نسبت گفتگو کرنا شروع کی۔

"میڈم۔ مایوس کن محبت کا اثر،" اُس نے عمداً گفتگو کو اسی طرز پر لانے کے لئے کہا۔ "ایسا زبردست ہوتا ہے۔ کہ صدہا آدمی فرط الم میں ہلاک ہوگئے۔ کون جانتا ہے۔ کہ اس وقت مس کرافورڈ بھی . . ."

"کیا ایملی! مسٹر ہنٹر . . . نہیں۔ آہ! . . . بالکل ناممکن"۔ مسز کرافورڈ نے زور سے کہا۔ "سات مہینے گذرے جب وہ مجھ سے علیحدہ ہوئی۔ تو میرا خیال ہے اس کا دل بالکل آزاد تھا جیسا کہ . . ."

"پاک خدا!" ہنٹر نے چلا کر کہا جس کو آرنالڈ کے وعدہ شش ماہی کا حال ایملی کی زبانی معلوم ہوچکا تھا۔ "میں یہ کیا سُن رہا ہوں؟ میڈم۔ میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ کیا آپ درحقیقت کسی اقرار۔ کسی وعدہ اور عہد وپیمان سے جو ایک معزز شخص اور آپ کی صاحبزادی کے درمیان ہوا۔ قطعی لاعلم ہیں؟"

"مسٹر ہنٹر۔ مجھے ہرگز کسی وعدہ کا علم نہیں کہیئے۔ جلد کہیئے۔ خدارا ایک ماں کے خیالات کا اندازہ کیجیے"۔ اور مسز کرافورڈ کوئی خوفناک بات سُننے کے لئے تیار ہوگئی۔

"کیا آپ ایک شخص مسمی آرنالڈ سے واقف ہیں؟" نوجوان ڈاکٹر نے اپنی کرسی کو مسز کرافورڈ کے نزدیک سرکا کر آہستہ سے پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں۔ وہ میرا بہترین بہی خواہ ہے"۔ دیوانی ماں نے چیختے ہوئے کہا۔

"اور آپ کی دختر کا عاشق بھی!" ہنٹر پُر اثر لہجہ میں بولا۔

"یہ کیونکر! اس راز کو واضح طور پر بیان کیجئے۔ شاید آپ اس کی نسبت بہت کچھ جانتے ہیں۔"

"اس کا عاشق یا یوں کہیئے کہ ایملی کی محبت کا مرکز۔" ہنٹر نے جواب دیا۔

"کیا یہ سچ ہے؟" مسز کرافورڈ بولی۔ اور اب اس کو گذشتہ مختلف واقعات نگاہوں آہوں۔ اور اُن ظہورات کا خیال آیا۔ جس کا مشاہدہ وہ اکثر ایملی کی طرف سے کیا کرتی تھی مگر آج سے قبل کبھی ان کا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔

اس وقت تمام باتیں بجلی کی طرح اس کے ذہن میں آگئیں۔ اور سسکیاں بھرتے ہوئے اس نے ہنٹر کو بیان کرنے کا اشارہ کیا۔

"مسٹر آرنالڈ کی سوتھمپٹن میں متواتر آمد و رفت کے درمیان . . ." ہنٹر نے کہنا شروع کیا۔

"اوہ! سوتھمپٹن میں آرنالڈ کی آمد و رفت! کیا وہ یہاں اکثر آتا رہا ہے؟" مسز کرافورڈ نے فرط حیرت سے پوچھا۔

"میڈم ہاں!" ہنٹر نے جواب دیا۔ اور ایک لمحہ توقف کر کے اس نے سوچا۔ کیا میں اُن تمام باتوں کا اظہار کر دوں جو مجھے معلوم ہیں۔ کیونکہ وہ یہ بات محسوس کر رہا تھا۔ کہ مسز کرافورڈ کو چند امور کے متعلق قطعی لاعلم رکھا گیا ہے مگر انصاف نے اُسے مردانہ کارروائی کرنے پر آمادہ کیا۔ کہ وہ ایک مصیبت زدہ ماں پر وہ تمام نازک و اہم معاملات ظاہر کر دے جن سے ایملی کی بربادی یا (اس کے حسب خیال کے مطابق خودکشی پر کافی روشنی پڑ جائے۔

"ہاں۔ میڈم۔ وہ یہاں دو تین مرتبہ آیا۔ کیا مس کرافورڈ نے کبھی آپ کو اس اہم معاملہ کی نسبت اطلاع نہیں دی۔ جس سے اس کی زندگی کا تعلق تھا؟"

"نہیں . . . کبھی نہیں۔" جواب ملا اور مسز کرافورڈ کے بدن میں کپکپی پیدا ہو گئی کیونکہ اس وقت اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ شاید میری لڑکی کی عصمت برباد ہو چکی اور اس خیال نے اسکی آنکھوں کے سامنے موت کا سماں پیدا کر دیا۔

"پیاری بیٹی کیتھرائن۔ تم ذرا دیر کے لئے کمرہ سے چلی جاؤ۔" اس نے اپنی پریشان خاطر

لڑکی سے کہا۔ جو اس تمام گفتگو کا مطلب واضح طور پر سمجھ چکی تھی۔

جس وقت مسز کرافورڈ اور ہنرٹ تنہا رہ گئے۔ تو اول الذکر نے اپنی طبیعت سنبھال کر کے ان جانگداز واقعات کے سننے کو اپنا دل مضبوط بنالیا۔

"میں نے حال ہی میں آرنالڈ سے لندن میں ملاقات کی تھی۔" ڈاکٹر نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "میں نے اس کو اس طرز عمل اور غریب ایملی کو تباہ کرنے سے منع کیا۔ میں نے اسے وہ محبت بھی یاد دلائی جو ایک حسین اور پرشوق دوشیزہ کو اس سے ہے۔ مگر اس نے میری تمام باتوں کو حقارت اور سرد مہری سے رد کر دیا۔ اور . . . یقیناً ایملی نے مجھ سے غلط بیانی نہ کی ہوگی۔ آہ . . . نہیں۔" اور پھر اس نے کہا۔ "میڈم۔ اس شخص آرنالڈ نے یہ ظاہر کیا۔ کہ خود آپ نے اس شادی پر رضامندی ظاہر کر دی ہے۔ مگر اس شرط پر کہ چھ مہینے تک عاشق و معشوق کے خیالات میں کسی قسم کا تغیر نہ واقع ہونے پائے۔"

"تو آرنالڈ سخت ہی پاجی نکلا۔" مسز کرافورڈ چیخ اٹھی۔ "مگر کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ کیا اس نے میری معصوم بیٹی کو برباد کیا؟ وہ بیٹی جس کو میں نے عصمت کی راہ سکھلائی۔ وہ بیٹی جسے میں نے اسکی خالہ کے سپرد کیا۔ اُف! وہ بیٹی جو میرے مکان پر پاک رہ بے عیب رہ کر عزت اور پاکبازی کی تربیت پاتی رہی۔ آہ! . . . کیا آرنالڈ اتنا ہی برا ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہوا۔"

"اس سے بھی زیادہ۔" ہنرٹ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ اور اس نے حتے الامکان اپنے دلی اضطراب کو چھپانے کی کوشش کی۔

اس موقعہ پر کیتھرائن کمرہ میں داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں چند کاغذات تھے۔

"اماں جان۔" وہ بولی۔ "میں اتفاق سے بالائی منزل پر ایملی والے کمرہ میں اس کے بکس کو دیکھ رہی تھی۔ کہ مجھے یہ تحریریں ملیں۔ اگر میں انہیں یہاں لے آئی تو کچھ برا تو نہیں کیا؟" اور وہ انہیں میز پر رکھ کر پھر واپس چلی گئی۔ اس کے پہلی مرتبہ کمرہ سے جانے کے بعد جو گفتگو اسکی والدہ اور ہنرٹ کے درمیان ہوئی تھی۔ اس سے اسے یہ شک ہو گیا۔ کہ آرنالڈ نے ہمارے خاندان کے ساتھ ضرور کچھ دغا کی ہے۔ مگر کس طور پر۔ وہ یہ نہ سمجھ سکی۔

بہ عجلت مسز کرافورڈ نے ان خطوط کو لیا (کیونکہ یہ خطوط ہی تھے) اور اسکی نظر سب سے پہلے جس خط پر پڑی وہ وہی تھا۔ جو ہمارے قصہ کے گیارھویں باب میں دیا ہوا ہے۔ اور جس میں مندرجہ ذیل فقرہ بھی تحریر تھا:۔ "ہاں البتہ کسی ناخوشگوار نتیجہ کے آثار نمایاں ہوئے

توہم بلا تمہاری والدہ کی رضامندی کا انتظار کیئے شادی کرلیں گے "

بس اتنا کافی تھا۔ اس سے مسز کرافورڈ کے تمام شکوک کی تائید ہوگئی۔ اور وہ غش کھا کر گر پڑی۔

ہنٹر اس کی مدد کو آگے بڑھا۔ اور بہ مشکل تمام اسکو ہوش میں لایا۔ مگر اس نے اتنی احتیاط سے کام لیا۔ کہ نوکروں اور کیتھرائن کو خبر نہ ہونے پائی۔

جس وقت مسز کرافورڈ نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو وہ نہایت المناک خیالات کا مسکن بن گئی۔ کیسے المناک خیالات . . . جو ایک ریاکار بدمعاش کے ذریعہ اپنی لڑکی کی بربادی ناموس پر پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور وہ شخص بھی ایسا جو عرصہ تک اسی خاندان کا دوست رہ چکا ہو!

علاوہ بریں۔ اسی پاجی کی حمایت میں اس کے لڑکے کی زندگی کے تین سال گذرے تھے وہ بھی اس عمر میں جبکہ عموماً انسانی دل مثالوں سے اثر پاکر یا تربیت دینے والا جس طرف گھمانا چاہے نیکی یا بدی کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔

ان پریشان کن خیالات کے درمیان۔ اس غمزدہ ماں کے لیئے یہ امر کسی قدر تسلی بخش تھا۔ کہ کیتھرائن بہت جلد ایک ذی عزت نوجوان سے بیاہی جانے والی تھی۔ اپنے بیٹے جیمس کی نسبت وہ سمجھتی تھی کہ اس کا مستقبل اسقدر خوش آئیند ہے جس قدر کہ انسان آرزو کرسکتا ہے۔

ان خیالات نے اس کے دل کو قدرے ڈھارس دی اور جس وقت اس نے ہنٹر سے ملکر موجودہ واقعات پر غور کیا۔ تو مشورہ سے یہ بات طے پائی۔ کہ کیتھرائن کو اسکی ہمشیرہ کی اصل خطا سے لاعلم رکھا جائے۔ اس نوجوان دوشیزہ کی معصومیت کو مدنظر رکھکر یہ کام مشکل نہ تھا۔ چنانچہ مسز کرافورڈ نے ایملی کی روپوشی کا سبب اپنے دل سے گھڑ لیا۔

مگر غور طلب سوال یہ تھا کہ آرنالڈ سے کیا کہا جائے۔ ہنٹر نے اس بارہ میں پہلے سے ارادہ کرلیا تھا۔ مگر اس خوف سے کہ مبادا جیمس کو ہمارے ارادوں کی اطلاع ہو جائے۔ اس نے مسز کرافورڈ سے کہا۔ کہ سردست اس معاملہ کو اس سے بھی اخفا میں رکھا جائے۔

مسز کرافورڈ نوجوان ڈاکٹر کو دوست سمجھتی تھی۔ پس وہ فوراً اس کی صلاح پر کاربند ہونے کے لیئے رضامند ہوگئی۔

اب ہم ہنری ہنٹر کے خیالات کو بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کا دل حزین اسقدر حسرت زدہ ہو چکا تھا۔ کہ اُسکے برابر بدنصیب ہستی شاید انسانی وہم و قیاس میں نہیں آسکتی۔ اس نے مسز اولوٹے کی وصیت کا وہ حصہ جو اس کے اور ایملی کے متعلق تھا کسی قدر خوشی سے پڑھا۔ مگر پھر اُسے خیال آیا کہ ہماری شادی تو بالکل نا ممکن ہے۔ کیونکہ اس بدقسمت دوشیزہ کا دل کسی دوسرے کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہے اس نے مسز اولوٹے کی خواہش کو اس معاملہ میں پورا کرنے کا خیال ہی کیا تھا۔ کہ اُسے سٹر آرنالڈ کے مہلک خطوط کے ذریعہ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ مس کرافورڈ کی عصمت دری کا ثبوت مل گیا۔

اُس کے تعجب کی کوئی حد اور اس کے رنج کی کوئی انتہا نہ رہی جب اسکو یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ جس کو میں مجسم پارسائی اور عصمت کی دیوی سمجھتا تھا۔۔۔ وہ جس کو میں ایک مایوس کن محبت کا شکار اور اپنا شکستہ دل دوست سمجھتا تھا۔ وہ ایملی عصمت باختہ ہو چکی ہے۔

اُس نے اپنے دلی خیالات اور جذبات کو دبانے کی کوشش کی۔ تاکہ وہ مسز کرافورڈ کو تسلی دے سکے۔ جو خود اس وقت انتہائی تکلیف اور مایوسی سے گھری ہوئی تھی۔

اس کا ارادہ ایک امر کے لئے مصمم ہو چکا تھا۔ یعنی یہ کہ اس کو آرنالڈ کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے۔ اس نے ہمیشہ ایملی کا دوست رہنے کی قسم کھائی تھی۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ اس کا دوست بن کر میں ہی اسکی طرف سے انتقام لوں گا۔

اس کا ارادہ یہ تھا کہ جب مسز کرافورڈ اور کیتھرائن واپس ہو کر بیگینٹ پہنچیں جہاں حسرت زدہ ماں واپس جانے کی خواہشمند تھی۔ اسی وقت اس کمینہ، بدمعاش سے اپنے طرز عمل کی جوابدہی طلب کی جائے۔ مگر اس خوف سے کہ شاید میری کارروائیوں میں کسی قسم کی مخالفت کی جائے۔ اس نے اپنے ارادہ سے ان دونو خواتین میں سے کسی کو آگاہ نہیں کیا۔

ایک دفعہ پھر اپنے پُرامن مکان میں واپس آکر مسز کرافورڈ نے جیمس کے نام ایک رقعہ تحریر کیا جس میں ایملی کی روپوشی کا ذکر درج تھا۔ مگر اس کی وجہ سے اس کو بھی مطلع نہیں کیا گیا۔

اُسے ان الفاظ کی تحریر سے باز رہنے میں بے حد مشکل واقع ہوئی۔ جو آرنالڈ کے خلاف تھے۔ مگر ہنٹر کی التجا کا خیال کر کے اس نے اس مکار کا نام ظاہر نہیں کیا۔

جیمس کو یہ رقعہ پڑھکر حقیقتاً جو رنج ہونا چاہیئے تھا نہیں ہوا۔ اس کا دل اس شاندار سکیم کی کامیابی پر اس درجہ مسرور اور اس کا مزاج عیش و عشرت۔ لہو و لعب میں مبتلا ہو کر ان فروعات پر خیال کرنے سے اس قدر محترز ہو چکا تھا۔ کہ اُسے اپنی خوشی کے سامنے اس کی مطلق پروا نہ تھی۔ کہ میرے خاندان کا کیا حشر ہوگا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ صرف اسکی ماں کا نام اسے ارتکاب جرم اور ان خوفناک کاموں کے درمیان جو اس نے کیئے اور اس وقت تک کر رہا تھا جونکا دینے کو کافی تھا۔ مگر اب یہ فکر و اندیشہ قطعاً غایب ہو چکا تھا۔ اور اب اس محبت کرنے والی ماں کے نام میں نہ کوئی اثر رہا تھا اور نہ کوئی سحر۔

اُس کی آنکھوں نے لاپروائی اور سرد مہری سے خط کی طرف دیکھا۔ اور صرف اتنا کہا غریب لڑکی۔ اسکی حالت قابل رحم ہے۔" پھر اس نے اپنی ٹوپی سر پر رکھ لی اور اپنے دوست پیرسن کی تلاش میں چل نکلا۔ جس سے وہ اس رات کی سیر و تفریح کی بابت گفتگو کرنا چاہتا تھا۔

مسٹر کرافورڈ نے جیمس کو اسکی خالہ کی تجہیز و تکفین تک میں نہ بلایا۔ کیونکہ اُسے نہ صرف مسز اوٹوے کی وصیت کے الفاظ کا کہ میرے آخری مراسم نہایت خاموشی و طمینان سے عمل میں لائے جائیں خیال تھا۔ بلکہ اسکی اپنی خواہش یہ تھی۔ کہ جیمس اپنے مربی کی خدمت میں برابر لندن میں قیام رکھے۔ کیونکہ اس کا خیال تھا شاید مسٹر فنٹر جرالڈ نے چند آدمیوں کو اسکے چال چلن کے متعلق آگاہی حاصل کرنے کے لئے لگا رکھا ہو۔ کہ وہ لوگ اس کو لندن سے واپس آنے پر جملہ حالات سے مطلع کریں۔ جہاں دنیا کے یقین کے مطابق وہ سفر پہ گیا ہوا تھا۔ مگر اب وہ آرنالڈ کا اپنے لڑکے کے ساتھ رہنا بہر حال مناسب خیال نہ کرتی تھی۔ مبادا وہ بھی اس بدمعاش کے کسی بچھائے ہوئے جال میں پھنس جائے۔ مگر پھر آخرش اس نے ہنٹر کی ذات پر بھروسہ کیا اور سوچا وہ جس طرح چاہے اپنی تجاویز کو عمل میں لائے۔ کیونکہ اس نے وعدہ کیا تھا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہوا میں آرنالڈ اور جیمس کے درمیان سلسلہ ربط و اتحاد منقطع کر دونگا۔

اس سے مسز کرافورڈ کے دل کو تسکین ہو گئی۔

کپتان سٹوارٹ اپنے والد کی پیش کردہ تجویز کے بعد جو اس نے اُن کی شادی کے متعلق مقرر کی تھی۔ اس وقت تک ان دونو خواتین کے مکان پر کئی مرتبہ بغرض ملاقات آ چکا

تھا۔ اور اس آمد و رفت میں روز بروز اس کا عشق حسین کیتھرین کے لئے بڑھتا جاتا تھا مگر اُسے بھی ایملی کے متعلق اسی قدر اطلاع دیگئی جتنی جمیس کو۔ کیونکہ مسز کرافورڈ مسٹر ہنٹر کی صلاح پر کاربند ہونے کا عزم مصمم کر چکی تھی۔ اور وہ کسی بھی شخص سے اپنی لڑکی کے عصمت باختہ ہونے کا حال ظاہر نہ کرنا چاہتی تھی۔

باب - ۳۴

تجھ کو گر مجھ سے محبت ہو نہیں سکتی نہ ہو
دوست ہی تو مان لے مجھ کو کہ تیرا دوست ہوں۔
کون ایسا سرد مہر انسان ہوگا جو سمجھے۔
دیکھ کر اسے رہرو گمنام اتنا بھی نہ ہو؟
جو کہ ان حالات میں انساں کو ہونا چاہیے
یعنے حامی حسین مہ جبیں خوار و زبوں۔ بائرن

کرنہ ایسی بدظنی۔ جس وقت تو پھر آئے گی
جوش شادی میں کدورت ان کی سب مٹ جائیگی
اور وہ رو کر عفو کر دیں گے ترا سارا قصور
خیر مقدم گرم جوشی سے ترا ہوگا ضرور! سپنسر

وہ جہاز جو ایملی کو ساحل انگلستان سے جزیرہ سارنیا کے سواحل تک لے گیا تھا۔ پھر ایک مرتبہ اپنے سفر سے سوتھمپٹن میں واپس آیا۔

مگر اتفاق ایسا ہوا کہ جہاز کے لنگر انداز ہونے کے آدھ ہی گھنٹہ بعد اسکا مالک سخت بیمار ہو گیا۔ اور ایک ڈاکٹر کو جو مکان سے بالکل قریب مل سکے فوراً طلب کیا گیا۔

اور وہ ڈاکٹر جو اس وقت مدد کے لئے پہنچا حسن اتفاق سے ہمارا دوست مسٹر ہنری ہنٹر تھا۔ جو مسز کرافورڈ کے جانے کے بعد۔ سوتھمپٹن میں اپنا خانگی انتظام درست کرنے کے لئے ٹھہر گیا تھا۔ تاکہ اس صورت میں کہ اگر اس خونریز مقابلہ میں جو وہ آرنالڈ کے متعلق ٹھان چکا تھا اسے کوئی مہلک زخم آئے تو اس کے چند عزیز داروں کو جن کے نام جائیداد منتقل ہوتی تھی۔ اس کے حاصل کرنے میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔

ناخدا کے بھیجے ہوئے آدمی کے کہنے پر فوراً تیار ہو کر مسٹر ہنٹر اسکے عقب میں اس مکان کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں بیمار پڑا ہوا تھا۔ وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ بیمار بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ اور اب اس کی حالت اس قدر خراب نہیں جتنی اُس نے خیال کی تھی۔ پھر بھی اس کی طبیعت ناساز تھی اور اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ انسان جس قدر محنتی اور جفاکش ہو۔ اسی قدر وہ بیمار پڑنے پر بُزدل اور پست ہمت بن جاتا ہے۔

کپتان کے مرض کی دوا تجویز کرکے اور اس کو یہ اطمینان دلا کر کہ اسکی حالت اُس کے خیال کے مطابق خطرناک نہیں ہے۔ ہنٹر نے معمولی طریقہ پر اس سے یہ بات دریافت کی کہ آپ نے گذشتہ رات کیسے حالات میں اپنا سفر طے کیا۔ کیونکہ جس وقت ہنٹر کو بغرض علاج طلب کیا گیا۔ اس وقت دن کے نو بجے کا عمل تھا۔

"جناب۔ یہ سفر بہ نسبت گذشتہ سفر کے کہیں بہتر تھا" اس نے جواب دیا۔ "اور اب کی مرتبہ ہمارے ساتھ کوئی خاتون بھی نہ تھی۔ ہمیشہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ جب موسم خراب ہو تو یقیناً ہمارے ہمراہ خواتین کی معقول تعداد ہم سفر ہوتی ہے۔ اور جب موسم خوشگوار ہو۔ تو اس وقت مشکل سے کوئی عورت جہاز پر دکھائی دیتی ہے۔ تاہم میرا جہاز ایسا عمدہ اور ہلکا ہے۔ کہ آپ اُسے دیکھ کر بہت محظوظ ہونگے . . ."

"اس میں کیا شک ہے۔" ہنٹر نے مختصر طور پر جواب دیا۔ کیونکہ وہ مریض کو گفتگو کرنے سے روکنا چاہتا تھا۔ مگر یکدم سلسلہ گفتگو ایسی جانب پھر گیا کہ ہنٹر نے بخوشی کپتان کو اس معاملہ پر حسب خواہش گفتگو کرنے کی اجازت دیدی۔

"مجھ کو یقین ہے یہ آخری سفر جو اس سے پہلے میں نے گورنسی تک کیا" کپتان نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "واقعی ایک خوفناک سفر تھا۔ سمندر کا پانی پہاڑ کے برابر اونچا اُٹھ رہا تھا۔ ہوا نہایت زور کی تھی۔ اور خدا ہی جانتا ہے وہ اس وقت کیا ستم ڈھا رہی تھی۔ مگر میں تسلیم کرتا ہوں اس وقت جہاز پر ایک ایسی حسین دوشیزہ موجود تھی جیسی میں نے آجتک نہیں دیکھی اور نہ شاید آیندہ زندگی میں دیکھ سکوں۔ اس غریب کے دل پر کسی رنج کا انتہائی اثر کام کر رہا تھا۔ اور واپسی پر میں نے اس کا ایک خط سٹرک کے اس عالی شان مکان تک پہنچا دیا ہے۔ جو یہاں سے تقریباً سو قدم سے زیادہ فاصلہ پر ہوگا۔ اس نے میری تکلیف کا معاوضہ دیا۔ گنی پیش کیا۔ اور خواہش کی کہ میں کسی جواب کا انتظار کیے

بغیر واپس چلا آؤں۔ مگر میں نے اس معاوضہ کو قبول نہیں کیا۔"

"اوہ!" ہنٹر نے کسی خیال کے زیر اثر کہا۔ "مگر میں دریافت کرتا ہوں۔ کیا وہ مرحوم مسٹر اوڈبے کا مکان تھا۔ جہاں آپ نے وہ رقعہ دیا؟"

"ہاں وہی تھا۔ مگر میں امید کرتا ہوں۔ اس میں کوئی ہرج نہیں۔ ورنہ مجھے اس معاملہ میں آپ سے کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ آپ ان تمام باتوں سے میری طرح یا شاید مجھ سے بھی زیادہ واقف ہیں۔ اور اب جبکہ میں خیال کرتا ہوں (اس سے پہلے مجھے یہ خیال کبھی نہیں آیا) تو میں کہہ سکتا ہوں کہ ایسی گفتگو میرے سننے میں آئی ہے۔ جس کا تعلق کسی دوشیزہ کی گم شدگی سے ہے۔ مگر ہم لوگ بحری سفر کرنے والے۔ آپ جانتے ہیں۔ . ."

"اور کیا یہ رقعہ مسٹر کرافورڈ کے نام تھا؟" ہنٹر نے پر شوق لہجہ میں پوچھا۔

اس کا جواب بھی اثبات میں ملا۔

"اچھا تو اسکی بابت آپ ہر ایک بات مجھ سے بیان کر دیں۔ یعنی وہ تمام حالات جنہیں آپ جانتے ہوں۔" ڈاکٹر نے بہ عجلت کہا۔ "وہ حسینہ کہاں ہے؟ کیا وہ بخیریت ہے؟ اس نے آپ سے اور کیا کہا؟ ہر ایک بات مجھ سے ظاہر کر دیجئے؟"

کپتان ہنٹر کے پُرجوش لہجہ سے متعجب ہو کر بولا۔ "صاحب میرے نزدیک اس سے زیادہ بیان کرنے کے قابل کوئی بات نہیں۔ کہ جہاں تک میرا خیال ہے۔ چودہ دن گذرے اس نے میرے ساتھ جہاز پر سفر کیا۔ اور میں نے اس سے جین ہوٹل میں قیام کرنے کی سفارش کی۔ یہ واقعہ مجھے اس وقت تک یاد ہے۔ گویا کل ہی کی بات ہو۔ کہ اس حسین دوشیزہ نے مجھ سے نہایت شیریں آواز میں دریافت کیا تھا۔ . ."

"ہاں، ہاں۔ اس نے کیا دریافت کیا تھا؟"

"یہی کہ میرے خیال کے مطابق اسے کس ہوٹل میں قیام کرنا چاہیئے۔" جواب دیا گیا

"کیا اس کے پاس روپیہ تھا؟" ہنٹر نے دریافت کیا۔ اور اس وقت وہ یہ امر قطعاً بھول گیا۔ کہ ابھی ابھی کپتان نے بیان کیا تھا۔ کہ ایملی نے مجھے ایک گنی پیش کی تھی۔

"جی ہاں۔ اس کے پاس روپیہ بہت کافی تھا۔ کیونکہ جس وقت اس کے سفید نازک ہاتھوں نے روپیہ کی تھیلی نکال کر کرایہ ادا کیا۔ تو میں نے دیکھ لیا تھا۔"

"ہاں۔ مگر وہ رقعہ والا معاملہ . . .؟"

"جی ہاں"۔ کپتان نے ایسی سنجیدگی سے جو اس کے بے صبر معالج کے اشتیاق کو صدمہ پہنچانے والی تھی۔ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "دوسرے روز وہ پھر ساحل پر آئی کیونکہ میں نے اپنا جہاز چھوٹے پانی میں لنگر انداز کر رکھا تھا۔ آتے ہی اس نے جہاز کی بابت دریافت کیا۔ کہ وہ کہاں لنگر انداز ہے۔ چنانچہ اُسے معلوم ہو گیا۔ میں بھی جہاز کے سامنے والے حصہ پر کھڑا تھا۔ اس نے مجھے اپنی طرف مخاطب کیا۔ اس وقت اس کے چہرہ پر نہایت درجہ زردی چھائی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے دانت ایسے خوشنما تھے۔ آنکھیں اس قدر نیلی اور اتنی خوبصورت تھیں۔ ہونٹ ایسے پتلے اور نازک تھے۔ کہ مجھے اس حسین دوشیزہ سے باتیں کرنے میں دلچسپی پیدا ہو گئی"۔

"خیر۔ اس کا حلیہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں"۔ ہنٹر نے بے صبری سے کہا۔

"اسکی نیلگوں آنکھیں آبدیدہ تھیں"۔ کپتان نے اور بھی شاعرانہ انداز سے کام لیکر کہا "رخسارے پژمردہ۔ ہونٹ کانپ رہے تھے۔ اور مسٹر ہنٹر میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے اپنے جہاز سے تین آدمیوں کی جانوں کو طوفان میں ضائع ہوتے دیکھا ہے۔ مجھے اُن کی آخری خوفناک چیخیں یاد ہیں۔ اور خیال ہوتا ہے۔ اُن میں سے دو اپنے پیچھے بیوی بچے چھوڑ گئے جن کو کوئی روٹی دینے والا بھی نہ تھا۔ ہاں میں نے تین ہستیاں طوفان کی موجوں سے ہلاک ہو کر مچھلیوں کا شکار ہوتے ہوئے دیکھی ہیں۔ مگر پھر بھی مسٹر ہنٹر میں اس قدر متاثر نہیں ہوا تھا جتنا اس واقعہ پر۔۔۔ مگر خیر جس وقت میں نے اس غریب دوشیزہ کو دیکھا۔ مجھے کافی یقین ہے کہ میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔۔۔ واقعی۔ صاحب مجھے یقین واثق ہے۔۔۔"

اتنا کہہ کر رحمدل کپتان ایک منٹ کے لئے خاموش ہو گیا۔ اور ہنٹر نے اپنا رومال چہرہ پر ڈال کر زور زور سے سسکیاں بھرنا شروع کیا۔ بیمار کپتان ایک منٹ سے زیادہ دیر تک خاموش نہیں رہا پھر وہ اپنی مختصر حکایت آہستگی اور سنجیدگی کے ساتھ بیان کرتا رہا۔

"میں نے اس سے دریافت کیا کہ میں آپ کی کونسی خدمت کر سکتا ہوں۔ اس نے مجھے ایک خط دیا۔ اور آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہاتے ہوئے خواہش کی کہ یہ رقعہ مسٹر ڈوٹے کے مکان پر پہنچا دیا جائے۔ مگر اس کے ساتھ ہی تاکید کی کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اس نے میرے ہاتھ میں ایک گنی دی۔ میں نے گنی پر نگاہ ڈالی۔ کیونکہ آخر میں کوئی دولتمند

آدمی نہیں ہوں . . . پھر میں نے دوشیزہ کی طرف دیکھا . . .

"کیا یہ کافی نہیں؟" اس نے نہایت بھولے پن سے کہا - اور اس کے رخساروں پر شرم کی سرخی دوڑ گئی - "اگر آپ کی خواہش ہو تو ٹھہر جائیے میں ایک یا دو گنی تک اور دے سکتی ہوں"

اور اس نے اپنی تھیلی نکالی جس میں طلائی سکے بھرے ہوئے تھے - جن کی تعداد غالباً بیس تھی - میں اس کے چہرہ کی طرف اور زیادہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے میں مصروف ہو گیا - میں خود نہ سمجھ سکتا تھا - کہ یہ کیوں - یہانتک کہ اس نے دوسری گنی نکال کر میرے ہاتھ میں رکھ دی

"میں نے آہستہ سے اسکی تھیلی لے لی - اور وہ دونوں سکے اس کو واپس دے کر پھر اسی میں ڈالدیئے - "اے صاحب میں شادونادر ہی دعا کرنے کا عادی ہوں - میرے پاس اتنا وقت نہیں - مگر میں نے وہاں اور اس وقت واقعی خدا سے بہ منت وزاری دعا مانگی - کہ وہ اس پر اپنا فضل وکرم رکھے - اس نے مجھے روپیہ دینے میں اصرار کیا - مگر میں نے دل میں خیال کیا کہ یہی روپیہ اس کے کام آئے گا - لہذا میں برابر انکار کرتا رہا - اور اس کے کام کو بجا لانے کا اقرار کر کے رخصت ہوا -"

"ہاں ہاں مگر آپ دوبارہ بھی تو گورنسی گئے تھے - کیوں گئے تھے نا؟ ہنٹر نے پوچھا -

"جی ہاں - بمشکل میں سفر ہی سے واپس آ کر بستر علالت پر لیٹا ہوں -" جواب ملا -

"اور کیا دوبارہ آپ نے اُسے نہیں دیکھا؟" ہنٹر نے دریافت کیا -

"جی نہیں - میں نے نہیں دیکھا - میں نے جین ہوٹل میں دریافت کیا - لیکن معلوم ہوا کہ وہ نوجوان دوشیزہ ایک نہایت معزز اور شریف خاتون کے ساتھ قیام کرنے کے لیے چلی گئی ہے - جس کو صرف چند گھنٹے گفتگو کرنے کے بعد اس حسینہ سے بے حد الفت ہو گئی تھی - مس جین نے اس رفقا کی بڑے زوردار الفاظ میں تعریف کی - اگر مجھے اس غریب لڑکی کی کوئی خدمت بجا لانا ہوتی - تو میں وہاں بھی جاتا - مگر وہ مکان بندرگاہ سینٹ پیٹر پورٹ سے تقریباً ۳ میل کے فاصلہ پر ہے - لہذا مجھے فرصت نہ ملی - بس جناب مجھ کو اسی قدر معلوم ہے"

"اب آپ کا جہاز کب تک روانہ ہو گا؟" کپتان کی نقاہت وبیماری کا قطعی خیال نہ کر کے جو اس وقت جہاز رانی کے بالکل ناقابل تھا - ہنٹر نے سوال کیا -

"غالباً پرسوں ضرور روانہ ہو جائے گا - خواہ میں اچھا ہوں یا نہ ہوں - اس سے پہلے

نہیں ۔"

ہنٹر چند منٹ تک خیال میں محو رہا۔

آخرکار اس نے جہاز کی روانگی تک نہایت صبر سے کام لینے کا عزم کر لیا۔ اور سوچا کہ میں گورنسی پہنچکر ایملی کو تلاش کر کے پھر اسکی محبت بھری ماں سے ملا دوں گا اور پھر تاوقتیکہ اس کا انتقام بخوبی نہ لے لیا جائے۔ اس کے برباد کرنے والے کے تعاقب میں رہونگا

اس گفتگو کے بعد جو وقفہ جہاز کی روانگی تک واقع ہوا۔ ہم کو فرض کر لینا چاہیئے کہ وہ گذر گیا۔ اب ہم ہنٹر کو جہاز پہ بیٹھا ہوا۔ بہنے والی سبز موجوں کا نظارہ کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ اور جہاز سمندر میں رواں ہے۔

اور اس جگہ ہم اتنا اور بیان کر دینا چاہتے ہیں۔ کیونکہ شاید پھر ہم کو اس کا موقعہ نہ ملے۔ کہ وہ نیکدل کپتان جسکی جگہ پر عارضی طور سے اس کا نائب کام کرنے کے لئے مقرر کر دیا گیا تھا۔ ایک دوسرے ڈاکٹر کے زیر علاج بہت جلد صحت یاب ہو گیا۔ اور ساؤتھمپٹن اور گورنسی کے درمیان چلنے والے جہاز کا برسوں تک ناخدا رہا۔

ایک دل خوش کن سفر کے بعد ہم ہنٹر کو سینٹ پیری پورٹ میں پہنچا ہوا پاتے ہیں۔ جہاں ہوٹل میں پہنچکر وہ ایملی کی بابت نہایت احتیاط سے سوالات کر رہے ہے۔ اس کے تمام سوالات کے خاطر خواہ جوابات ملے۔ ذیل میں اس اطلاع کا کچھ حصہ درج کیا جاتا ہے جو اس کو وہاں سے حاصل ہوئی۔

اُسے معلوم ہوا کہ ایملی نہایت بے چین تھی۔ اور اس نے مس جین سے اپنی اصلی حالت کا اقرار کر دیا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی۔ کہ ایسی صورت میں ایک عورت ہی کی ہمدردی اس کے لئے باعث تسکین ہو سکتی ہے۔

اس نے اپنی نیک میزبانہ کو یقین دلا دیا۔ کہ میں ایک بے رحم شوہر کی بے دردی کا شکار ہوں۔ اور گورنسی میں پناہ لینے کے لئے بھاگ آئی ہوں۔

اس وقت مس جین نے غریب ایملی پہ ظاہر کیا۔ کہ ایک نہایت خلیق خاتون جو یہاں سے تین میل کے فاصلہ پر رہتی ہے اپنی نیکی اور فیاضی کے لئے مشہور ہے۔

یہ خاتون جس کا نام مسز بروک تھا۔ کسی زمانہ میں خود بھی افلاس کا شکار رہ چکی تھی اور اسے غریبی کی ناقابل برداشت تکالیف کا علم تھا۔ اس لئے اس نے اپنی دولت کا بڑا

حصہ ان لوگوں کی حالت درست کرنے کے لئے وقف کر رکھا تھا جو درحقیقت مصیبت زدہ اور قابل دستگیری تھے۔

ایملی سے چھپا کر جبکی خودداری شاید اسے مسز پم بروک کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی اجازت نہ دیتی مس جین نے اس فیاض خاتون کو ایک رقعہ تحریر کیا جس کے جواب میں وہ خود ہوٹل میں آموجود ہوئی۔

اُسے ایملی کے کمرہ میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں ان کے درمیان تخلیہ میں دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور اس ملاقات کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ مسز پم بروک ایملی کو اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا کر لے گئی۔ اور اس وقت سے اب تک وہ وہیں مقیم تھی۔ جہاں پر مسز پم بروک ہر ممکن احتیاط سے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کی طرح محبت کرتی تھی۔

یہاں پر یہ امر بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ جس وقت مسز پم بروک ہوٹل سے رخصت ہونے لگی۔ تو اس نے مس جین کو ایملی کے ساتھ عنایت سے پیش آنے کا معقول معاوضہ دیا۔ اور نیک دل میزبانہ کے کان میں آہستگی سے یہ الفاظ کہے "میں بہت عرصہ سے اس خاتون کے خاندانی نام سے واقف ہوں۔ اور بیحد خوش ہوں کہ مجھے اس کے کسی فرد کے ساتھ ہمدردی کا موقعہ ملا"

غرض یہ خبریں تھیں جنہیں معلوم کر کے ہنٹر کے دل کو ایملی کی طرف سے قدرے اطمینان حاصل ہوا۔ باوجود اس بیقراری کے جو اُسے آرنالڈ کی بیوفائی کے اس شکار سے ملاقات کے لئے تھی۔ باوجود اس خواہش کے جو اسے ایملی کو یہ اطلاع دینے کی بابت تھی کہ تمہاری والدہ ضرور معاف کر دے گی۔ اور باوجود اس عجلت کے جو اسے تسلی دینے کے متعلق تھی۔ اسکی عقل نے اتنی بات اسے بتلا دی کہ اس طرح یک بیک ملاقات کرنا بغایت مہلک ثابت ہوگا۔ چنانچہ وہ بیٹھ گیا۔ اور برادرانہ محبت سے بلاکسی قسم کی ملامت کا اظہار کئے۔ ہمدردانہ اور دوستانہ الفاظ میں اس نے ایملی کو اپنی آمد کی اطلاع کا خط لکھا۔ اور اس میں وہ حال بھی ظاہر کر دیا جس کی وجہ سے اُسے اسکی جائے قیام کا پتہ معلوم ہوا تھا۔ اس نے اسے اپنے اس ارادہ سے مطلع کیا۔ کہ دوسرے دن تم سے ملاقات کروں گا یہ اس لئے کہ ایملی اس عرصہ میں اپنے خیالات مجتمع کر کے ایک ایسی ملاقات کے لئے تیار ہو جائے جس کے متعلق ہنٹر کو کافی یقین تھا۔ کہ وہ اس کے دل میں تمام نازک اور

مایوس کن خیالات پیدا کر دے گی۔

یہ خط مسٹر پم بروک کے مکان تک پہنچا دیا گیا۔ اور وہیں اب ہم اپنے ناظرین کو لے چلتے ہیں۔

یہ مکان سینٹ پیری پورٹ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر جزیرہ کے وسط میں واقع تھا اس کے چاروں طرف باغات تھے۔ مگر اس وقت درختوں کی پتیاں جھڑ چکی تھیں۔ اور وہ مرجھائے ہوئے تھے۔

املی اپنے کمرہ میں بیٹھی اپنی غمگین حالت پر غور کر رہی تھی۔

اس نے مسٹر پم بروک کو صرف اپنا ہی خواہ ہی نہیں۔ بلکہ رازدار بھی پایا۔ اس سے اس نے اپنا تمام حال بیان کر دیا۔ اور اس خاتون کے دل میں اس کے لیئے گہری ہمدردی پیدا ہو گئی۔ اس کی غلط کاری کا کبھی حوالہ نہ دے کر مسٹر پم بروک ہمیشہ اسکی تسلی اور تشفی کے لئے کمربستہ رہتی۔ کیونکہ وہ خود مصیبت کا منہ دیکھ چکی تھی۔ وہ بھی شادی شدہ اور ایک لاپرواہ شوہر کی بیدردی کا شکار تھی۔ جو اس وقت لندن میں مقیم تھا۔ اور یہ صرف اس وجہ سے کہ اسکے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس نے مسز پم بروک کی دولت کا ایک بڑا حصہ فضول خرچی میں صرف کر دیا تھا۔ اور آخر کار اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

یہ علیحدگی فریقین کی رضامندی سے ہوئی۔ ایک معقول رقم جو گذر اوقات کے لئے کافی ہو سکتی۔ اس کے شوہر کے برباد شدہ سرمایہ سے اُسے دلا دی گئی۔ اور اس کے بعد وہ ایک فرضی نام اختیار کر کے نہایت عزت و اطمینان کے ساتھ جزیرہ گورنسی میں اپنی زندگی بسر کر رہی تھی۔

وہ سوسائٹی میں بہت کم شامل ہوتی تھی۔ اور اگر کبھی ہوتی بھی۔ تو اس کے اطوار نہایت مکمل اور کسی تعلیم یافتہ خاتون کے مانند ہوتے۔ جس سے اس کامل تہذیب کا پتہ چلتا تھا جو فیشن ایبل حلقوں میں مروّج ہے۔ وہ ایک خوبصورت خاتون تھی۔ عمر ۳۵ - ۳۶ سال مگر فکر نے قبل از وقت اس کے رخساروں کو پُر شکن بنا دیا تھا۔

غرض وہ خاتون جسکے پاس املی نے پناہ لی۔ اور جس سے اُسے حقیقی ماں کی ہمدردی حاصل ہوئی۔ اس قسم کی تھی۔

اس قلیل عرصہ میں مسز پم بروک۔ ہر قسم کی توجہ سے املی کا خیال کرتی رہی۔ بجائے اسکے کہ وہ اپنے گھر کے نوکروں کو اس بات کے جاننے کا موقعہ دے کہ املی غیر شادی شدہ حاملہ ہے

وہ جھوٹ بولنا زیادہ اچھا سمجھتی تھی ۔

چنانچہ غریب دوشیزہ ایک بدقسمت زوجہ خیال کی جاتی تھی ۔ جو اپنے شوہر کے ظلم کا شکار تھی ۔ اور اسی وجہ سے سب اسکی عزت کرتے تھے ۔

لیکن اب وہ وقت آیا ۔ جب اس اطمینان میں جو مسز پم بروک کے یہاں رہ کر ایملی کو حاصل ہو چکا تھا خلل واقع ہو ۔ ہمارا مطلب مسٹر ہنٹر کے خط کی آمد سے ہے ۔ وہ اس سے ملاقات کرتے ہوئے خوف کھاتی تھی ... اس سے جو اسے معصوم اور پاکباز خیال کرتا تھا ۔ جو اس کو اپنی بہن کی طرح تصور کرتا تھا ... سوچتی تھی کیا وہ مجھے اب حقارت سے نہ ٹھکرا دے گا ؟

پہلے اس کو اسی قسم کے خیالات کا تصور بندھا ۔ مگر خط کا پھر ایک بار مطالعہ کرنے پر اُسے معلوم ہو گیا ۔ کہ اس معاملہ پر چنداں خوف کرنے کی ضرورت نہیں ۔ تاہم اس کو اپنی ماں کے متعلق کوئی مہلک خبر سُننے کا خوف تھا ۔

مسز پم بروک کے یہاں اپنے قیام کے قلیل عرصہ میں وہ اپنے تمام راز ظاہر کر چکی تھی چنانچہ وہ اس خط کو لیکر بھی بہ عجلت اس کے پاس پہنچی ۔ تاکہ اسکی مشفقانہ صلاح حاصل کرے کیونکہ درحقیقت وہ جس سے وہ اس وقت صلاح کے لئے گئی ۔ اس کو اپنی بیٹی کی طرح خیال کرتی تھی ۔

"میری پیاری بیٹی" ، مسز پم بروک نے اسے محبت اور پیار سے گلے لگا کر کہا ۔ "تمہیں اس نوجوان سے ضرور ملنا چاہیئے ۔ اُس کے خط سے دوستانہ محبت ظاہر ہوتی ہے ۔ اور وہ ہرگز تمھیں لعنت وملامت نہیں کر سکتا ۔ خاطر جمع رکھو ۔ میں پہلے ہی تمہارے اطمینان کے لئے موجود رہونگی ۔ پیاری بیٹی ۔ یاد رکھو ... خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو یہ مکان تمہاری جائے پناہ ہے ۔ اور میں تم کو اپنی بیٹی بنا چکی ہوں ۔"

ایملی نے اس کا جواب آنسوؤں سے دیا ۔ اس کا دل اس درجہ متاثر تھا کہ وہ کچھ بول نہ سکی ۔

مسز پم بروک نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا ۔ "شاید وہ تمہاری والدہ کی معافی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے ۔ اسکے خط سے یہ بات عیاں ہے ۔ کہ تمہاری والدہ یا بہن پر کوئی خاص خوفناک اثر واقع نہیں ہوا ۔"

اس یقین نے مصیبت زدہ دوشیزہ کو قدرے تسلی دی ۔

"ہم اس کے خط سے جو بات معلوم کر سکتے ہیں وہ یہ ہے" مسز پم برو ک نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ "کہ مسٹر ہنٹر بہت ہی تیز خیالات کا ایک دل نوجوان ہے۔ پیاری ایملی اسکا ہر لفظ تمہاری تسکین دہی پر دلالت کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ تمہارے غمزدہ دل پر اور نمک پاشی کرے۔ دنیا کا عام دستور ایسا نہیں، مجھے بسا اوقات معمولی خطاؤں پر اپنے شوہر کی لعنت ملامت تو کیا معنے مار تک کھانے کا اتفاق ہوا ہے۔ مگر میں اسکی غیبت میں برائی نہیں کرنا چاہتی خدا کرے وہ صحیح اور تندرست رہے اور وہ دن جلد آئے کہ اسے مجھ دور افتادہ بھولی ہوئی کی یاد آجائے۔"

یہاں پہنچکر مسز پم برو ک کے آنسو سیل رواں کی طرح بہنے لگے۔ ایملی بھی زار و قطار رو رہی تھی۔

دونوں کچھ دیر تک خاموش رہیں۔ اس کے بعد پھر سلسلہ گفتگو چھڑا۔ مگر ہم اس پر مزید بحث کر کے ناظرین کو پریشان نہیں کرنا چاہتے۔ ہم یہ بات فخر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے ان کو فضول اور مبالغہ آمیز بیانات سے منغص کرنے سے ہمیشہ احتراز کیا ہے۔

بارہ بجے ایک گاڑی مکان کے سامنے آکر رکی۔ اور مسٹر ہنٹر اتر کر ملاقاتی کمرہ میں آیا۔ جہاں ایملی اور مسز پم برو ک اسکی آمد کا انتظار کر رہی تھیں۔

جس وقت وہ کمرہ میں داخل ہوا۔ تو ایملی کی صورت پر نمایاں تبدیلی دیکھ کر ایک لمحہ کے لئے محو حیرت ہو گیا۔ وہ ایک صوفہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اس وقت فطرتی جذبہ کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ دونوں عجلت کے ساتھ ایکدوسرے سے بغلگیر ہو گئے۔

پیارے ناظرین۔ آپ متعجب نہ ہوں۔ یہ ہم آغوشی پاک محبت کا پر جوش اظہار تھی۔ یہ ایک نہایت متاثر کرنے والا نظارہ تھا۔ مسز پم برو ک دونوں کے جذب محبت کو دیکھ کر رو رہی تھی اور آنسو زار و قطار آنکھوں سے رواں تھے۔ تھوڑی دیر میں جب سب کی طبیعت کو سکون ہوا۔ تو چند منٹ تک کوئی بھی گفتگو نہ کر سکا۔

آخر ہنٹر نے قفل خاموشی کو توڑا۔

"ایملی!" وہ بولا۔ "تم کو یہ خیال تو ہرگز نہ ہوا ہوگا۔ کہ میں تم کو یہاں لعنت ملامت کرنے کے لئے آسکتا تھا۔ میں صرف یہ یقین دلانے کے لئے آیا ہوں کہ ایک جاں نثار ماں تمہاری خطاؤں کو معاف کر دے گی۔ اور میں اس کا ذریعہ ہوں ... ہاں ... میں اسکی معافی حاصل کرنے

کے لئے اپنے اثر کا کافی یقین دلاتا ہوں، اور . . . "

وہ رُک گیا۔ کیونکہ وہ یہ کہنے والا تھا۔ "اور میں ان مصائب کا انتقام لینے کا بھی یقین دلاتا ہوں۔ جو تم کو آرنالڈ کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے ۔"

"ہنری۔ تم جو ہمیشہ سے میرے بہی خواہ رہے ہو" اندرونی غم و گریہ وزاری کی وجہ سے غریب دوشیزہ نے گلوگیر آواز میں کہا۔ "تم اس ندامت کا اندازہ کر سکتے ہو جس میں میں مبتلا ہوں ۔"

"املی میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ تم قابل ملامت ہو۔ میں نہیں کہتا تم نے کوئی بھاری گناہ کیا ہے" اپنے دونوں ہاتھ ملا کر اور انہیں سینہ پر رکھتے ہوئے پُرجوش نوجوان نے چلا کر کہا۔ "تم ایک بدمعاش کی چالوں میں پھنس گئیں۔ تمہیں ایک سنجیدگی سے کام لینے والے دغاباز نے دھوکا دیا۔ جو اب زندہ رہنے کے قابل نہیں۔ میری نظروں میں تم اس درجہ خطاوار نہیں ہو جتنا دنیا تمکو بلاوجہ خیال کرے گی ۔"

"فیاض نوجوان۔ تم بالکل میرے ہم خیال ہو۔" مسٹر پم بروک نے پرجوش لہجہ میں چلا کر کہا۔

"نہیں املی۔ میں پھر کہتا ہوں۔ تم اس درجہ خطاوار نہیں ہو۔ اور اب میں تم سے ایک ایسا راز بیان کرتا ہوں جس کو میں نے آجتک سینہ میں چھپائے رکھا۔ اٹھارہ ماہ کا عرصہ گذرا۔ جبکہ تم پہلی مرتبہ اپنی خالہ کے یہاں آکر مقیم ہوئی تھیں مجھے تم سے محبت ہو گئی۔ تم واپس گئیں۔ مجھے معلوم ہو چکا تھا۔ کہ تم کو کسی دوسرے سے محبت ہے . . . اب تم میری حالت زار کا اندازہ کر رہی ہو . . . وہ میں ہی ہوں۔ جس کو تم سے محبت تھی۔ جس نے تم کو اپنی جائز بیوی بنایا ہوتا۔ جو تمہاری نازبرداری کرتا۔ اور تمہارا ہمیشہ پرستار رہتا۔ یہی غم جو ہمیشہ میرے دماغ کو جلاتا اور میری روح پر حاوی رہتا ہے یہ دائمی شعلہ نہ فرو ہوا ہے۔ اور نہ کبھی ہوگا۔ جو صرف تمہاری محبت ناامیدی و یاس سے پیدا ہوا ہے۔" اور یہ کہکر ہنری نے زور سے اپنا ہاتھ پیشانی پر مارا۔

"آہ! خدایا۔ تم کو مجھ سے محبت ہے۔ افسوس! میں نے کیا کچھ نہ کھویا۔" املی بس اتنا ہی کہہ سکی۔

وہ صوفہ پر بیہوش ہو کر گر پڑی۔ اور مسٹر پم بروک اور ہنری جب قریب قریب پریشان

ہوگئے - تو اس وقت بڑی مشکل سے اُسے ہوش آیا -

"یہ سچ ہے" جس وقت ایملی پھر اسکے الفاظ سننے کے قابل ہوگئی - تو ہنٹر نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا "یہ سچ ہے کہ میں تم سے محبت کر کے خود شکار ہوگیا - یہ سچ ہے کہ میری صحت میری خوشی - صبر و آرام ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگیا - اور زندگی کے دن گھٹ گئے - میرا مستقبل بالکل تاریک و سیاہ ہوگیا - اور میری روح پر متواتر حاوی رہنے والا اثر اس بات کی خبر دیتا ہے - کہ میرا آخری وقت قریب آگیا ہے - لطف یہ کہ خواہ میں بستر غم پر ہوں یا کسی کھلی سڑک میں - ایک ناقابل بیان اضطراب خستگی اور بےچینی ہر وقت طاری رہتی ہے - جس کی وجہ سے دن رات میری نظروں میں سیاہ معلوم ہوتے ہیں - یہ سب . . . یہ سب بلکہ تمہارے خیال سے کہیں زیادہ . . . یا جو کچھ کہ میں ظاہر کرسکتا ہوں اس سے کہیں سوا . . . یہ سب کچھ میں نے بھگتا اور برداشت کیا - اور اگر اس سے بھی زیادہ مصائب میری تقدیر میں ہوں - تو میں اُن کو بھی برداشت کرسکتا ہوں - مگر باینہمہ میرا جام لبریز ہوچکا ہے - اور اب اس میں مزید گنجایش نہیں - خیر مجھ کو یہ نہ چاہیئے - کہ میں اپنے غم اور محبت کا تفصیلی بیان کر کے تمہاری سمع خراشی کروں - مجھکو تمہارے معاملات پر گفتگو کرنی چاہیئے - جو درحقیقت اس وقت قابل غور ہیں"

پھر خاموشی طاری ہوگئی - اور یہ تینوں اپنے اپنے مختلف خیالات میں محو ہوگئے - ایملی نے آخرکار اپنی ماں کے متعلق دریافت کرنے کی جرأت کی - کیونکہ ابھی تک وہ خوف کی وجہ سے رُکی ہوئی تھی -

جب ہنٹر کی گفتگو سے یہ بات واضح ہوگئی - کہ اسکی ماں سے معافی حاصل ہونا بہت ممکن ہے - تو ایملی کے دل کو یہ جان کر بڑی حد تک تسلی ہوگئی - کہ مسز کرافورڈ پھر ایک مرتبہ اپنی لڑکی کو مادرانہ آغوش میں لیکر میری تمام باتوں کو دل سے فراموش کردے گی -

مسز بیم برو‌ک نے اس طویل گفتگو کے دوران میں جو اس قابل یادگار صبح کو ہوئی - ہنٹر کو آگاہ کردیا - کہ ایملی کے لئے - اس وقت تک کہ اس ستم رسیدہ لڑکی کو ایک ماں کی خبرگیری کی ضرورت ہے - میں خود ایک ماں کے فرایض انجام دینے کے لئے تیار ہوں -

مس کرافورڈ نے اس کا شکریہ ادا کیا - اور بالآخر یہ بات طے پائی - کہ ایملی بہ حالات موجودہ مسز بیم بروک کے ساتھ قیام رکھے - اور مسٹر ہنٹر لندن واپس ہوکر جس کی بابت اس نے اپنا ارادہ ظاہر کردیا تھا - اسکی والدہ کی معافی حاصل کرنے کی کوشش کرے - چنانچہ اس معاملہ

پر اس نیک دل نوجوان نے نہ صرف کامیابی کا وعدہ کیا۔ بلکہ یقین دلایا۔ کہ میں مسٹر کرافورڈ سے ہی اپنی پشیمان لڑکی کو معافی تحریر کراؤں گا۔

باب - ۳۵

بند تھیں جب اس کی آنکھیں اور گہری نیند تھی
بول اُٹھا وہ جس سے اسکی فتنہ سازی کھل گئی
لا اعلم

ایک دن صبح کے وقت کرافورڈ اپنے مکان کے آراستہ کمرہ میں غمگین صورت لئے بیٹھا تھا اور صوفیہ میکسویل کی اس خوفناک نفرت پر غور کر رہا تھا جس سے وہ اب کام لے رہی تھی - کہ یکایک اس کا غمگین خیال آنریبل مسٹر سٹوارٹ کی آمد سے قطع ہو گیا - جو کیتھرائن کے عاشق کا بڑا بھائی اور لارڈ فینمور کا موجودہ وارث تھا - اور جس سے ناظرین بخوبی واقف ہیں -

کرافورڈ کو اسکی آمد پر بغایت حیرت ہوئی - اس سے قبل ایک موقعہ پر اس بڑے خاندان کے وارث نے اس سے جو مغرورانہ طرز عمل اختیار کیا تھا - اس کا خیال آتے ہی کرافورڈ معًا اس بات کے لئے تیار ہو گیا - کہ وہ بھی اس سے خشک روئی سے کام لے -

علاوہ بریں اس کے خیالات اس درجہ المناک تھے کہ اسکی طبیعت کا یک بیک بشاش ہونا ذرا مشکل تھا - خیالات و واقعات کی پیچیدگیوں نے اسکے مزاج کو تلخ اور چہرہ کو شکن آلود بنا رکھا تھا -

مگر مسٹر سٹوارٹ کو اس سے کچھ بھی ندامت نہ ہوئی - بلکہ اس نے نوجوان کو نہایت اخلاق کے ساتھ جس سے بے تکلفی ٹپکتی تھی - مخاطب کیا - یہ بات اس کے گذشتہ طرز عمل سے بالکل خلاف معلوم ہوتی تھی -

"میں ایک خاص کام کی وجہ سے آپکے یہاں حاضر ہوا ہوں" معمولی سلام دعا کے بعد مسٹر سٹوارٹ نے کہا - مگر وہ بات جس کا اس نے اظہار کیا اسے اگر کسی بد ارادہ پر محمول نہ بھی کیا جائے - تو بہرحال ایسی خصوصیت رکھنے والی نہ تھی - جتنا کہ اس نے خیال کیا تھا -

خیر جیمس اسکی باتوں کو توجہ سے سننے کے لئے تیار ہو گیا - اور اُسے تعجب ہوا کہ وہ کونسی خاص بات ہے جس کا قابل غور ہونا ممکنات سے ہے -

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرا بھائی آپ کی ہمشیرہ سے منسوب ہو چکا ہے۔ کیوں صاحب یہ درست ہے؟"

"ہاں مجھے ایسا ہی یقین دلایا گیا ہے" جواب دیا گیا۔

"شاید آپ کو میری درخواست پر کسی قدر تعجب ہو۔ اور وہ آپ کی نظروں میں غیر معمولی معلوم ہو۔ مگر امر حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی آئندہ ہونے والی بھاوج کو دیکھنا چاہتا ہوں"۔

"مسٹر سٹوارٹ۔ یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ میرا خیال ہے آپ کا بھائی آپ کا تعارف میری والدہ اور ہمشیرہ سے بخوبی کرا دے گا۔ اگر آپ کو میری اجازت اور رضامندی کی ضرورت ہو۔ تو میں بخوشی اجازت دیتا ہوں" کرافورڈ نے جواب دیا۔

"لیکن میں آپ کی اجازت حاصل کرنے کے لئے حاضر نہیں ہوا۔ در اصل خانگی معاملات میں میں اور میرا بھائی ایک دوسرے سے خوش نہیں ہیں۔ اس لئے میں اس سے اسکی بابت درخواست کرنا مناسب نہیں خیال کرتا۔ ایسے حالات میں آپ کسی دن سویرے اپنی والدہ کے مکان تک میرے ساتھ چلنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔ تو میں آپ کا بیحد ممنون ہوں گا۔"

یہ کہکر لارڈ فیمبمور کے مغرور وارث نے اپنا ہاتھ سر کے بالوں میں پھیرا۔ اور عجب انداز سے مسکرایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی بندر نے دانت نکال دیئے ہوں۔

کرافورڈ جس کو انسانی خصایل کی قیافہ شناسی میں خاص ملکہ حاصل ہو چکا تھا۔ فوراً بھانپ گیا۔ کہ مسٹر سٹوارٹ کو کیتھرائین اور کپتان کی شادی میں کچھ ارادہ بد پیش نظر ہے رمعاً اس نے خیال کیا۔ کہ لارڈ فیمبمور کے بڑے لڑکے سے ساز باز رکھنے سے مجھے کس قدر فایدہ پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے وہ نہایت منتخب اور فیشن ایبل حلقوں میں اور شاید ان امیر کبیر اشخاص سے مل سکتا تھا جن سے اگر اور کچھ نہیں تو رتبہ حاصل ہونے کی ضرور امید تھی۔ کرافورڈ نے ان سب باتوں کا فوراً اندازہ کیا۔ اور اپنے خاندان کی بہتری کا کچھ بھی خیال نہ کر کے اس نے فوراً مسٹر سٹوارٹ کی التجا کو منظور کر لیا۔

ذاتی اغراض۔ ذاتی اعزاز اور ذاتی مراتب کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرافورڈ کو اب اپنی ماں کی راحت و اطمینان کی کچھ بھی پرواہ نہ تھی۔ حالانکہ یہی وہ نام تھا جو کسی زمانہ میں اس کے دل پر جادو کا اثر پیدا کر دیتا تھا۔ اور اب تو غالباً اسے اپنی بہن کی خوشی کا

بھی بہت کم خیال تھا۔ اسکو معلوم تھا کہ میری والدہ وغیرہ سوتھمپٹن سے فارغ ہو کر چند دن گذرے
بیگنسٹاٹ پہنچ چکی ہیں۔ لہذا وہ دوسرے دن سویرے وہاں چلنے کے لیے راضی ہو گیا۔
اسپر مسٹر سٹوارٹ کے چہرہ سے مسرت ٹپکنے لگی۔ اسکے بعد ٹھیک وقت اور سواری وغیرہ
وغیرہ کی نسبت طے کرکے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ کیونکہ اس وقت یہ
دنیا میں بہترین دوست تھے۔ اور دونوں خوش تھے۔ ایک اپنی ملاقات کے کامیاب نتیجہ سے
دوسرا اس اطمینان سے جو اسے ایک امیرزادہ سے شناسائی پیدا ہونے سے حاصل ہوا۔

اس اثنا میں ہم ان خیالات کا اندازہ کرتے ہیں۔ جن کے زیر اثر مسٹر سٹوارٹ کو مسز
کرافورڈ اور کیتھرائن۔ یا یوں کہیے کہ صرف آخرالذکر کے ساتھ ذاتی واقفیت حاصل کرنے کی
اس درجہ خواہش پیدا ہوگئی تھی۔

جب تک کہ مسز کرافورڈ کے مکان پر صرف کپتان سٹوارٹ کی آمد و رفت رہی ہے آرنالڈ
نے اسکی شادی میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرنے میں عجلت سے کام نہیں لیا۔

اولاً اس کو یہ خوف ہوا تھا کہ شاید ملاقاتیوں کا ایک ہجوم وہاں جمع ہونے لگے اسواسطے
کہ وہ گاہ بگاہ اس مکان پر جانے کے لئے مجبور تھا۔ اس لئے بہت ممکن تھا کہ اسکی ملاقات کسی
ایسے شخص سے ہو جائے۔ جس سے وہ اپنے کو بچانا چاہتا تھا۔

جب اس نے دیکھا کہ مسز کرافورڈ کے ہاں صرف کیتھرائن کے عاشق کی آمد و رفت ہے۔ تو
اس نے شادی میں رکاوٹ پیدا کرنے کے ناپاک ارادوں میں عمداً "تاخیر" سے کام لینا شروع
کیا۔ کیونکہ جس وقت نوجوان افسر اپنے جائے قیام پر ہوتا۔ تو آرنالڈ اس بات کی تصدیق کر
لیا کرتا۔ کہ وہ کب گھوڑے پر سوار ہو کر بیگنسٹاٹ جایا کرتا ہے۔ واقعی جیمس کے اس دغابازی کو شروع
کرنے کے بعد سے وہ صرف چند مرتبہ مسز کرافورڈ سے ملنے گیا تھا۔

بظاہر یہ بات تعجب خیز معلوم ہوگی۔ کہ آرنالڈ آخر کار ان محبت کرنے والے عاشق و
معشوق کی خوشی میں یوں رخنہ اندازی کرے۔ کیونکہ ان کے تعلق سے اسکو بالواسطہ کوئی مطلب
نہ تھا۔

مگر نہیں۔ آرنالڈ کو اس شادی میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی خاص ضرورت تھی۔ اس کا
مزاج ریاکاری اور بے رحمی کے معاملات میں بہت فیصلہ کن تھا۔

وہ مسز کرافورڈ کی بہی خواہی اور دوستی کے پردہ میں انتقام اور بربادی کے خوفناک ارادے

مخفی رکھتا تھا۔ اس کو ایملی کے برباد کرنے پر تسکین نہیں ہوئی تھی۔ اور نہ وہ جیمس کو نیکی اور اخلاق سے ورغلا کر قعر ذلت تک پہنچا دینے پر مطمئن تھا۔ بلکہ وہ اس خاندان کے ہر فرد کے اطمینان قلب کو مکمل طور پر برباد کرنے کا عزم مصمم کر چکا تھا۔

اس کو سٹوارٹ سے بھی بہت نفرت تھی۔ اور یہ دیکھ کر کہ وہ لوگ جن کو میں نہیں چاہتا یوں مزہ اڑائیں۔ اسے کیتھرائن کی آئندہ امیدوں اور اس راحت قلبی پر بھی جو اسکی ماں کو ہوتی سخت رنج پیدا ہوا۔

بہرحال ہم کو یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ آرنالڈ اس بارہ میں ابھی تک بالکل چپ تھا۔ اور ان نوجوانوں کے درمیان واقفیت بڑھنے میں اس نے کسی قسم کی رخنہ اندازی نہیں کی۔

اس کو کرافورڈ کی زبانی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ایملی روپوش ہو گئی ہے۔ اس سے اسکے شیطانی دل میں مسز کرافورڈ کی غمگین حالت کا اندازہ کر کے بیحد خوشی ہوئی۔ وہ سمجھتی ہوگی۔ کہ میری بڑی لڑکی ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے جاتی رہی۔ کیونکہ ابھی تک آرنالڈ کو یہ علم نہ تھا۔ کہ مسز کرافورڈ اپنی بیٹی کی بربادی ناموس اور اسے برباد کرنے والے کے نام سے واقف ہے کیونکہ جیسا ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کرافورڈ جس نے ایملی کے عدم پتہ ہونے کی خبر اسے دی۔ خود ان باتوں سے قطعی لاعلم تھا۔

محبت کرنے والی ماں کی تکالیف اس بے رحم بدمعاش کے لئے باعث مسرت نہیں۔ اس لئے اب اس نے ایک دوسری ضرب لگا کر اپنے ارادوں کی تکمیل اور اسکے مصائب کو انتہائی پیمانہ پر پہنچانے کا ارادہ کر لیا۔

وہ کسی ارادہ کو عملی جامہ پہنانے اور نئی صورت اختراع کرنے میں بے حد مشاق تھا لہذا چند منٹ غور کرنے کے بعد اس نے خیال کیا کہ آنریبل مسٹر سٹوارٹ اس شادی کے خلاف ہے جو اس کا بھائی پانچ چھ ماہ بعد کیتھرائن سے کرنے والا ہے۔ اور جو اول الذکر کی نظروں میں لارڈ فینمور کے ایسے عالی خاندان کے لئے ہرگز موزوں اور مناسب نہیں۔

پس اس نے کسی نہ کسی بہانے سے اس مسٹر سٹوارٹ سے ملاقات کی۔ اور کیتھرائن کے حسن دلفریب کی بہت تعریف کرنے کے بعد یہ کہکر اپنا مطلب ختم کیا کہ "ایسی مہ لقا کو کسی معزز شخص کے بڑے لڑکے کی داشتہ ہونا چاہیے۔ نہ کہ چھوٹے لڑکے کی بیوی۔"

ان مکروہ خیالات اور خود پسندی کے جذبات سے متاثر ہو کر مسٹر سٹوارٹ نے عزم مصمم کر لیا کہ کیتھرائن کو اپنے بلند مرتبہ ۔ امیدوں اور وعدوں سے راضی کر کے جادۂ عصمت سے بھٹکا کر بے حرمت کیا جائے ۔

اس طریقہ سے دونوں مقاصد حاصل ہو سکتے تھے یعنی وہ آخر کار اپنے بھائی کو اس مکروہ شادی سے باز رکھنے کے علاوہ اُسے نیچا دکھانے کے قابل ہو جائے گا ۔ کیونکہ اپنی خود نمائی سے اُسے اس بات کا یقین واثق تھا کہ میں ایسی حسین دوشیزہ کو اڑا لینے میں بلا شک و شبہ کامیاب ہو جاؤنگا ۔

اگر ہم اس شخص کے انتہائی غرور پر جو اسکے دل میں جاگزین تھا ۔ خیال کریں ۔ تو یہ وحشیانہ تجویز کچھ بھی تعجب خیز نظر نہیں آتی ۔ پس اب ہمارے ناظرین خیال کر سکتے ہیں ۔ کہ مذکورہ بالا ملاقات جو جیمس سے کی گئی ۔ محض اس لئے تھی ۔ کہ مسٹر سٹوارٹ اپنی خیال کردہ تجویز میں جہانتک جلد ممکن ہو کامیاب ہو جائے ۔

اس طریقہ سے مکار اور چالاک آرنالڈ نے شرارت کی ایک نئی صورت پیدا کی ۔ کیونکہ وہ جلد ایسے ذرایع اور وسایل تلاش کر لیتا تھا ۔ جو اسکے ناپاک مقاصد کو بر لانے میں مددگار ثابت ہوں ۔

حسب وعدہ دوسرے دن سویرے مسٹر سٹوارٹ ایک خوبصورت سفری گاڑی پر سوار کرافورڈ کے دروازہ پر آیا ۔ اور اس نے اس دوشیزہ کے بھائی کو طلب کیا جسے وہ اس سرد مہری اور غداری سے برباد کرنا چاہتا تھا ۔

مسز کرافورڈ کو اس شاندار گاڑی کے دروازہ پر رکھنے سے سخت حیرت ہوئی ۔ کیونکہ وہ لارڈ ڈنیمور یا کپتان سٹوارٹ کی گاڑیوں سے بالکل مختلف تھی ۔

اس کی حیرت اس وقت اور بھی بڑھ گئی ۔ جب اس نے اپنے لڑکے کو ایک ایسے شخص کے ساتھ گاڑی سے اُترتے دیکھا جس کو اس نے کبھی نہ دیکھا تھا ۔ یہ دونوں باغ کی روش کو جلدی سے طے کر کے مکان میں پہنچے ۔

مسز کرافورڈ اور کیتھرائن کی ملاقات جیمس کے لئے نہایت مؤثر تھی ۔ انہوں نے پیار لئے اور سینکڑوں مرتبہ فرط محبت سے بغلگیر ہوئے اور ایسا کرتے ہوئے ایک اجنبی شخص کی موجودگی کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا ۔ اس ملاقات کے دوران میں ایملی کی یاد آکر کہ وہ

بھی آج اس ملاقات سے کس درجہ خوش ہوتی۔ ان ماں بیٹی کے آنسو نکل آئے۔

مکار نوجوان نے بھی چند آنسو بہانے سے دریغ نہیں کیا۔ اس قسم کے ثبوت الفت جیمس کے پاس حسب ضرورت موجود تھے۔

آخر مسٹر سٹوارٹ کو پیش کیا گیا۔ اور مسز کرافورڈ نے قبل ازیں اس عزت افزائی کا شکریہ ادا نہ کرنے پر معذرت چاہی۔ تھوڑی دیر بعد سب اطمینان سے بیٹھ گئے۔ تو مسٹر سٹوارٹ کو اس فرشتہ صورت دوشیزہ کے جو اسکے سامنے بیٹھی تھی۔ امتحان کا موقعہ ملا۔

حسن کا ایسا مکمل نمونہ اور بے عیب خوبصورتی کی ایسی شاندار تصویر اس نے بہت کم دیکھی تھی وہ کیتھراین کو فرشتہ خیال کر رہا تھا جس کو دیکھکر اسکی خواہشات میں ایک نئی چنگاری سلگ گئی۔ مگر بایں ہمہ وہ اسکی طرف زیادہ عرصہ تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے ڈرا۔ مبادا اسکی ماں کا خیال اس طرف منعطف ہو جائے۔

ایک مختصر مگر غیابانہ گفتگو میں اس نے اس اطمینان کا اظہار کیا۔ جو اسکو کیتھراین ایسی بھاوج ملنے پر ہوگا۔ یہ سن کر اس مہ لقا کے رخساروں پر شرم کی سرخی نمودار ہو گئی۔ اور وہ ایک لمحہ کے لئے اور بھی زیادہ حسین نظر آنے لگی۔

"میڈم۔ آپ کو اس بات پر تعجب ہوگا" وہ مسز کرافورڈ کو مخاطب کر کے بولا کہ میں اس سے پہلے کبھی یہاں حاضر نہ ہوا۔ مگر امر واقعہ یہ ہے۔ کہ والد نے مجھکو آگاہ کر دیا تھا تاوقتیکہ ایک سال نہ گذر جائے۔ یعنی اس کا اشارہ کیا تھا . . . آپ کو معلوم ہی ہے . . ."

"صاحب میں آپکو یقین دلاتی ہوں کہ کسی قسم کی معذرت کی ضرورت نہیں" مسز کرافورڈ نے اپنے ملاقاتی کی بات پر یقین کر کے اور اسکی معذرت کا مطلب سمجھ کر جواب دیا۔

مگر واقعہ میں لارڈ فیمنور نے مسٹر سٹوارٹ سے کوئی ایسی بات نہیں کہی تھی۔

تھوڑی دیر تک اور باتیں ہوتی رہیں۔ مسٹر سٹوارٹ کی خوش قسمتی تھی کہ تمام دن گذر گیا مگر اس کا بھائی نہیں آیا۔ جو شاید کسی فوجی خدمت میں لگ گیا تھا۔ اس نے اور کرافورڈ نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ اور رات بیگشاٹ ہی میں بسر کرنے کا ارادہ کر لیا تاکہ دوسرے دن باطمینان لندن کو واپس ہوں۔

شام بھی ہنسی خوشی سے گذر گئی۔ گاڑی جو قصبہ میں واپس کر دی گئی تھی۔ ان دونوں کو لینے کے لئے واپس آئی۔ اور آدھ گھنٹہ بعد وہ بیگشاٹ کے ہوٹل میں آگ کے قریب بیٹھے ہوئے

نظر آنے لگے۔ یہ وہی ہوٹل تھا۔ جہاں ایک مرتبہ ریڈلکسٹن بھی مقیم رہ چکا تھا۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد شراب اڑاتے ہوئے دو گھنٹہ تک یونہی معمولی گفتگو ہوتی رہی۔ جسکے بعد دونو اپنی اپنی خوابگاہ میں سونے کے لئے چلے گئے۔

اپنی فریب خوردہ محبت کرنے والی ماں سے ملاقات کرنے پر کرافورڈ کے دل پر بہت اثر ہوا تھا۔ باوجود اسکے کہ وہ بدی کی راہ میں بے حد پیش روی کرچکا تھا۔ سنگ میل کی یاد اور وہاں کی خونریزی کا معاملہ ہمیشہ اس کے سینہ میں متلاطم خیالات پیدا کردیتے تھے۔

دراصل یہ ایک ایسا جرم تھا جس کو کرتے ہوئے بدمعاش سے بدمعاش شخص بھی کانپ اُٹھتا ہے۔ اسی کی یاد اس وقت اس کے دل کو مضطرب اور آنکھوں کو بے خواب بنائے ہوئے تھی۔

وہ بار بار اپنی آنکھیں بند کرتا۔ اس روز پھر اس نے وہ سنگ میل دیکھا تھا۔ اس لئے اب اسکے ذہنی خیالات چاروں طرف خونی نظاروں کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

آخرکار بے چینی کی نیند نے اُسے آدبایا۔ مگر خوفناک خوابوں نے اُسے پریشان کرنا شروع کردیا۔

مسٹر سٹوارٹ پاس والے کمرہ میں میٹھی نیند کے مزے لے رہا تھا کہ پاس کے کمرہ سے زور کی چیخ سن کر اسکی آنکھ کھل گئی۔ اس نے جھٹ لبادہ اوڑھا۔ اور روشنی ہاتھ میں لیکر کرافورڈ کے کمرہ میں داخل ہوا۔

کمرہ میں داخل ہوکر اس نے دیکھا۔ کہ جیمس کسی خواب پریشاں کے زیر اثر بڑبڑا رہا ہے وہ بستر کے پاس اس کو جگانے کے لئے پہنچا۔ مگر چند باتیں جو کرافورڈ کی زبان سے عالم خواب میں بے ساختہ نکل گئیں۔ ان کو سن کر اسکی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ اس کو ایک ایسا راز معلوم ہوگیا۔ جس کے متعلق اب اُسے کوئی شبہ نہ ہوسکتا تھا۔

بنہایت متحیر ہوکر مسٹر سٹوارٹ کچھ عرصہ تک حیرت اور سکتہ کے عالم میں اسی جگہ کھڑا رہا۔ پھر کچھ دیر بعد ہوش وحواس بجا کرکے اس نے کرافورڈ کا شانہ ہلایا۔

جیمس چونک کر بیدار ہوگیا۔ اور اسکی آنکھیں یک بیک مسٹر سٹوارٹ سے دوچار ہوئیں "تم اپنی نیند میں اس زور سے چلا رہے تھے" سٹوارٹ بولا "کہ میں نے خیال کیا یہ

مناسب ہوگا ۔ ۔ ۔ ‘‘

’’ اوہ تو کیا میں خواب میں باتیں کر رہا تھا‘‘ کرافورڈ نے متفکرانہ انداز سے دریافت کیا کیونکہ اس کو وہ خواب یاد تھا ۔ اور اس کو اندیشہ ہوا شاید میری زبان سے وہ نہایت خوفناک راز ظاہر ہو گیا ہو ۔

’’ ہاں ۔ تم کچھ اپنے معاملات کے متعلق کہہ رہے تھے ۔ اور کچھ نہیں ‘‘ مسٹر سٹوارٹ نے مسکرا کر کہا ’’ خیر اب میں سونے کے لئے جاتا ہوں ۔ کل ہماری گفتگو مختلف معاملات پر ہوگی ‘‘ یہ کہتے ہوئے اس کے چہرہ پر فتحمندی اور شیطنت کے آثار نمایاں ہو گئے ۔

کرافورڈ کو اس کے خیالات کا کافی احساس ہو گیا ۔ اور اس کا دل اندر ہی اندر بیٹھنے لگا ۔

مسٹر سٹوارٹ نے شب بخیر کیا ۔ اور پھر اپنے کمرہ میں آرام کرنے کے لئے واپس آ گیا مگر سونے سے قبل اس نے یہ الفاظ کہے ’’ حسن اتفاق سے اس کا بھائی میرے قابو میں آ گیا ہے ۔ بس اس ذریعہ سے بہن بھی ضرور میرے ہاتھ آ جائے گی ‘‘

دوسرے دن سویرے قبل اسکے کہ وہ لنڈن واپس ہوں مسٹر سٹوارٹ اور کرافورڈ میں گفتگو ہوئی ۔ جس سے آخر الذکر کو معلوم ہو گیا کہ میری دغابازی کا راز علاوہ بے رحم صوفیہ میکسویل کے ایک اور شخص کو بھی معلوم ہو چکا ہے ۔

باب ۔ ۳۶

ایمان و عقیدت و ارادت سب نوع بشر ہے ان سے عاری
ہوتے ہیں خلاف اسکی ہمیں سالوس و دروغ و بد شعاری **شیکسپیر**

بیگنشاٹ سے واپس آنے کے چند دن بعد ایک روز کرافورڈ پھر اداس چہرہ لئے اپنے کمرہ میں بیٹھا تھا ۔ کہ یکایک مسٹر سٹوارٹ کی آمد سے اس کے پریشان کن خیالات میں خلل واقع ہوا ۔ اسکو دیکھ کر کرافورڈ سٹرا گیا ۔ اور اسکی حرکات سے اضطراب کی حالت عیاں ہونے لگی ۔

’’ دوست کرافورڈ ‘‘ سٹوارٹ کہنے لگا ’’ تم کو معلوم ہے میں نے تمہارے راز کو بہ حفاظت

چھپائے رکھنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ مگر میں نے یہ بھی کہدیا تھا۔ کہ اس میں ایک شرط ہے جس کو میں تھوڑی دیر میں بیان کرتا ہوں۔ اور اس کا پورا کرنا تمہارے اختیار میں ہے اسکا پورا ہونا ہی میرے لبوں پر مہر خاموشی لگا سکتا ہے "

"میں ہر امر کے لئے مجبور ہوں" کرافورڈ نے مایوسانہ انداز میں جواب دیا "میں سر دست اس راز کا انکشاف برداشت نہیں کر سکتا۔ مانا کہ آخرکار اس کا ظاہر ہونا امر یقینی ہے تاہم موت کی سزا پائے ہوئے مجرم کی طرح جہاں تک ممکن ہو مجھے اس مکروہ اور خوفناک وقت کو ملتوی رکھنا چاہیئے"

"تو کیا تم اپنے اغراض کی خاطر کسی قریبی اور عزیز رشتہ دار کی عزت کا برباد ہونا منظور کر لوگے؟ کیا تم اپنے طرز عمل کی حفاظت کے لئے جو اس وقت تک بے داغ اور ظاہرا بے عیب ہے۔ اپنے خاندان کے کسی فرد کی عزت پر داغ ندامت آنا پسند کرو گے؟" سٹوارٹ نے دریافت کیا۔

"ہاں۔ یہیں کروں گا۔ میں ایسا کرنے کے لئے مجبور ہوں۔ میرے پاس سوائے اسکے کوئی علاج اور چارہ کار نہیں۔ آہ! میری حالت کتنی زار ہے۔ مگر بایں ہمہ میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ اور نہ مجھے صدہا تازہ گناہوں کے ارتکاب سے انکار کی جرأت ہے" کرافورڈ نے دیوانہ وار چیخ کر کہا۔

"تو پھر۔ اگر تمکو اپنی عزت بچانا مقصود ہے۔ تو میرے کہنے پر عمل کرو" سٹوارٹ بولا "اس ایک ہی شرط پر میں حلفیہ اور قسمیہ اس امر کا پابند ہو جاؤنگا۔ کہ تمہارے راز کو ظاہر نہ کروں اور ہاں جو کچھ میں کہوں۔ اسپر میرا اطمینان بھی کرا دو" سٹوارٹ نے الفاظ پر زیادہ زور دیکر کہا "تو پھر میں تمکو دنیا میں اپنا بہترین دوست تسلیم کروں گا۔ میں تمہارا نہایت منتخب سوسائٹیوں میں تعارف کراؤنگا۔ اور جب آخرکار۔۔۔ تمہاری۔۔۔ تمہاری دغابازی۔ دیکھو اس لفظ کے لئے معاف کرنا۔۔۔ ظاہر ہو جائیگی۔ تو میں اس وقت بھی یہی کہوں گا۔ کہ تم ایک نہایت پاکباز شخص تھے۔ اور مجھے بھی دوسروں کی طرح دھوکا ہو گیا"

"کہو۔ کہو۔ تم نہیں سمجھ سکتے میں کس قدر حیران ہو رہا ہوں۔ کیونکہ میری روح جرم و خطا کی عادی ہو چکی ہے" جیمس کھوکھلی آواز میں کہنے لگا۔

بدنصیب جیمس کرافورڈ حوصلہ گیری کی ہوس میں اندھا ہو کر ہر ایک چیز یہانتک کہ اپنی

موجودہ طلائی کاشت کے فوائد کو بھی جن کا انکشاف دیک لمحہ پہلے ناممکن نظر آتا تھا قربان کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

سٹوارٹ نے اسے ایک لمحہ غور کرنے کی مہلت دی۔ پھر ان الفاظ میں اپنی مکروہ سازش کا اظہار کیا۔

"کرافورڈ!" وہ بولا "مجھکو تمہاری بہن سے محبت ہے"

"یا شاید تمہارا خیال ہے کہ اس سے محبت ہے۔" اپنے ملاقاتی کے خیالات کا اندازہ کر کے کرافورڈ بولا۔

"اور تمہارے ہاتھوں مجھے امید ہے کہ میں اس میں کامیابی۔۔۔"

"بس کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں اسکی کوشش کرونگا۔" کرافورڈ نے گھبراہٹ اور اضطراب میں۔ کھوکھلی آواز سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "زیادہ کہنے کی حاجت نہیں۔ کل صبح میری والدہ اور کیتھرائن یہاں آجائے گی۔ لیکن سٹوارٹ تم مجھ سے بہت ہی گراں قیمت طلب کر رہے ہو۔ بہرحال میرا جتنا فرض ہے وہ بہت جلد کر دیا جائے گا۔ باقی تم جانو تمہارا کام۔ میری والدہ کو کبھی اس کا خیال تک نہیں ہو سکتا۔ کہ میں اس میں مددگار تھا۔ تم میرا مطلب سمجھ گئے نا؟"

"اچھی طرح۔ بس مجھے موقعہ ملجائے۔ پھر میں سب ٹھیک کر لوں گا۔ تو کیا آج تم ان کو بکینگھاٹ سے یہاں لانے کے لئے روانہ ہو جاؤ گے؟" سٹوارٹ نے دریافت کیا۔

"ہاں میں دو گھنٹے کے اندر یہاں سے روانہ ہو جاؤنگا۔" جیمس نے جواب دیا "خدا جانتا ہے میں اس وقت کس درجہ تمہارے رحم پر ہوں۔" اس نے افسردگی آمیز تبسم کے ساتھ کہا۔ "کیونکہ میں ایک ایسا انتہائی گناہ کرنے والا ہوں جس کے امکان کا مجھے اجتک خیال بھی نہ ہوا تھا۔ خیر اگرچہ اسکی یاد میرے لئے باعث رنج و وحشت ہوگی۔ پھر بھی آئیندہ کے لئے خوش آئیند امیدیں تو ہیں۔"

اس کے بعد دونوں بدبخت ایکدوسرے سے رخصت ہوئے اور اگلے دن کرافورڈ کے وعدہ کے موافق مسز کرافورڈ اور کیتھرائن کانڈوٹ سٹریٹ میں آگئیں۔

مسٹر سٹوارٹ کی خوشی کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ خوش قسمتی سے اس کا بہائی (واقعی ارادہ ہائے بد کبا اوقات اسی طرح اتفاقیہ واقعات سے اولاً کامیاب ہوتے نظر آتے ہیں) ہونسلو

میں اپنی فوجی خدمات میں اس درجہ منہمک تھا۔ کہ تقریباً ایک ہفتہ تک اس کا شہر میں آنا غیر ممکن تھا۔ اور اس عرصہ میں لارڈ فینچوز کا یہ نالایق لڑکا سمجھتا تھا۔ کہ میں کامیاب ہوجاؤں گا۔ حالانکہ اس کا یہ خیال محض غلط تھا۔ کہ صرف ایک دفعہ موقعہ پانے پر وہ کیتھرائن کو اپنے وعدوں پر فریفتہ کر کے اپنی آغوش میں لے سکیگا۔

اس کو یہ بھی خیال تھا۔ کہ وہ بجائے کپتان سٹوارٹ کی بیوی بننے کے میری داشتہ بننا زیادہ پسند کرے گی۔

اس روز جبکہ یہ خواتین لندن پہنچیں مسٹر سٹوارٹ بھی ملنے کے لئے آیا۔ مگر ظاہر ایسا کیا گیا۔ کہ اسکی آمد محض اتفاقی ہے۔ وہ دیر تک بیٹھا رہا۔ اور اس عرصہ میں اس کا طرز عمل نہایت شریفانہ تھا۔

دوسرے روز اسکی ملاقات اور زیادہ عرصہ تک رہی۔ اور مسز کرافورڈ نے اس کو اخلاق کا تقاضا سمجھ کر جیمس کو اشارہ کیا۔ اور اس نے مسٹر سٹوارٹ کو دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا تاکہ وہ شام تک ان کی صحبت کا لطف اٹھا سکے۔

دوسرے دن جیمس سٹوارٹ کے ایما سے جسکے ہاتھوں وہ اپنی بہن کی بے حرمتی پر تیار ہو چکا تھا۔ اپنی والدہ کو ساتھ لیکر گاڑی میں تفریح کے لئے چلدیا۔ اور مختلف دکانوں میں جا کر بھولی کیتھرائن کے لئے کچھ تحایف خریدنے میں دو گھنٹہ کے قریب وقت صرف کر دیا "کل" اس نے گھر کی جانب واپس ہوتے ہوئے کہا۔ "کیتھرائن میرے ہمراہ آئے گی" "غریب لڑکی سے مجھے خوف ہو رہا ہے۔ ہم نے اسکو بہت دیر تک اکیلا چھوڑ دیا۔" مسز کرافورڈ نے اپنے لڑکے کے فقرہ پر چونک کر کہا۔

لیکن اس اثنا میں وہاں کیا معاملہ پیش آیا؟ جونہی اسکی والدہ اور بھائی روانہ ہو گئے۔ کیتھرائن طبیعت بہلانے کے لئے سوئی کا کام لیکر بیٹھ گئی۔ اور پندرہ بیس منٹ تک اسی میں لگی رہی۔ اس عرصہ میں اسکے خیالات اپنے دلدار کی طرف لگے ہوئے تھے۔

پھر اس کے خیالات اپنی بہن کی روپوشی کی طرف پھر گئے۔ اور اس کی یاد سے اسکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اتنے میں یکایک دروازہ کھلا۔ اور مسٹر سٹوارٹ آموجود ہوا

اپنے خیالات میں یہ ناگہانی دخل اندازی دیکھکر وہ پریشان ہوگئی۔ اور بعجلت آنکھوں سے آنسو صاف کر کے اس نے اس شرم آگین استقبال سے مسٹر سٹوارٹ کا خیر مقدم کیا۔

جو وہ فطرتاً اپنے ہونے والے شوہر کے بھائی کے لئے کر سکتی تھی۔
سٹوارٹ نے آنسوؤں کے نشانات دیکھ لئے اور کیتھرائن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دباتے ہوئے جو اس نے از راہ اخلاق اسکی طرف بڑھا دیا تھا عنایت آمیز لہجہ میں اس کا سبب دریافت کیا۔ براہ راست اس کا صحیح جواب دینے سے پہلو تہی کرتے ہوئے کیتھرائن نے کوئی بہانہ پیش کر دیا۔ اور بآہستگی اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔
مگر ہاتھوں کے مس ہونے سے مسٹر سٹوارٹ کی رگوں میں جوش پیدا ہو گیا تھا۔ اب دونوں بیٹھ گئے۔ اور مسٹر سٹوارٹ نے اپنی کرسی ضرورت سے زیادہ مس کیتھرائن کی طرف سرکالی۔ مگر درحقیقت کیتھرائن اس کے ارادہ بارے سے ہنوز لاعلم تھی۔ اس لئے اُسے ذرا خوف نہ ہوا کسی قدر گھبراہٹ دل میں ضرور پیدا ہو گئی۔
"کیتھرائن مجھے ڈر ہے" وہ بولا۔ اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس نے اُسے اسکے ذاتی نام سے مخاطب کیا تھا جس سے وہ شرما گئی "اگرچہ ساتھ ہی" پرجوش نوجوان نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "مجھے اپنی اس دخل اندازی پر زیادہ خوف کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم ایک دوسرے سے ناآشنا نہیں ہیں۔ میرے بھائی کے خیالات ..."
کیتھرائن بولی "صاحب مجھے سخت افسوس ہے کہ آپ نے مجھے روتا ہوا پایا۔ اس وقت بعض ایسے واقعات میرے دماغ میں چکر لگا رہے تھے۔ کہ میں رونے سے باز نہ رہ سکی۔"
"اوہ! کیا تمہارے ایسی مہ لقا کے لئے بھی کوئی بات باعث ملال ہو سکتی ہے" کسی قدر تسکین دہ لہجہ میں مسٹر سٹوارٹ نے دریافت کیا۔
"صاحب وہ کونسا دل ہے جس میں اس کا احساس نہیں" بیحد شرما کر اور اسکی بے جا تعریف پر کسی قدر پریشان ہو کر کیتھرائن نے جواب دیا۔
"اپنی نسبت" مکار سٹوارٹ کہنے لگا۔ "میں کہہ سکتا ہوں کہ میں خوش ہوں۔ ایک بادشاہ کے مانند خوش ہوں۔ اور یہ کیوں؟ ... اس واسطے کہ میرے پاس اپنے بھائی سے زیادہ دولت ہے۔ مجھکو خطاب پانے کی امید ہے۔ اس کو کچھ نہیں۔ میں ایک بڑے متمول خاندان کا وارث خیال کیا جاتا ہوں۔ اور وہ صرف فوج کا ایک معمولی افسر ہے۔ جو اپنی تمام آمدنی کے لئے اپنے والد کا دست نگر ہے۔ میرے ساتھ یہ قصہ نہیں۔ میرا معاملہ بالکل مختلف ہے۔"

کیتھرائن نے خیال کیا۔ کہ ان باتوں کی اس وقت کیا ضرورت تھی۔ چنانچہ اس نے ان کا کوئی جواب نہ دیا۔

حوصلہ پاکر مسٹر سٹوارٹ کہنے لگا۔ "لہذا میری پیاری تم سمجھ سکتی ہو۔ میرے لیئے کسی دوسرے شخص کو خوش بنا دینا معمولی کام ہے۔ یعنی کسی ایسی حسین لڑکی کو جو میری بلند اقبالی میری کثیر دولت اور آئیندہ ملنے والی عزت میں حصہ لے۔"

"تو کیا آپ کی عنقریب شادی ہونے والی ہے؟" کیتھرائن نے نہایت بھولے پن سے سوال کیا۔

"میں اور شادی کروں! آہ نہیں! پیاری کیتھرائن کبھی نہیں جب تک میرے دل میں تمہاری صورت کا خیال ہے۔ یہ بات ناممکن ہے۔ محبت ہر ایک رسمی معاملہ کو حقارت سے ٹھکرا دیتی ہے۔ آہ! تم مجھے اجازت دو۔ کہ میں تمہارے قدموں پر گروں اور ان ہاتھوں کو بوسہ دوں۔"

اور اپنے الفاظ کو نہایت دلیرانہ گستاخی سے عملی صورت دینے کی غرض سے اُس نے اپنے کو اس کے قدموں پر گرا دیا۔ اس کا نازک ہاتھ پکڑا اور اپنے ناپاک بوسوں سے گندہ کرنا شروع کر دیا۔

کیتھرائن اسکی پرجوش تقریر ناگہانی گستاخی اور طرز عمل کی بیہودگی سے اس درجہ بدحواس اور سراسیمہ ہوئی۔ کہ ایک منٹ تک وہ بالکل تصویر کی طرح بےحس وحرکت بیٹھی رہی۔ پھر اپنے منتشر خیالات مجتمع کرکے اس نے سٹوارٹ کو دھکا دیکر ہٹا دیا۔ اپنا ہاتھ زور سے کھینچا اور اس پر ایک حقارت بھری نگاہ ڈال کر آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوئے وہ دروازہ کی طرف بڑھی۔

سٹوارٹ بھی بعجلت اُٹھا۔ اور اس کا شانہ پکڑ لیا۔ کیتھرائن نے چیخ ماری۔ دروازہ نہایت زور سے کھلا۔ اور ہنری ہنٹر کمرہ میں داخل ہوا۔

مانا کہ وہ مسلسل بیماری اور رنج کی وجہ سے کمزور تھا۔ تاہم اس وقت اس نے ایک دیو کی مانند طاقت سے اس بدمعاش کی گردن پکڑ کر ایسا دھکا دیا۔ کہ وہ زمین پر گر گیا۔ وہ آہستگی فرش زمین سے اُٹھا۔ مگر اس کے سینہ میں دوزخ کی طرح آگ جل رہی تھی۔

ہم نے اس سے قبل بیان کر دیا ہے کہ وہ ایک مشہور ڈویل باز تھا۔ ایک منٹ بعد

اسکی سانس میں سانس آئی - تو اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا کیس نکال کر میز پر اپنے نام کا کارڈ پھینکدیا -

"صاحب - آپ کھوڑے عرصہ میں پھر میری طرف سے کوئی اطلاع پائینگے " اس نے چیخ کر کہا - جس وقت اس نے ہنٹر کو مخاطب کر کے جواب کیتھرائن کو محفوظ ہونیکا یقین دلا رہا تھا - اپنے کارڈ کی طرف اشارہ کیا - تو اسکی آواز فرط غضب سے بالکل بھرائی ہوئی تھی -

کوئی جواب نہ پاکر یاس و اضطراب کی حالت میں مسٹر سٹوارٹ بہ عجلت کمرے سے نکلا اور فوراً مکان سے روانہ ہو گیا -

آدھ گھنٹہ بعد مسز کرافورڈ اور جیمس لوٹ کر آئے - اول الذکر اس واقعہ کا حال سن کر دیوانی ہو گئی - اور آخر الذکر نے بیحد اظہار غضب کیا - حالانکہ اس کے اصلی اندرونی خیالات نہایت خوف دلانے والے تھے -

جس وقت سب کی طبیعت سکون پذیر ہو گئی - تو کیتھرائن نے وہ تمام واقعہ بیان کیا مسٹر ہنٹر اور مسز کرافورڈ باوجودیکہ سرد و گرم چشیدہ تھے - تاہم ان کو اس نالایق حرکت پر بیحد تعجب و حیرت ہوئی - جس کا کیتھرائن کے منسوب شدہ شوہر کے بھائی سے سرزد ہونا وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتا تھا -

اس معاملہ پر بہت کچھ بحث کرنے کے بعد ہنٹر نے مسز کرافورڈ سے کچھ دیر تخلیہ میں گفتگو کرنے کی خواہش کی - اور یہ خواہش فوراً منظور کر لی گئی -

دوسرے کمرہ میں جب وہ دونو تنہا رہ گئے - تو نوجوان ڈاکٹر نے وہ تمام حالات جو ایملی کو اس وقت تک پیش آ چکے تھے بیان کئے - چنانچہ اس کو اس تائب و پشیمان دوشیزہ کے لئے معافی حاصل کرنے میں ناکامیابی نہ ہوئی -

مسز ورد والدہ نے اپنی لڑکی کی خطا کو قطعی فراموش کر کے اور صرف اسکے حاصل کرنے کی متمنی ہو کر فوراً ایک خط ایملی کے نام تحریر کیا - اور اس کو اپنی دلی معافی سے اطلاع دیدی اس کے بعد یہ قرار پایا - کہ ایملی فی الحال مسز پمبرگ ہی کے ہاں مقیم رہے - اور مسز کرافورڈ یہاں سے فوراً گورنسی روانہ ہو جائے - اور اپنی عدم موجودگی میں کیتھرائن کے کسی معزز خاندان میں رہنے کا انتظام کرتی جائے -

کہنے لگی "جیمس تو اپنے گھر پر اکثر ملاقاتیوں اور نوجوانوں سے ملنے کا عادی ہے۔ لہذا کیتھراین کا اسکے ساتھ رہنا مناسب نہیں۔ چنانچہ آج ہی صبح کا واقعہ دیکھ لو۔ اور مسٹر ہنٹر۔ یہ بھی غیر ممکن ہے۔ کہ کیتھراین میرے ہمراہ گورنسی جائے۔ کیونکہ میں یہ ہرگز نہیں چاہتی کہ اسکی ہمشیرہ یا جیمس کو اپنی بہن کی بے حرمتی کی کانوں کان خبر ہونے پائے۔"

جیمس اور کیتھراین کو بہرحال اتنی اطلاع دیدی گئی۔ کہ ایملی اسوقت تک زندہ اور محفوظ ہے۔ اور اس کا قیام گورنسی میں ہے۔ اور مسز کرافورڈ اسسے ملنے کے لئے وہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی اپنی والدہ سے مزید سوالات نہیں کئے اول الذکر تو اپنے خاندانی معاملات سے قطعی لاپرواہ ہوچکا تھا۔ آخرالذکر اس امر سے خوش تھی۔ کہ اسکی والدہ نے جو کچھ کہدیا وہ کافی تھا۔ وہ بذات خود سوال کرنے کی عادی نہ تھی۔

اب ہم جیمس کیتھراین کی بے اندازہ خوشی اور کرافورڈ کی مصنوعی مسرت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ہم اسکی خوشی کو مصنوعی اس لیئے کہتے ہیں۔ کہ وہ اپنی بہن کی خوشی سے اسقدر لاپروا اور بھولی کیتھراین پر مسٹر سٹوارٹ کے ناکامیاب حملہ سے اس درجہ مایوس ہوچکا تھا کہ اسے ان معاملات پر کچھ بھی دلی مسرت نہ ہوسکتی تھی۔

کچھ دیر بعد کرافورڈ نے ہنٹر سے علیحدہ گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

"اس کا بھی کچھ انتظام ہونا چاہیئے" کرافورڈ نے نہایت استقلال و سکون کے لہجہ میں مسٹر سٹوارٹ کی ڈویل لڑنے کی خواہش کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

"ہاں اور یہ تمہارے اوپر منحصر ہے۔ کہ تم اس بدمعاش کو سیدھا کرو" ہنٹر نے جواب دیا۔ کیونکہ وہ خود اس وقت اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا نہ چاہتا تھا۔ اس واسطے کہ اس نے اپنی جان پر کھیل کر ایملی کے مصائب کا آرنالڈ کے خون سے انتقام لینے کا مصمم ارادہ کر رکھا تھا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو" جیمس بولا۔ مگر اس کا دل اندر ہی اندر بیٹھنے لگا۔ جان کے خوف سے نہیں بلکہ اس انکشاف کے ڈر سے جس کی وجہ سے وہ مسٹر سٹوارٹ کے قابو میں آگیا تھا۔

"اگر آج شام یا کل سویرے تک تم کو کوئی دوسرا ساتھی نہ ملے۔ تو مجھکو اس موقعہ پر . . ." نوجوان ڈاکٹر نے کہنا شروع کیا۔

"تم سے زیادہ موزوں کون ہے۔ مانا کہ ہماری شناسائی صرف چند گھنٹہ کی ہے۔ مگر مجھ کو کافی یقین ہے۔ تمہارا میری والدہ سے عنایت آمیز سلوک موجب انبساط ہے۔ کیونکہ میں نے سُنا ہے کہ تم نے ایک معاملہ میں اس قدر اظہار ہمدردی کیا ہے ..."

"مسٹر کرافورڈ۔ میرے لئے کسی شکریہ کی ضرورت نہیں" ہنٹر قطع کلام کرکے بولا۔ "چلو اب ان خواتین کے پاس چلیں۔ مبادا اُن کو ہمارے خونریز ارادوں کی بابت کسی قسم کا شک ہو جائے۔"

مسٹر سٹوارٹ کے جانیکے بعد اس قدر طویل گفتگو اور بحث ہوتی رہی۔ کہ شام کے چھ بج گئے۔ اور کھانے کا وقت آگیا۔ لیکن کھانے کو کسی نے چھوا تک نہیں۔

ہنٹر وہاں سے رخصت ہوکر اپنے ہوٹل میں چلا آیا۔ جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا۔

اب ہم وہ واقعہ بیان کرتے ہیں جو اس شب کو لارڈ فیلمونس کے مکان میں پیش آیا۔ اسوقت آنریبل مسٹر سٹوارٹ کے خیالات کیا تھے؟

غرور اور خود پسندی کو صدمہ پہنچنے کی ایسی مثال بہت کم دیکھنے میں آئی ہوگی۔ اس نوجوان کے سینہ میں جس قدر کرب اور بے چینی تھی۔ اس کا احساس مشکل ہے۔ وہ فوراً اپنے گھر پہنچا۔ اور کمرہ میں بہ حالت خشم و یاس اپنی انتہائی بے عزتی کا احساس کرکے ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔

"کیا! اس نے خیال کیا۔ ایک ذلیل خاندان کی لڑکی۔ اور مجھے یوں ٹھکرا دے! اے پاک خدا میں یہ دن دیکھنے کے لئے کیوں زندہ رہا۔ مگر... مگر میں اپنا بدلہ ضرور لونگا۔ میں اس کے بھائی کو مطعون خلایق کرکے اسکے دل کو پاش پاش کرونگا۔"

اس کے خیالات اس قسم کے تھے۔ کہ یکایک اس نے پھر ایک مرتبہ کرافورڈ سے ملنے کا ارادہ کرلیا کہ اس سے ملکر اسکی بہن کو حاصل کرنے کی کسی بہتر تجویز کا مشورہ کیا جائے اس نے سمجھا وعدوں سے نہیں بلکہ جبر سے اسنے حاصل کرنا ضروری ہے۔ لیکن اس کا دل ان خیالات کے باوجود اس وقت تک بیٹھا رہا جب تک اسکے فیصلہ کن منصوبے اسکے بے عزتی کے احساس پر حاوی رہے۔ جب اسے ہنری ہنٹر کا خیال آیا۔ تو دوسرے دن سویرے اس نے ڈوئیل کا چیلنج دینے کا مصمم ارادہ کرلیا۔

مگر انہیں خیالات کے درمیان جب اسکو یہ مہلک یاد آئی۔ کہ ایک حاجتمند لڑکی نے

میرے وعدوں کو لغو سمجھ کر میری داشتہ بننے کی تجویز کو اس بے دردی سے ٹھکرا دیا۔ اور ایک اجنبی شخص کے ہاتھوں مجھے زمین بوس ہونا پڑا جب یہ سب باتیں اسکے دماغ میں آئیں۔ تو وہ فرط غضب سے قریب قریب دیوانہ ہوگیا۔ چنانچہ بہت رات گذر گئی مگر اسے نیند نہ آئی۔

لیکن آخر جو نیند اسے آئی وہ دائمی تھی۔

پریشان کن خیالات کی یورش نے اس پہ سرسام کی حالت طاری کر دی۔ اور جسوقت موسم زمستان کی سرد صبح کو آفتاب کی پہلی شعاع دریچہ کی راہ اسکے داخل ہوئی۔ اور اس کا خادم حسب معمول کمرہ کے اندر پہنچا۔ تو اس نے اپنے مالک کو مردہ پایا۔ اس طرح پر لارڈ فینمور کے بڑے لڑکے نے اپنی زندگی کو خیر باد کہا۔ اور اسکی لاش کو بعد ازاں خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کردینا پڑا۔

باب ۔ ۳۷

سایہ ہوجاتا ہے گہرا جرم کا
پیچ بھی ہوجاتے ہیں پیچیدہ تر
اور اس کے بعد قاتل کا خیال
شکل کر لیتا ہے واضح اختیار لا اعلم

ناظرین کہتے ہوں گے ہم نے عرصہ سے صوفیہ میکسویل کی خبر نہیں لی۔ جس کے ساتھ ہماری ہمدردی نہایت عجلت سے ترقی کر رہی تھی۔

اس قصے کے دیگر واقعات کے مسلسل ظہور پذیر ہونے اور مختلف اشخاص کے حالات بیان کرنے میں ہم اس درجہ مستغرق و منہمک ہوگئے۔ اور باقی واقعات جن میں سے کوئی نہ کوئی انسان کی مصروف زندگی میں آئے دن پیش آتا رہتا ہے۔ اس تیزی سے پیش آئے۔ کہ ہر ایک ایکٹر کے حالات کو ایک ہی وقت میں یا تمام واقعات بحالت مجموعی ناظرین کے سامنے پیش نہ کئے جاسکے۔

علاوہ بریں زیادہ مناسب ہوتا ہے کہ انسان کے خیالات تصورات میں بھی اصلی واقعات کی طرح وقفہ اور تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ جس طرح کمان کو ہمیشہ خم ہی دکھنا مناسب

نہیں ہوتا۔

ہاں۔ تو ہم مس میکسویل کو بھولے نہیں۔ اور اب اسی کے معاملات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ناظرین کو یہ بتلانے کی ضرورت نہیں۔ کہ صوفیہ نے جمیس کرافورڈ پر کس درجہ مکمل قابو حاصل کرلیا تھا۔ اور کس طرح اس نے شرابخانہ مرمیڈ میں اس روپیہ کی واپسی پر زور دیا۔ جو اس کے والد سے وصول کیا گیا تھا۔ کرافورڈ اس کے قابو میں آجانے سے بے حد خایف تھا۔ اور وہ قبل از وقت محسوس کر رہا تھا۔ کہ اس انتقام کے نتایج بے حد خوفناک ہوں گے جس کے لئے صوفیہ قسم کھا چکی تھی۔

ہم نے یہ نہیں بیان کیا کہ صوفیہ میکسویل نے نوجوان دغاباز سے روپیہ کی واپسی کی جو خواہش کی تھی۔ اس کی کس طرح اس نے ٹھیک وقت اور ٹھیک موقعہ پر تعمیل کی۔ اس داستان کے گذشتہ چند باب میں ہم بعجلت آگے بڑھتے اور ہفتوں اور مہینوں کا عرصہ طے کرتے ہوئے اس گذشتہ حصہ پر صرف ایک سرسری نظر ڈال سکے ہیں۔ جو واقعات کی صورت کو مکمل کرنے اور ہمارے قصہ کو واضح بنانے کے لئے ضروری ہو سکتی ہے۔

صوفیہ اس وقت تک مسز لیمبرٹ کے یہاں مقیم اور اپنے دونوں کاموں میں نہایت محنت اور سرگرمی سے لگی ہوئی تھی۔ وہ اپنے والد کی دلجوئی بھی کرتی جاتی تھی۔ جو ایکدم حالت عروج سے معرض زوال میں آگیا تھا۔ اور غیر متغیر کوششوں سے کرافورڈ اور اسکے ساتھی سے اپنی بربادی کا انتقام لینے میں بھی مصروف تھی۔ ان دو کاموں میں سے ایک کو جو پیار اور محبت سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم بیان کرتے ہیں۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ صوفیہ کا والد سابق سربرآوردہ مسٹر میکسویل کسی سوداگری معاملہ میں فریب کے جرم میں قید ہو چکا تھا۔ الزام یہ تھا کہ اس نے ایک ایسی دستاویز کی ناجایز ترمیم کی۔ جو ہمیشہ تجارتی معاملات میں ایک دوسرے کے ہاتھوں سے گذرتی رہتی ہیں۔ چنانچہ وہ عرصہ سے نیوگیٹ کی تاریک حوالات میں پڑا ہوا تھا۔

آخرکار اس کا مقدمہ پیش ہونے کا دن آپہنچا۔ لیکن ہم اس سخت استغاثہ کے مفصل حالات اور تنقیحات میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ سوا اسکے کہ اسکی لڑکی نے حاضر عدالت ہو کر اپنی خودداری اور حسن سلوک سے لوگوں کی نظروں کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ اور اسکی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ کیونکہ اصل گواہ روپوش ہوگیا تھا یہ شخص مسٹر میکسویل

کا خاص کلرک تھا جس کو اب واقعات کا انکشاف ہونے پر ملزم گردانا جا سکتا تھا۔ مسٹر میکیسویل نے اپنی بریت کا حکم سن کر شاید زندگی میں پہلی مرتبہ نہایت عالی حوصلگی سے گفتگو کی۔

مگر ہم قبل ازیں یہ بیان کرتے ہیں کہ قابل تعظیم جج نے اس کو کن الفاظ میں مخاطب کیا:۔

"ملزم عدالت۔ تم عنقریب دنیا میں پھر ایک معزز اور بے داغ شخص کی طرح داخل ہونے والے ہو۔ تمہاری قسمت کا ستارہ گردش میں تھا۔ مگر اس غلط استغاثہ کا اثر یہ ہوگا۔ کہ تمہارے دل کو قرار واقعی تسلی ہوجائے گی۔ تم یاد کروگے۔ اور دنیا بھی یہی یقین کرے گی۔ کہ اگر تم نے ایک خاص مدت تک شک و بدگوئی کے تلخ احساس کو برداشت کیا۔ تو اس کو قواعد قانون یا آزادی کے آئین سے انحراف پر مبنی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

"یہی نہیں بلکہ تمہارا رنجیدہ معاملہ اس امر کی اعلیٰ مثال ہے۔ کہ ہمارے ملک میں انصاف کس خوبی سے کیا جاتا ہے۔ اگرچہ انسانی کوتاہیوں کی بدولت بعض اوقات بے گناہ مبتلائے مصیبت رہتا ہے۔ اور مجرم مزے سے اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہے۔

"مسٹر میکیسویل میں پھر اسکا اعادہ کرتا ہوں کہ تم اپنے دل کو اس بات سے تسلی دے سکتے ہو کہ یہاں سے نکلکر تمہاری عزت میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ اور لوگ تمہیں بہ نسبت پہلے کے زیادہ راست باز خیال کرینگے۔ آج کی کارروائی تمہارے ملک کی شان انصاف کو شہرت دینے والی ہے۔ مانا کہ تم بالکل بے گناہ ملزم ٹھہرائے گئے تھے۔ مگر تم نے معلوم کر لیا کہ برطانیہ کی شمشیر انصاف کی نوک کس قدر باریک ہے۔ اور ملزموں کے معاملہ میں بلا امتیاز کس باریک بینی سے کام کرتی ہے۔ کہ شاذونادر ہی کوئی بے گناہ تکلیف اُٹھا سکتا ہے۔"

"مائی لارڈ" سوداگر نے جواب دیا۔ "میں آپکے خیالات کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے۔ کہ اگر ان تمام مصایب کا۔ جو حال ہی میں مجھ پر نازل ہوئے۔ یہ اثر ہو کہ وہ مجھے زیادہ عاجز اپنے طرز عمل کی نسبت زیادہ محتاط اور جانگداز ضروریات کے احساس سے پوری طرح خبردار کر دے تو میں سمجھوں گا۔ خدا نے میرے نوشتہ تقدیر میں مقرر کر دیا تھا۔ کہ میں اس طریقہ سے ہمیشہ کے لئے نیک ہو جاؤں۔"

اس کو سنکر عوام نے صدائے تحسین بلند کی۔ کمرہ عدالت میں کسی قسم کا شور و غل سنائی نہیں دیا۔ مگر سماں ایسا موثر۔ دلکش اور خموشی لئے ہوئے تھا کہ افسران انصاف یہانتک

کہ خود جج نے بھی۔ آواز سے نہیں۔ بلکہ تعریفی نگاہوں سے اسکی خوبی کو بڑھا دیا۔ حالت ایسی تھی کہ کوئی اس سے بھی اہم دوسرا واقعہ پیش ہوکر ہی کمرۂ انصاف میں زیادہ دلچسپی پیدا کر سکتا تھا۔

حسن اتفاق سے یہ دوسرا واقعہ بھی پیش آگیا۔ کیونکہ جونہی مسٹر میکسویل نے اپنی مختصر تقریر ختم کی۔ اسکی لڑکی خیالات کے اثر سے بیتاب ہوکر فرش پہ گر پڑی

پھر جب باپ اپنی بیٹی کو محبت سے اٹھا کر پدرانہ آغوش میں سہارا دینے کے لئے نکلا تو اس دلکش سماں میں اور اضافہ ہوگیا۔

سوداگر وہیں قریب کے ایک ہوٹل میں گیا۔ جہاں صوفیہ کی چند دن تک خراب حالت رہی۔ پھر جب اسکی طبیعت بالکل درست ہوگئی۔ تو اس نے اپنے والد سے کہا کہ آپ چند دن تک اس سرائے میں ہی اپنا قیام رکھیں۔ اور میں خود بدستور مسز لیمبرٹ کے یہاں رہوں گی۔

یہ معاملہ طے ہوجانے پر صوفیہ نے وہ ایک ہزار پونڈ کی رقم جو خوف زدہ دغا باز سے حاصل کی گئی تھی۔ اپنے والد کے ہاتھ میں دی۔

"پیاری بیٹی یہ رقم کیونکر اور کس طرح ملی؟" متحیر سوداگر نے چلا کر پوچھا۔

"ابا جان۔ سر دست آپ اس کے متعلق کچھ دریافت نہ کریں۔ اور میری بات کا یقین کریں۔ کہ یہ بالکل جائز طریقے سے حاصل کردہ ہے۔ یا یوں کہیئے کہ یہ اُسی رقم کا ایک حصہ ہے۔ جو قبل ازیں آپ کی تھی۔"

غرض اس قابل تعریف مگر برباد شدہ خاتون نے اس سوال کو یوں جواب دیکر ٹال دیا

مسٹر میکسویل یہ سن کر رو رہا تھا۔ اور اپنی عزیز بیٹی کو شفقت سے پیار کرتا جاتا تھا۔

صوفیہ کے روزانہ کاموں میں سے اب ایک نہایت ضروری کام یوں کم ہوگیا۔ جب وہ اپنے والد کی عارضی جائے سکونت کی طرف جاتی۔ تو اسے خوشی اور اقبال کا اثر نظر آتا تھا۔ حالانکہ اس کے مقابلہ میں خود اس کے خیالات اور جذبات انتہا درجہ تکلیف دہ تھے۔

ذرا اس نوجوان، کمزور، نازک، دوشیزہ کی تنہائی اور بیکسی کا خیال کیجئے۔ جو پکے اور منجھے ہوئے بدمعاشوں سے ہمسر مقابلہ تھی۔ جن کی عیاری ناپاک جرأت اور جبلی شیطنت کا کوئی جواب نہ تھا۔ اور جو لندن بھر کی خلایق کے لئے مورد لعنت وملامت تھے۔

اس طرح ناگہانی واقعات اور خطرات میں محصور اس لڑکی کے ساتھ کسے ہمدردی نہ ہوگی کون ایسا ہے۔ کہ اسکی حالت پر رحم نہ کھائے۔ کیونکہ اس کے دل میں وہ تکلیف جاگزین تھی جس کا علاج کسی مرہم سے ممکن نہ تھا۔

مگر ان بدمعاشوں کے خطرات کے باوجود جن کے خلاف وہ اس درجہ سرگرم و مستعد تھی اسکی موجودہ زار حالت اور آئیندہ امیدیں اُن پر کس قدر قابل ترجیح تھیں۔

پر بدمعاش بھی۔ یعنی آرنالڈ اور اس کا مبتدی کرافورڈ اب ایک دوسرے سے خوف کھاتے تھے۔ بعض اوقات ان کی گفتگو بہت پُرجوش ہوجاتی تھی۔

جیمس کی لاپروائی جو اس نے اپنے محسن کے خطوط کی بابت کی جن کی تحریر نہایت مہلک اور مخدوش تھی۔ بیان کی جاچکی ہے خصوصاً وہ خط جس میں آرنالڈ نے صوفیہ کو دائمی نیند سلا دینے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ بسا اوقات اسکی بابت سخت بحث مباحثہ ہوتا۔ اور نوجوان کرافورڈ صفیعت ڈنگ سے حصول کاغذات کے لئے بیحد خوفناک بازپرس کرتا۔ یہ بات بھی صاف نہ تھی۔ کہ وہ خط پھر کبھی ظاہر نہ ہوگا۔

اور پھر آرنالڈ کے خیالات یہ جان کر کس قدر تلخ اور تکلیف دہ ثابت ہوئے۔ کہ وہ لڑکی جس کو اس وقت تک بے وقوف اور عقل سے بے بہرہ سمجھتا تھا۔ کرافورڈ پر اس قدر قابو حاصل کر چکی تھی۔ کہ اس کے صرف ایک اشارہ پر فوراً سے وقفہ کے اندر ایک ہزار پونڈ کی رقم واپس کرنی پڑی۔

"بزدل۔ خطاکار۔ بدقسمت۔ بیوقوف۔ بدنصیب۔ نالایق" اور اسی قسم کے بہت سے الفاظ آرنالڈ کی زبان سے عالم تنہائی میں نکل جاتے اور بعض اوقات اس قدر زور سے سنائی دیتے۔ کہ وہ نوجوان جس کے لئے یہ استعمال کئے جاتے تھے۔ ان کو سُن بھی لیتا تھا۔

"ایک ایسے تجربہ کار۔ سازشی۔ بلکہ یوں کہیئے۔ چالاک دشمن کے مقابلہ میں جیسی کہ صوفیہ ہے جس نے ہمارے خلاف ہر ایک چیز کا بندوبست اس خوبی سے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے تم ہی بتلاؤ۔ کہ ان خطرات سے گھر کر تم کیا کرتے؟" یہ سوال تھا جو جیمس آرنالڈ سے بار بار کرتا اور اس سوال کو سُن کر وہ قریب قریب دیوانہ ہوجاتا تھا۔

"میں بالکل دوسرے طریقہ سے کام لیتا۔ نہ اس طرح جیسے تمہیں بے وقوف بنایا گیا ہے" مگر آرنالڈ جواب دیتا۔ "سب سے پہلی بات تو یہ کہ میں اسے کبھی ایسی واقفیت کا موقعہ ہی نہ دیتا

جو اس نے تمہاری لاپروائی سے حاصل کر لی جیمس کرافورڈ کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ میں بھی اسقدر اندھا ہو جاتا۔ کہ ایسے شخص کو یوں بھیس بدلے ہوئے سامنے رہنے دیتا۔ اور اچھی طرح پہچانتا نہیں۔ وہ ہمارے قدموں کے پاس عرصہ تک پڑی رہی۔ اور ہم نہ جان سکے کہ وہ کون ہے بغیر اس کو بھی جانے وہ۔ جب مرمیڈ میں وہ ایسی شیطنت کا اظہار کرنے آئی۔ تو میں اس سے کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر سکتا تھا۔ اگر اور کوئی ترکیب کارگر نہ ہوئی۔ تو اسے اپنے سامنے سے مار کر ہی بھگا دینا چاہیئے تھا۔ اور اس بات کا کافی انتظام کر لیتا لازم تھا کہ آئندہ وہ ہمارے لئے باعث تکلیف نہ ہو۔ ذاتی طور پر میں بجائے اس قدر بے وقوفی اور خوشامد سے کام لینے کے اس کو زیادہ ترجیح دیتا۔ کہ اسکو مار کر کام تمام کر دوں۔"

اس طریقہ سے آرنالڈ اکثر لاف و گزاف کرتا۔ یہاں تک کہ کرافورڈ سے سوائے خاموشی کے کوئی جواب نہ بن پڑتا۔ یا وہ جھلا کر پوچھتا "پھر آخر تم کیوں کوئی محفوظ طریقہ نہیں اختیار کرتے؟ اور کیوں مجھے اس کے حملوں سے نہیں بچاتے؟ تمہارے نزدیک یہ بلا بآسانی ہٹائی جا سکتی ہے۔ یہ امر یقینی ہے۔ کہ تم میری خدمات کو بہرحال اپنے اور میرے لئے ضروری اور فایدہ مند سمجھتے ہو۔"

ایسے سوالات سے آرنالڈ گھبرا جاتا۔ اور دوسرے معاملات کی بابت گفتگو کرنے لگتا تھا کیونکہ اسے معلوم ہو جاتا کہ کرافورڈ کے طنز کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسے سب سے زیادہ فکر اسکی تھی کہ تاوقتیکہ کوئی زیادہ چالاک آدمی انتظام کے لئے مقرر کیا جائے۔ عیار اور مستقل مزاج صوفیہ یقیناً اس ذریعہ سے مزید رقم حاصل کرنے کا ارادہ کرے گی۔

فی الحقیقت صوفیہ پھر ایک مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ شان و شوکت کے ساتھ نامی لیمبرٹ کی پوشاک میں مرمیڈ کے شراب خانہ میں پہنچی تھی۔ اور ان مصائب کے عوض جو اس کو برداشت کرنے پڑے تھے۔ اس نے ایک مزید رقم کا مطالبہ کیا تھا۔

"اب وہ پھر مطالبہ کرتی ہے"۔ اپنے مربی کو گھنٹوں مایوسانہ تلاش کرنے کے بعد ایک روز جیمس نے اس سے کہا۔ "اور آج کی شب ٹھیک ۸ بجے کا وقت مقرر ہے۔ کہ میں شرابخانہ مرمیڈ کی میز پر رقم پہنچا دوں۔ میرے دوست۔ اگر میں نے تمہیں ٹھیک وقت سے نہ پا لیا ہوتا" جیمس نے سلسلہ گفتگو جاری رکھ کر کہا۔ "تو تم سمجھ سکتے ہو کہ کیا نتیجہ ہوتا۔ خیر اب ہمارے پاس کافی وقت ہے۔ خیال کرو کہ کیا کرنا چاہیئے۔ میں بالکل تمہارے کہنے کے مطابق

عمل کروں گا۔ اور اگر درحقیقت اس کے بعد ہمیں اس شیطانہ سے رخصت مل جائے تو میں یقیناً تمہاری پرغضب اور دل خراش گفتگو سے نجات پا جاؤں۔ جو تم میری ناقابلیت کا ذکر کرکے حال ہی میں با اوقات میرے طرز عمل کی نسبت کرتے رہے ہو"

"میں دیکھتا ہوں اسکے لئے کوئی چارہ نہیں" آرنالڈ نے جواب دیا۔ "اور یہ خاص موقعہ میرے لئے بے حد غور طلب ہے۔ بہرحال اب کسی ایسی بزدلی اور خوشامد کا اظہار نہ ہونا چاہئے جس سے ایک کمزور جاہ و عصمت سے گری ہوئی لڑکی ایک مرد پر ایسا قابو حاصل کرے کہ وہ مار کھائے ہوئے کتے کی طرح تھرتھرا جائے۔ اب کی مرتبہ میں تمہارے ساتھ اس شیطانہ سے ملونگا۔ تم شرابخانہ میں بیٹھو ہی کو ملاقات کی جگہ مقرر کرو اور اس کے آنے سے آدھ گھنٹہ قبل ہم دونوں وہاں پہنچ جائینگے"

"میرے دوست میں یہ صلاح دیتا ہوں۔ کہ ہم کو ایک ہزار پونڈ کی رقم مہیا کرکے چلنا چاہئے۔ نہ معلوم صورت معاملات کس طرح پیش آئے۔ بہرحال رقم کا اپنے پاس موجود رہنا ضروری ہے۔ اگر وہ بچ رہی۔ تو اس کو گھر واپس لے آنا زیادہ مشکل نہ ہوگا" جیمس بولا

"واہ! اس نے میری زندگی میں تم سے یا مجھ سے ایک پیسہ بھی مانگا۔ تو میں اسے خاک سیاہ کردونگا" آرنالڈ غصہ سے کہنے لگا "یہ اچھا ہے کہ ہم ایک بڑی رقم سے تیار ہو کر چلیں لیکن میں ساتھ ہی ساتھ ایک اور چیز سے بھی تیار ہو کر آؤنگا۔ جو بہت کم جگہ میں آجائے گی۔ اور اگر نشانہ خطا نہ گیا تو بہت زیادہ کام دے گی"

وہ ایک دوسرے سے رخصت ہو گئے۔ اور بڈے نے بلا کسی تامل کے اطمینان کر لیا کہ میں اپنی حکمت عملی سے لڑکی پر قابو حاصل کرکے اپنے آپ کو غیر معمولی دماغ اور حیرت خیز طرز عمل کا آدمی ثابت کر دکھاؤں گا۔ اگرچہ باطن میں اسکو یہ دیکھ کر چین نہ تھا۔ کہ عمدہ مدبر عملی اور ہماری دنیاداری سے کس قدر واقف ہو چکی ہے جس کی وجہ سے ہماری حالت اتنی خطرناک ہو گئی ہے۔

بڈھا [illegible] کے جیمس آرنالڈ کی متواتر سرزنش اور طعنوں کی بابت خیال کر رہا تھا۔ جو وہ اسکی بزدلی کی وجہ سے کیا کرتا تھا۔ یعنی آخری طعنہ اس نے ایک مار کھائے ہوئے کتے کا دیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی وہ خیال کرتا تھا کہ یہ بات کس قدر حیرت خیز اور غیر معمولی ہے کہ آرنالڈ جیسے نیچ حرکات و سکنات کی بابت تاریکی میں رکھتا ہے۔ بہرحال ابھی اگرچہ

اس کو خوشی تھی۔ کہ وہ اب اپنے زعم میں صوفیہ سے مقابلہ کرنے کے لیے جاتا ہے۔ جب مزہ آئیگا۔ کہ یہ پکا بدمعاش بھی ایک دفعہ اپنا سا منہ لیکر رہ جائیگا۔

"میں اس سے کہہ سکتا تھا" جمیس نے دل میں کہا۔ "کہ صوفیہ سے اس کا مقابلہ بہت سخت ہوگا۔ مگر بہتر یہی ہے کہ وہ خود اس حقیقت سے واقف ہو جائے۔"

وقت کبھی نہیں رکتا۔ آخر مقررہ میں ملاقات کرنیکی ساعت نزدیک آگئی۔ اور جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے ہر ایک فریق پابندی وقت سے موقع پر پہنچ گیا۔

مس میکسویل حسب سابق کے مسٹر لیمبرٹ کو ہمراہ لئے ہوئے مردانہ لباس میں تھی۔ مگر مسٹر لیمبرٹ کو شراب خانہ کے باہر انتظار میں کھڑا کر دیا گیا۔ تاکہ وہ اشارہ پر نوجوان دوشیزہ کی مدد کے لیے پہنچ سکے۔

بایں ہمہ صوفیہ کو یہ بھی خیال تھا۔ کہ خواہ مخواہ شور و غل سے کام نہ لیا جائے۔ ان لوگوں کی مشکلات کو پیش نظر رکھ کر جن کا اس کو مقابلہ کرنا تھا۔ اس نے اپنے خیالات پر پورا قابو رکھنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ کیونکہ کرافورڈ نے اس سے یہ کہہ دیا تھا۔ کہ اگر تم نے مجھے متواتر ذرا دھمکا کر پریشان کیا۔ تو میں یقیناً تم کو اپنے دوست آرنالڈ سے سوال و جواب کرنے کے لیے مجبور ہو جاؤنگا۔"

"تمہارے قابل تعظیم دوست آرنالڈ سے۔" آخری الفاظ پر نہایت زیادہ زور دیکر صوفیہ نے کہا تھا "خیر اسے آنے تو دو۔ میں حتی المقدور اس کا بھی مقابلہ کرونگی۔"

اب دیکھیے کہ یہ دونوں بدمعاش شراب خانہ کے کمرہ میں بیٹھے ہوئے کس طرح کام کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ آرنالڈ بالکل اس جگہ کے قریب بیٹھا تھا۔ جہاں صوفیہ آکر بیٹھنے والی تھی معلوم یہ ہوتا تھا کہ وہ کرافورڈ کی طرف سے ہر ایک گفتگو کے لیے خاص طور سے مقرر کر دیا گیا ہے

"وہ لوٹا جمیس جو چند نارنگیاں رکھی ہیں۔ یہ اپنی قسم میں نہایت لاجواب اور بے حد لذیذ ہیں۔ میں چاہتا ہوں تم ان کو کھانا شروع کر دو۔ اور اپنی گفتگو کے درمیان جس وقت موقعہ آئے۔ یہ یا وہ نارنگی . . . دیکھو کوئی دوسری نہیں۔ اپنی معشوقہ کو دیدو۔ تم نے بہت ہی پیار سے اسکی خوشامد کرتے جانا۔ ان دونوں میں کوئی چیز آمیز کر دی گئی ہیں۔ اسی اثنا میں جب تم موقعہ پاکر میری حسب خواہش یہ کام کرو۔ میں اپنا جام شراب پینے لگوں گا۔ اگر اس ملعونہ کو بھی پیاس معلوم ہوئی۔ تو فوراً اسکے لئے ایک جام شراب طلب کیا جائے گا۔ اگر میں اس میں بھی

زہر ملا سکا ۔ تو سمجھ لو ۔ کہ اس کا اثر کل صبح تک ہمارے حق میں بہت ہی مفید ہوگا"

ان قاتلانہ ہدایات کو سن کر کرافورڈ کئی بار کانپ گیا ۔ لیکن اس نے صرف یہ کہا "میں نے تمہارے کہنے پر کاربند ہونے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے ۔ اور میں اسکی لفظ بہ لفظ تعمیل کرونگا ۔ آج خواہ کسی قسم کا بھی خطرہ ہو ۔ تمہارے احکام کی تعمیل ضرور ہوگی "

پابند وقت صوفیہ بھی ۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ۔ مرمیڈ میں ٹھیک وقت پر پہنچ گئی ۔ اور وہ اپنے مردانہ لباس میں اس کمرہ میں داخل ہوئی ۔ جہاں یہ دونو حضرات بیٹھے تھے ۔ اور جہاں انہیں مذکورہ بالا معاملات طے کئے ہوئے تھوڑی ہی دیر گذری تھی ۔

جس وقت وہ ایک خوبصورت لڑکے کے لباس میں داخل ہوئی ۔ تو آرنالڈ اور کرافورڈ دونوں نے اٹھ کر خاموشی سے اسکو تعظیم دی ۔ جو سراسر مصنوعی تھی ۔ کیونکہ آرنالڈ کو اپنی ریاکاری اور چالاکی سے یقین تھا ۔ کہ میں ایسی مضحکہ خیز اور نازک ہستی کو فوراً مغلوب کرلوں گا ۔ تو اس کو بربادیٔ ناموس کے اشتعالک آمیز خیالات سے مضطرب بنا دونگا ۔ یا پھر ایک دم اسکے غصہ کو تیز کرکے اُسے جھگڑا کرنے پر آمادہ کرلونگا ۔

ادھر صوفیہ بھی مقابلہ کے لئے تیار تھی ۔ وہ خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی ۔ مگر اس انداز سے کہ اس کا منہ میز کے دوسری طرف بیٹھنے والے کے بالکل سامنے رہے ۔ نیز دروازہ سے اس قدر قریب کہ وہ اسے فوراً بوقت ضرورت کھول کر کسی شخص کو جو شرابخانہ سے باہر ہو ۔ اپنی امداد کے لئے بُلا سکے ۔

جب وہ بیٹھ چکی ۔ تو اس نے اپنی بے خوف اور نہ جھپکنے والی متجسس آنکھوں کو بلا کسی گفتگو کے آرنالڈ کے چہرہ پر گڑو دیا ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا ۔ کہ وہ اسکو بار بار دیکھ کر اسکی اندرونی شیطنت کا اندازہ کر رہی ہے ۔ تھوڑی دیر یہ گونگوں کی محفل قایم رہی ۔ پھر یکایک آرنالڈ کو اس طرح گونگا بننے پر سخت ندامت محسوس ہوئی ۔ اور وہ ایک غیر مطمئن اور خیالات پر قابو نہ پانے کی حالت میں سنبھلکر بیٹھ گیا ۔

"اس پر شیطان کی مار" وہ آہستگی سے کہنے لگا "شرم تو اس میں نام تک کو نہیں ۔"

یہ الفاظ کسی کو سنانے کے لئے نہیں کہے گئے تھے ۔ پھر بھی ہماری ہیروائن نے ان کو سن لیا ۔ مگر ان سے اس پر کوئی اثر نہ ہوا ۔ اور وہ بدستور خاموش و ساکت بیٹھی رہی ۔ اس نے ارادہ کرلیا تھا ۔ کہ سوائے چند الفاظ کے وہ ہرگز گفتگو میں پیش قدمی نہ کرے گی ۔

وہ بولی "میں یہاں کام کی غرض سے آئی ہوں۔ اور میں چاہتی ہوں۔ کہ معاملہ داری کی طرح اس کا آغاز ہو۔ اور وہ قلیل عرصہ میں طے ہو جائے۔"

"میڈم ... یا خوبصورت لڑکے جیسے تمہاری خواہش ہو۔ اس نام سے پکارا جائے۔ تم براہ عنایت اپنے معاملہ کی اصلی نوعیت مجھ سے بیان کرو۔" آرنالڈ کہنے لگا۔

"تمہارے بائیں طرف جو شخص بیٹھا ہوا ہے۔ وہ سب کچھ سن چکا ہے۔ اس لئے دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔" صوفیہ نے جواب دیا۔

اس اثنا میں آرنالڈ گلاس اور سامان شراب لانے کا حکم دیکر انہیں بڑے سلیقہ سے میز پر آراستہ کر رہا تھا۔ شرابخانہ کے خادم کی عدم موجودگی میں کوئی خاص بات پیش نہیں آئی سوا اسکے کہ کرافورڈ نے اطمینان سے نارنگیاں کھانا شروع کر دیا۔ اور موقعہ پا کر وہی دو نارنگیاں بڑے پیار سے اس طرف بڑھا دیں۔ جہاں صوفیہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اور صرف اتنا کہا "نہایت ہی لذیذ پھل ہیں۔"

چونکہ شراب خانہ کا خادم تمام چیزیں لئے ہوئے آرہا تھا۔ صوفیہ نے بڑی سادگی سے پہلے ایک پھر دوسری نارنگی لے لی۔ اور عام لوگوں کی طرح جو خوبصورت پھل پاکر عموماً ایسا کرتے ہیں۔ انہیں سونگھنا شروع کر دیا۔ ایک سیدھے ہاتھ میں اور دوسری بائیں ہاتھ میں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان کی خوشبو کا مزہ ہی نہیں لے رہی ہے۔ بلکہ اُن کے مختلف خواص کا موازنہ کر کے دونوں کے درمیان فرق معلوم کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ جب وقت خادم واپس چلا گیا۔ تو وہ بولی۔

"میں یہاں کام کے لئے آئی ہوں۔ اور اگر معاملہ داری حسب قاعدہ اور بعجلت طے نہ ہو۔ تو تمہاری یہ شراب اور اس طرح وقت گذارنا میرے لئے کوئی حقیقت نہیں رکھتا بس معاملہ کی طرف آؤ۔ میں پھر حکم دیتی ہوں۔"

"حکم!" آرنالڈ چیخ کر بولا۔

"ہاں حکم۔ اور قبل اسکے کہ تم اپنے سامنے رکھا ہوا جام شراب نوش کرو۔ میرے حکم کی تعمیل ہونا چاہیئے۔"

یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھول کر آہستگی مسز لیمبرٹ کو طلب کیا۔ جو فوراً دیر میں اسکے پاس آگئی۔ لیکن دونوں عورتوں کے چہرہ سے کسی قسم کی گھبراہٹ یا اضطراب عیاں نہ تھا

جس سے ان بدمعاشوں کی حیرت ہوئی۔ دونو بالکل خاموشی سے اتنی دیرتک ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے۔ جب تک کہ صوفیہ نے دوسری عورت کو اپنی ہدایات دیں۔

کہنے لگی "یہ دو عمدہ نارنگیاں موجود ہیں۔ جو ان معزز حضرات نے مجھکو دی تھیں۔ انہیں ٹامی کے لئے رکھ لو جس کا لباس میں پہنے ہوئے ہوں۔ کیونکہ مجھے پھلوں سے زیادہ رغبت نہیں۔ مگر دیکھو باہر میری منتظر رہنا۔ میں تین منٹ سے زیادہ یہاں نہ ٹھہرونگی۔"

یہ کہہ کر اس نے پھر دروازہ بند کر لیا۔ اور اس سے اپنی پشت لگا کر بیٹھی۔ اس کے بعد اس نے گفتگو شروع کی۔ مگر اسی سنجیدہ اور سخت لہجہ میں۔ جس کی بابت ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس میں ایسا اثر تھا جس سے دل اور کان دونوں سہمے جاتے تھے۔

"کمینہ آدمیو! تم اسقدر میرے قابو میں ہو۔ کہ کرافورڈ کے وہم وخیال میں بھی نہیں آ سکتا۔ فٹز جیرالڈ... ڈنک! مجھے یہ ساری تاریخ معلوم ہے۔ میں دونوں کے شجرہ سے واقف ہوں۔" یہ الفاظ اس نے نہایت حقارت بھرے لہجہ میں کہے "مسٹر آرنالڈ۔ تمہاری بابت تم جس نام سے بھی پکارے جاتے ہو مجھے یقین ہے کہ تمہارا طرز عمل اس قدر تاریک اور پیچیدہ ہے کہ مجھے اسکے نشیب وفراز دریافت کرنے کے لئے خاص محنت برداشت کرنی پڑیگی۔ مگر اتنا میں جانتی ہوں کہ یہ لذیذ نارنگیاں زہر آلود ہیں۔ ان میں جو سوراخ ہیں ان پر میری نگاہ پہلے ہی پڑ چکی تھی۔ اور پرسک ایسڈ میں جو ان میں داخل کیا گیا ہے۔ ایک خاص قسم کی تیز بو ہوتی ہے..."

آرنالڈ چونک پڑا۔ شاید اس سے پہلے کبھی ایسے ناگہانی اور خوفناک الفاظ اس کے گوش زد نہ ہوئے تھے۔

"خاطر جمع رکھو" صوفیہ نے مطمئن لہجہ میں کہا "تاوقتیکہ خود تمہاری غلطی مجھے مجبور نہ کرے۔ نہ تو میں چاہتی ہوں۔ اور نہ میرا مطلب ہے۔ کہ میں تمہیں نقصان پہنچاؤں۔ کرافورڈ میرے اس درگذر کی وجہ سے واقف ہے۔ اور چونکہ تم اسکے استاد ہو۔ اس لئے شاید تم سے بھی اس نے بسا اوقات ذکر کیا ہو۔ مگر میں پھر کہتی ہوں یہ نارنگیاں کسی طبیب کے یہاں بھیجی جائینگی۔ اور یہ خط ایک مجسٹریٹ کے دفتر کو روانہ کیا جائے گا" یہ کہتے ہوئے اس نے وہی خط اوپر اٹھا کر دکھایا جس کو اس نے ہوٹل میں مسٹر ڈنک سے اسقدر آسانی سے حاصل کیا تھا۔ اور جس میں صوفیہ کو ہمیشہ کی نیند سلانے کا ذکر تھا۔ تمہارے بچاؤ کی صورت فقط

ایک ہے کہ تم میرے احکام کی لفظ بہ لفظ تعمیل کرو۔"

دونو دغاباز سر سے پاؤں تک کانپ گئے۔ اگر انہوں نے اسپر جھپٹ کر حملہ کرنے کی کوشش بھی کی ہوتی۔ تو مجبور تھے۔ مگر آرنالڈ نے غمگین آواز میں شیطانی آہ کے ساتھ کراہ کر کہا "ہم لوگ قطعی برباد ہو گئے۔ بالکل اسکے قابو میں ہو گئے۔"

"ہاں بالکل میرے قابو میں۔ بالکل میری مرضی کے تابع۔ لیکن وہ میرے ہزار پونڈ لاؤ جن کا میں نے مطالبہ کیا تھا۔ اس کے بعد میں پھر تم سے کچھ نہ کہونگی۔ تم اپنا کام جاری رکھو۔ اور جائداد حصیت کو لبر نیز کرتے جاؤ۔ میں تمہیں آفت میں پھنسانے یا نقصان پہنچانے کے لئے ایک لفظ زبان سے نہ نکالوں گی۔"

یہ بیان کرنا عبث ہے کہ صوفیہ کے خلاف قاتلانہ سازش کے ایسے بدیہی ثبوت لوگوں میں ظاہر ہونے کا موقعہ دینے اور جب اسکی مطلوبہ رقم نکال لینے کے دو سوالات کے درمیان فیصلہ کرنا بہت دشوار نہ تھا۔ چنانچہ بڑے بدمعاش کی لرزتی ہوئی انگلیاں جس تیزی سے بینک نوٹ نکال سکتی تھیں۔ اس عجلت سے کام کیا اور اسکی تھرتھراتی ہوئی زبان جس پھرتی سے انہیں گن سکتی تھی گن کر اسے روپیہ ادا کر دیا گیا۔

باب ۳۸۰

ان دونو حضرات کو نارنگیاں کھاتے اور شراب پر بحث کرتے چھوڑ کر ہم صوفیہ کے ساتھ دوسرے دن سویرے اس کے باپ کے پاس چلتے ہیں۔

"صوفیہ۔ میری پیاری بیٹی آج اتنے سویرے کیسے؟ مگر میں دیکھتا ہوں تم بہت بشاش ہو۔ ورنہ بھلا اتنے سویرے!" سوداگر نے حیرت سے کہا۔

"ابا جان آپ کے لئے یہ ایک ہزار پونڈ کی رقم اور حاضر ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب زمانہ ہم پر تباہی لایا۔ تو اس وقت یہ امید قطعی نہ تھی۔ کہ کوئی شخص مجھ سے بولنے یا مجھ سے شادی کرنے کی خواہش کرے گا۔ مگر اب آپ غالباً مسٹر کرافورڈ کی بابت عمدہ رائے قایم کر سکیں گے کہ اس نے اس قدر جلد اپنے قرضہ کی رقم ادا کر دی۔ کیونکہ جو رقم میں لائی ہوں۔ وہی ہے اور یہی وہ امداد ہے جسکی قید سے رہا ہونے پر ادا ہم سب کو سخت ضرورت تھی۔"

"شاباش بیٹی - تو بہت ہونہار ہے - مجھے آج سے قبل تیری نصف خوبیاں بھی معلوم نہ تھیں میں تیری عقلمندی سے پوری طرح واقف نہ تھا - اور اب میں تیری غیر معمولی سمجھ کو محسوس کر کے خیال کرتا ہوں کہ تجھے دو ایک بار تجربہ کے طور پر سوداگری کاروبار کا بھی موقعہ دوں گا - جو کچھ اس ذریعہ سے منافع ہوگا - وہ سب تیرے جہیز کے لئے وقف کر دوں گا "مسرور باپ بولا

"اوہ! مجھے بھی ایسے کاموں سے بہت دلچسپی ہے - اور مجھے امید ہے کہ میں اپنا پہلا تجربہ کار ثابت ہونگی" نوجوان خاتون نے جواب دیا -

" اچھا تو سب سے پہلے دیکھو - حصہ ویسٹ اینڈ میں ایک معزز شخص سرجارج مارنے رہتا ہے - جو مسٹر کرافورڈ کا رشتہ دار ہے - اس شخص نے چند سال گذرے - میری معرفت چند شراب کے پیپے خرید کئے تھے - مگر مجھے آجتک ان کو قیمت کا ایک پیسہ نہیں ملا - واقعات کچھ اس طرح سے پیش آئے - کہ میں قطعی بھول گیا - لیکن کل یک بیک یہ خیال دل میں آتے ہی میں نے ارادہ کیا کہ وہ رقم وصول کرنا بھی ایسے وقت میں مفید ہوگا - خصوصاً اس وجہ سے کہ یہ قرضہ میرے کھاتہ میں درج بھی نہیں - جو آجکل میرے قرضخواہوں کے قبضہ میں ہیں - جنہوں نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے - پیاری بیٹی - تو سب سے پہلے اسی معاملہ میں حتی المقدور کوشش کر"

سوداگر یہ کہہ کر خاموش ہوگیا - اُدھر صوفیہ نے ایسے صبر و استقلال سے کام لے کر جو ایک جوان عورت کے لئے ہر طرح قابل تعریف تھا - اپنے آپ کو اس کام میں لگایا اور آخر کار ایک روز شام کو وہ پتہ لگاتے لگاتے ویسٹ اینڈ کے بیرونٹ کی تلاش میں کرافورڈ کے مکان واقع کانڈوٹ سٹریٹ تک پہنچ گئی -

صوفیہ کو اس بات کے معلوم ہونے پر بہت تعجب ہوا - کیونکہ اس نے کرافورڈ سے دوران تعلق میں کئی مرتبہ سنا تھا کہ سرجارج مارنے نہ صرف اپنے رشتہ داروں سے کوئی خط و کتابت نہیں کرتا - بلکہ اس نے آجتک ان کو ملاقات کی اجازت بھی نہیں دی

بعد ازاں اُسے یہ خیال ہوا کہ شاید سرجارج مارنے اپنے بھتیجے کی خوشحالی کی خبر پر فریفتہ ہوکر اس امر کا متمنی ہوا ہو کہ اس سے سلسلہ ربط و اتحاد پیدا کیا جائے - چنانچہ صوفیہ کو اور بھی خواہش ہوئی کہ بیرونٹ سے ضرور ملے

پس وہ کرافورڈ کے مکان کے صدر دروازہ کے زینہ پر چڑھی - اور آہستگی اور دلیری

سے دستک دی۔ اسکے جواب میں جو نوکر آیا۔ یہ وہ شخص نہیں تھا جسے صوفیہ نے اپنے والدین کے ہمراہ ایک مرتبہ کانڈوٹ سٹریٹ کے مکان میں دیکھا تھا۔

"کیا مسٹر کرافورڈ مکان پر ہیں؟" صوفیہ نے دریافت کیا۔

"نہیں میڈم۔ مسٹر کرافورڈ اس وقت مکان پر موجود نہیں۔" شاندار خادم نے جواب دیا۔ "لیکن تھوڑی دیر میں آیا چاہتے ہیں۔ کیا آپ براہ عنایت اپنے نام سے آگاہ کرینگی؟"

"اوہ! میں چند منٹ ملاقاتی کمرہ میں بیٹھکر ان کا انتظار کرتی ہوں۔ اور اگر وہ تھوڑے عرصہ میں واپس نہ آئے تو میں ایک رقعہ لکھ کر چھوڑ جاؤنگی۔" صوفیہ بولی۔

ہماری ہیروئن اندر داخل ہوئی۔ اُسے اطمینان تھا کہ سر جارج مارنے جو ایک روپوش فرضدار ہے۔ وہ اس وقت اتفاقیہ مل جائے گا۔ نیز اس کو یہ معلوم کرنے کا شوق تھا کہ اس نوجوان دغاباز سے اسکے تعلقات کس قسم کے ہیں۔ کیونکہ اسی کرافورڈ کی وجہ سے وہ دنیا بھر کی حسین عورتوں میں ناکارہ اور برباد ہو چکی تھی۔

"میڈم۔ ملاقات کے کمرہ میں ایک اور معزز شخص بیٹھا ہے۔ جس میکسویل کورنیہ پڑھتے دیکھ کر خادم کہنے لگا۔ وہ بھی مسٹر کرافورڈ کی واپسی کا منتظر ہے۔ لہذا آپ دوسرے کمرہ میں تشریف رکھیں۔ تو زیادہ مناسب ہوگا۔"

"اوہ! تنہائی کی نسبت اس شخص کے پاس بیٹھنا اچھا ہوگا۔" صوفیہ کہنے لگی اور ساتھ ہی ساتھ اسے یہ خیال ہوا کہ اس طرح سر جارج مارنے مجھ سے بچکر نہ جا سکے گا۔ کیونکہ اسے اس کا کامل یقین ہو گیا تھا۔ کہ یہ معزز شخص وہی بیرونٹ ہے۔

وہ ملاقاتی کمرہ میں پہنچی۔ وہاں کمرہ کے مینٹل پیس کے سہارے نہایت اطمینان سے ایک شخص نہایت عمدہ لباس میں کھڑا تھا۔ مگر جس وقت وہ مڑا۔ اور اسے مخاطب کیا گیا۔ تو وہ چونک پڑا۔ اور اس کے چہرہ پر خوف و حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"جناب۔ مجھے یقین ہے۔ کہ آپ ہی سر جارج مارنے ہیں... سر جارج مارنے!" اور پھر جب کمرہ کی روشنی میں صوفیہ نے اسکا چہرہ دیکھا۔ تو دیوانوں کی طرح آواز اور لہجہ میں چیخ کر کہنے لگی۔ "آہ آج میں نے تمہیں دریافت کر لیا ہا! ہا! ہا!" اور وفور خدمات کی وجہ سے وہ فرش زمین پر گر پڑی۔

"خدایا۔ اب کیا کیا جائے۔ وہ تو بیہوش ہو گئی!" بیرونٹ نے اسکے اوپر جھک کر کہا۔

اس خوف سے کہ مبادا گھر والے ڈر جائیں۔ اُس نے جلدی سے صوفیہ کی ٹوپی اور شال اُتار کر ہوا دی اور مینٹل پیس پر رکھی ہوئی خوشبو کی بوتل سے اپنے رومال کا لخلخہ بنایا۔ اور اس کے چہرہ پر پھیرنے لگا۔

"خدا کی مار ہو!" وہ اپنے دل میں کہنے لگا "قبل اسکے کہ میں اس سے نجات پا سکوں۔ اگر کرافورڈ آ گیا۔۔۔ تو اُف! بربادی میرا منہ تک رہی ہے۔ کیا ہو سکتا ہے۔ انکشاف!۔۔۔ اوہ! یہ پاگل پن ہے۔ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ نہ ہوگا"

اتنے میں صوفیہ نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ اور جس وقت اپنے اوپر جھکے ہوئے شناسا چہرہ کو دیکھا۔ تو وہ اس پلنگ سے جہاں اسکو لٹا دیا گیا تھا۔ اوچھل پڑی۔ نگر کمزوری۔ اور ہزارہا پریشان کن خیالات کی وجہ سے جو اس کے دل میں جاگزین تھے۔ وہ تھرتھرائی۔ اور دوزانو ہو کر بیٹھ گئی۔

"سر جارج مارنے!" وہ دیوانہ وار قہقہہ لگا کر بولی "اس شراب کی قیمت ۔۔ جس کے لئے میں آئی ہوں۔۔۔ سر جارج اس مکان کو چھوڑنے سے پہلے میں اسے لیکر جاؤنگی۔ اوہ! آج رات میں نے کیا کیا کچھ نہیں معلوم کر لیا۔ لیکن اب تم میرے قابو میں ہو۔ اس شراب کی قیمت ۔۔۔ سر جارج"۔ باوجودیکہ یہ شراب یا اسکی قیمت کی وجہ سے نہیں تھا۔ کہ وہ اس قدر جوش سے کہنے لگی "میں سب کچھ جان گئی۔۔۔ میں سب کچھ سمجھ گئی۔ اس وقت میں اپنی زبان سے کوئی اور نام نہیں نکالنا چاہتی۔ صرف اس ناکارہ شراب کی قیمت کا مطالبہ ہی میرے اس شور و غل کا باعث ہے"!

"صوفیہ۔ خاموش! بس اب کوئی لفظ منہ سے نہ نکلے۔ خاموش! میں کہتا ہوں ہر ایک کام تمہارے حسب مرضی کر دیا جائے گا"۔ سر جارج مارنے نے چیخ کر کہا۔

"خاموش! نہیں۔ ہرگز نہیں۔ میں انتقام لینے پر تلی ہوئی ہوں۔ میں اپنے دشمنوں سے انتقام لیتے وقت خاموشی سے کیونکر کام لوں؟" وہ وحشیانہ انداز سے کہنے لگی۔ اور بلا کسی ارادہ کے دیوانوں کی طرح بیرونٹ کے پیروں سے چمٹ گئی۔

"یہ کیا تباہی ہے"! سر جارج مارنے نے چلا کر کہا۔ اور صوفیہ کی گردن کو ہاتھوں سے پکڑ کر اس نے اس کا گلا گھونٹنا چاہا۔ کیونکہ اب اسکو اپنے خیالات پر قابو نہیں رہا تھا۔

صوفیہ تڑپنے لگی۔ جدوجہد میں میز اُلٹ گئی۔ موم بتیاں گل ہو گئیں۔ اور کمرہ میں

بالکل تاریکی پھیل گئی۔

"قتل! مجھے بچانا!" صوفیہ چیخ کر کہنے لگی۔

"موذی! بدبخت! دیکھ۔ مجھ سے پرخاش رکھ کر آج تجھ کو اپنی موت کا منہ دیکھنا پڑا۔" اور یہ کہکر سر جارج مارسٹن نے اپنی جیب سے پستول نکال کر اس کے سر میں داغنے کے لئے نکالا اور چلا کر بولا "بس مرجا۔ تیری موت یونہی لکھی تھی۔" اگر اسی موقعہ پر دروازہ یکایک نہ کھل گیا ہوتا۔ تو یقیناً صوفیہ کے گولی لگ جاتی۔ مگر کمرہ میں یک بیک روشنی کی جھلک پہنچی۔ اور ایک شخص دہلیز پر دکھائی دیا۔ جہاں وہ اپنے سامنے والے منظر کو دیکھ کر حیرت و استعجاب میں کھڑا رہ گیا تھا۔

وہ شخص جو اس خوفناک منظر پر وقت سے پہنچ گیا تھا۔ اور اس پُر اسرار طریقہ سے صوفیہ کی جان بچانے والا ثابت ہوا۔ ہمارے دوست۔ نوجوان ڈاکٹر یعنی ہنری ہنرٹ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

ایک لمحہ کے لئے سر جارج مارسٹن کے ہوش جاتے رہے۔ ہنری ہنرٹ کے ناگہانی طور پر آجانے سے وہ محوِ حیرت ہو گیا تھا۔ اور وہ شکنیں جو اس وقت اس کے چہرہ پر عیاں تھیں انتہائی نفرت کا اظہار کر رہی تھیں۔

ذرا دیر بعد اپنے ہوش و حواس بجا کر کے اس نے پستول پھینکدیا۔ اور ٹوپی سر پر رکھ کر صوفیہ کو زور سے دھکا دیکر پرے ہٹا دیا۔ جو اس وقت بھی دوزانو بیٹھی ہوئی تھی۔ اور پھر دروازہ کی طرف وحشیانہ انداز سے جھپٹ کر اس نے ہنری کو سختی سے دھکا دیکر دیوار کی جانب ہٹا دیا۔ اور اس قدر عجلت سے زینہ سے اترا کہ معلوم ہوتا تھا اس کے عقب میں شکاری کتے لگے ہوئے ہیں۔

نوجوان ڈاکٹر گرنے کے صدمہ سے چوٹ کھا کر بے ہوش ہو گیا۔ اور اسے چند منٹ بعد ہوش آیا۔

جب اسکے خیالات کسی قدر بجا ہوئے۔ تو وہ کراہتا ہوا فرش زمین سے اٹھا اور کمرہ میں یہ دیکھنے کے لئے داخل ہوا کہ وہ خاتون خوف زدہ تو نہیں ہو گئی ہے۔ اور وہ ہے کون؟ اور سر جارج مارسٹن کا اس پر قاتلانہ حملہ کرکے جان لینے کا ارادہ کیوں تھا؟

مگر اس نے بے فائدہ تلاش اور جستجو کی۔ صوفیہ جا چکی تھی۔

امر واقعہ یہ ہے کہ صوفیہ خود ایسے اظہار کے موقعہ سے بچنا چاہتی تھی جس سے اسے ان تمام تکالیف کا اعادہ کرنا پڑے ۔ جو اس نے کرافورڈ کے ہاتھوں برداشت کی تھیں ۔ اس لیے اس شام کے خوفناک واقعہ کے بعد اس نے نہایت بیدردی سے اس شخص کو اسکی حالت پر چھوڑ دیا ۔ جس نے اسکی جان بچائی تھی ۔ حتے کہ اُسے ہوش میں لانے کی بھی کوشش نہ کی ۔ بایں ہمہ اس نے اتنا اطمینان ضرور کر لیا تھا ۔ کہ اُسے صرف ایک سخت ضرب پہنچی ہے ۔ جان سے ہلاک نہیں ہوا ۔

ہنٹر صوفیہ کی اس ناسپاس روپوشی سے سخت پریشان ہوا ۔ اور ایک آہ بھر کر اس نے اپنے دل میں کہا "ہمیشہ سے دنیا کا یہی دستور ہے ۔"

اولاً خیال ہوا ۔ کہ گھر کے کسی خادم کو بُلا کر نوجوان خاتون کی بابت استفسار کیا جائے ۔ مگر پھر کچھ سوچکر رُک گیا ۔ کیونکہ بعد ازاں اس نے سوچا ۔ کہ وہ محض مزید کیفیت ہی کا اظہار نہ کرنے کے خیال سے غایب ہو گئی ہے ۔ چونکہ وہ نازک خیالات رکھنے والا آدمی تھا ۔ لہذا اُس نے کرافورڈ کے خادموں میں اسکی بابت غیر معمولی دلچسپی کا اظہار نامناسب سمجھا ۔

انہیں خیالات کے زیر اثر اس نے خود کرافورڈ سے اس شام کے واقعہ کا کوئی ذکر نہیں کیا ۔ چونکہ مسٹر کرافورڈ نے اپنے لڑکے کی خوش سلیقگی اور پاکیزہ اطوار کی نہایت زوردار الفاظ میں تعریف کی تھی ۔ اس لیے نوجوان ڈاکٹر کا کرافورڈ کی بابت بہت اچھا خیال تھا ۔ اور اس کو اس کا ذرا بھی شبہ نہ ہو سکتا تھا ۔ کہ کرافورڈ کسی بھی حیثیت سے اس خوفناک واردات میں جو اس کے مکان پر واقع ہوئی حصہ لے سکتا ہے ۔

اس موقعہ پر ہنٹر کی فوری آمد اس بیان سے ظاہر ہو گی کہ وہ گذشتہ دو تین روز سے لنڈن میں محض آرنالڈ کی تلاش میں آیا ہوا تھا ۔ وہ اس وقت کانڈوٹ سٹریٹ میں صرف اسلئے آیا تھا ۔ کہ شاید کرافورڈ سے دوران گفتگو میں احیاناً آرنالڈ کے متعلق کچھ معلوم ہو جائے ۔ مگر صدر دروازہ پر خادم کی زبانی یہ معلوم ہو کر کہ کرافورڈ اس وقت گھر پر موجود نہیں ۔ اس نے ملاقاتی کمرہ میں داخل ہو کر اسکی واپسی تک انتظار کا ارادہ کر لیا تھا ۔

اس خادم کو جو رہبری کرنے کی خدمت انجام دینے والا تھا جانے کا حکم دے کر وہ کتب خانہ کی طرف قدم بڑھا رہا تھا ۔ جہاں نوکر کی اطلاع دہی کے موافق کافی روشنی تھی ۔ اور آگ بھی روشن تھی کہ ملاقاتی کمرہ کے دروازہ کے پاس سے گذرتے وقت اس نے آخری دھمکی آمیز الفاظ

سنے۔ پھر وہ یکایک وہاں داخل ہوگیا۔
کراعورڈ کے یہاں ہنری ہنرڈ ایک گھنٹہ تک رہا۔ آخرش وہ وہاں سے رخصت ہوا۔
دوسرے دن بہت سویرے وہ سر جارج مارنے کے مکان پر پہنچا۔ مگر دریافت سے معلوم ہوا کہ بیرونٹ ایک گھنٹہ قبل گاڑی پر سوار ہوکر کہیں چلا گیا ہے۔ مگر یہ نہیں معلوم کہاں۔
"شاید یہ بہانہ مجھ سے بچنے اور ملاقات نہ کرنے کے لئے ہو" دروازے سے واپس ہوتے وقت ہنرڈ نے خود سے مخاطب ہوکر کہا "لیکن جب تک میں اس کا پتہ نہ لگاؤں ہرگز آرام نہ لونگا"

باب ۔ ۳۹

جب کہ وہ انتقام پر تلی ہوئی اپنا عجیب اور حیرت خیز دور زندگی بسر کر رہی تھی۔ اور اس کے دل میں ہر وقت فقط یہ خیال جاگزین رہتا تھا کہ میرا اطمینان جبھی ہوگا۔ کہ انتقام مکمل ہو۔ اسے کئی نہایت اہم اور پراسرار واقعات پیش آئے۔ ہیتھورن
تمام رات پریشان خوابوں سے تکلیف اٹھانے کے بعد صوفیہ بیدار ہوکر پھر ان خیالات میں محو ہوگئی۔ جو منتشر اور غیر مطمئن طریقہ سے اس کے دل میں جاگزین تھے۔ اور اس وقت سے اسے پریشان کر رہے تھے۔ جب سے وہ سر جارج مارنے کی خوفناک ملاقات کے بعد کانڈوٹ سٹریٹ سے بہ عجلت بھاگ آگئی تھی۔
بعض اوقات وہ کہنے لگتی "میری زندگی کے بعض واقعات بھی کتنے عجیب اور ناقابل یقین ہیں حالانکہ میں ابھی بالکل نوجوان ہوں۔ بہت لوگ عرصہ دراز زندہ رہتے ہیں مگر انہیں عمر بھر ایک بھی ایسا نازک موقعہ پیش نہیں آتا۔ جیسے مجھے اپنی زندگی میں آئے دن ہر ہفتہ۔ اس وقت سے کہ اس ملعون کراعورڈ سے میرے خاندان کی شناسائی ہوئی۔ پیش آتے رہے ہیں۔ اور آئندہ چند ماہ میں مجھے معلوم ہوتا ہے ان واقعات سے بھی زیادہ غیر معمولی معاملات سے سابقہ پڑے گا۔ لیکن کیا کوئی ایسا طریقہ نہیں کہ اس دغاباز کراعورڈ اور اس کے ساتھی کی ہر ایک تحریک و ہنگامہ سے میں محفوظ رہ سکوں؟ کیا میں صرف اپنے والد کی خدمت اور اس کے معاملات میں منہمک نہیں رہ سکتی۔ کہ میں ان تمام پریشان کن خیالات اور واقعات کو جو اس دغاباز کے سلسلہ میں رونما ہوئے جس نے میرے ساتھ انتہائی بےسلوکی کی بالائے طاق رکھ سکوں۔ آہ!..." وہ اپنے خیالات کا سلسلہ جاری رکھ کر

کہنے لگی: "مگر میں کس طرح اپنی تقدیر کو اس سے علیحدہ کہہ سکتی ہوں۔ میں اچھی طرح محسوس کرتی ہوں کہ میرا دور زندگی میرے دل کی بے چینی اسکے ساتھ شامل اور شریک ہے۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے میں اسکے خفیہ واقعات اور سیاہ اور مکروہ راستہ میں سرگرمی سے حائل ہوئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔"

فی الحقیقت ہیمس کے مکان والے واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ وہ ان دونوں دغابازوں کے تعاقب میں ان کی مذموم حرکات معلوم کرنے کے لیئے زیادہ سرگرم و مشتاق بن گئی۔ صوفیہ کو کامل یقین تھا کہ چند گھنٹے اور گذرنے پر مجھے اپنے برباد کنندہ اور اس کے قابل نفرت رفیق کے متعلق بہت سے بغیر معمولی واقعات معلوم ہو جائینگے۔

جس وقت مس ہیکسویل ان خیالات میں جن کا ہم نے ذکر کیا محو تھی وہ دیہات کی طرف سفر کرنے کی تیاریاں بھی کرتی جاتی تھی۔ اس حصہ دیہات کی طرف جہاں اُسے قوی امید تھی کہ کچھ نہ کچھ مفید اطلاع بہم پہنچ سکے گی۔ یا کم از کم ایسے اشارات معلوم ہو جائیں گے۔ جن سے مزید واقفیت حاصل ہو سکے۔ مختصر یہ کہ وہ بیگشاٹ کی سمت میں جانے کی فکر میں تھی۔ جہاں اُسے بڈھے ڈمک سے ملاقات کرنی تھی۔

دن کے ابتدائی حصہ میں وہ وہاں پہنچ گئی اور ڈمک کے مکان سے ذرا فاصلہ پہ گاڑی رکوا کر وہاں اُتر پڑی۔

اس کو خیال ہوا کہ رات ہوتے ہوتے یقیناً کچھ نہ کچھ معلومات بہم پہنچ جائینگی۔ چنانچہ خراب موسم میں بھی اس سہل رفتاری سے قدم اٹھا رہی تھی۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ جنگل ہی کی تربیت یافتہ ہے بیگشاٹ ہیتھ کے اس مکان میں پہنچکر جہاں وہ ایک مرتبہ پہلے بھی آ چکی تھی اسکی ناامیدی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ مکان کے تمام دریچے اور دروازے بند اور مقفل نظر آئے۔

وہاں کسی ذی روح کی موجودگی کا نشان نہ تھا ہمسایوں سے دریافت کرنے پر اتنا بھی معلوم نہ ہوا کہ وہ مزید تلاش کر سکتی ہی بتایا گیا کہ مکان چند ہفتوں سے اسی طرح بند پڑا ہے اور اس کے مکین کسی دوسرے ملک کو چلے گئے ہیں۔ مگر کہاں؟ یہ بات بصیغہ راز تھی۔

ابتدا بیحد ناخوشگوار تھی۔ مگر اس سے صوفیہ کے اشتیاق میں کمی نہیں ہوئی۔ اور بیگشاٹ ہیتھ کے قریب صنوبر کے باغات کے درمیان سے اس نے گذرنا شروع کیا۔ ہلکا کہرہ اس وقت راستہ کو خوشگوار بنائے ہوئے تھا جس سے قدموں میں طاقت اور جسم میں جان آ رہی تھی۔

اس میں شک نہیں۔ اس وقت صوفیہ کے پیش نظر کوئی خاص مقصد نہ تھا۔ ساتھ ہی ساتھ اسکے دل میں اس خیال سے بہت خوشی تھی۔ کہ میں عنقریب بہت سی دلچسپ معلومات بہم پہنچا لوں گی۔ یہی خیال باوجود ایسے خراب موسم کے اسکی رفتار اور خیالات میں جان ڈال رہا تھا۔

کہنے لگی "اس آگے والی بلند زمین پر جو شکستہ مینار واقع ہے لوگ اسی کو آبایکسک کے نام سے موسوم کرتے ہیں ہیں اس طرف جلد ہی چل کر دیکھوں کیا اس میں کوئی خاص فوق الفطرت دلفریبی ہے۔ فسانہ نگار اکثر ویران مقامات کو ارواح سے آباد ظاہر کیا کرتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ لنڈن کی کھلی سڑکوں پر دن دہاڑے ایسے حیرت خیز واقعات ہوتے رہتے ہیں جن کا اظہار کوئی شاعر تاریک غاروں۔ پرانی خانقاہوں اور شکستہ قلعوں کو دیکھ کر بھی نہیں کرسکتا۔ مجھ صوفیہ میکسویل کو جو معاملات۔ حادثات اور تلخ تجربات پیش آئے ہیں۔ وہ بجائے خود ایسے عجیب ہیں کہ اُن کی بنا پر سوداگر کی بیٹی کے نام سے ایک دلچسپ ناول لکھا جا سکتا ہے"

جبکہ نوجوان دوشیزہ اپنی زندگی کے واقعات کا خیال کر کے دل سے باتیں کر رہی تھی وہ تیزی سے قدم اُٹھاتی مینارہ آبیایکسک کی طرف بڑھتی گئی۔

دیواروں کے پاس پہنچکر اس نے داخل ہونے کا راستہ تلاش کیا۔ مگر دیکھا کہ ہر طرف سے بند ہے۔ اس وجہ سے وہ اس مقام میں آگے بڑھنے کی کوئی کوشش نہ کر سکتی تھی۔

چنانچہ وہ واپس ہونے کو تھی۔ اور یہ خیال کر رہی تھی کہ اب کس طرف چلوں۔ کہ دل سے کہنے لگی "اس میں شک نہیں کہ یہ ویرانہ میری خیالی تفریح کے لئے دلچسپی سے پر ہے۔ کیونکہ یہ ویران غیر آباد اور بنجر ہے"

یکایک اُسے اس قسم کی آوازوں کا شک ہوا۔ جیسے کوئی شخص اس ویران مقام کی دیواروں میں قید ہو۔

اس نے دیوار سے کان لگائے۔ اور تھوڑی دیر میں یہ بات معلوم ہو گئی کہ وہاں ایک سے زیادہ آدمی ہیں۔ اور اُن سے کسی ارتکاب جرم یا مصیبت کی بو آتی ہے۔

نوجوان دوشیزہ نے اپنی شیریں آواز میں متواتر کئی بار آواز دی "کیا اسکے اندر کوئی ایسا شخص ہے۔ جس کو میں کچھ امداد دے سکوں۔ یا جس کی میں کوئی خدمت کر سکوں"؟

کچھ دیر تک اسکا کوئی جواب نہ ملا۔ اور اس اثنا میں رونے کی آواز جو غالباً کسی چھوٹے بچہ کی تھی زور زور سے آنے لگی۔

اس نے پھر آوازیں دیں ۔ اور آخر کار ایک شخص کی آواز نے بھدے طریقہ سے یہ جواب دیا "میں تاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔ اسکے بعد پرواہ نہیں کہ ہماری مصیبت کیا رنگ لاتی ہے کیونکہ وہ اس سے بدتر نہیں ہو سکتی ۔"

یہ سن کر صوفیہ یہ دیکھنے کے لئے ٹھہر گئی ۔ کہ راستہ پیدا کرنے کی ان کوششوں کا کیا نتیجہ نکلتا ہے ۔ آخر کار دروازہ کھلا ۔ اور ایک عجیب ہولناک منظر دکھائی دیا ۔ ایک تنومند شخص ڈراونی صورت ۔ کوششوں سے تھکا ہوا بیدم ۔ اور ایک چھوٹی سی لڑکی جس کے بشرہ و حرکات سے بدنصیبی ٹپکی پڑتی تھی ۔ اور ایک عورت جو غالباً اسکی ماں اور شخص مذکور کی بیوی تھی ۔ چھوٹی لڑکی کے پیروں پر دراز بے جان نظر آئی ۔

"یہ کیوں اور کس طرح ہوا؟" مردہ جسم کی طرف لپک کر اس امر کی تصدیق کرنے کے لئے کہ آیا اس میں جان باقی ہے یا نہیں ۔ رحمدل صوفیہ نے زور سے کہا ۔ "آہ! ابھی بالکل نہیں مری ... وہ بچ جائے گی ... میں اسے بچا لونگی ۔"

اس کے بعد ایک نیک فرشتہ کے مانند تیزی سے اس نے عورت کے چہرہ کو سرد پانی سے دھویا ۔ اور چند ہی منٹ بعد اس عورت میں علامات زندگی ظاہر ہوئے ۔ ذرا سی دیر بعد اس نے اپنی آنکھیں کھول کر اس درجہ ہوش و حواس درست کر لئے کہ اچھی طرح بیٹھکر باتیں کر سکے ۔

"یہ فاقہ کشی اور بھوک کی شدت ہے جو اس پر ستم کر رہی ہے ۔" وہ شخص بولا جو ادنٰی افسردہ دل اور خاموش نظر آیا تھا ۔ مگر اب اس نوجوان خاتون کی عنایت آمیز باتوں سے اس کا دل پھر پگھل گیا "یہ فاقہ کشی اور بھوک کی شدت ہے جو اس پر یہ ستم کر رہی ہے ۔ اور اسکے علاوہ اور بھی کچھ ..."

اس وقت تک صوفیہ بھی اندر داخل ہو گئی تھی ۔ جہاں اس کو ایک آتشدان نظر آیا جس کے اندر کوئی چیز سلگ رہی تھی ۔ مگر اس کے تیز شعلوں اور گلوگیر دھوئیں کا اثر اسجگہ جہاں وہ عورت پڑی تھی ۔ بیحد مہلک تھا ۔

"ان سب باتوں کا کیا مطلب ہے؟" صوفیہ کہنے لگی "کیا تم اپنی خودکشی پر آمادہ ہو چکے تھے؟ کیوں بھلے آدمی ۔ کیا یہ عورت کی رضامندی اور اس لڑکی کی خوشی سے تھا ۔ کہ تم ایسا فعل کرنے پر آمادہ ہو گئے؟" اس نے متعجب بھری نگاہوں سے دریافت کیا ۔

یہ سوالات کچھ اس قدر عجلت اور ایسے تحمانہ لہجہ میں کئے گئے۔ کہ وہ شخص ان کے زیر اثر مرغوب ہوگیا۔ اور بولا" یہ سب ہماری رضامندی ہی سے ہوا۔ اگرچہ اس بچہ کی بابت کہا جاسکتا ہے کہ وہ ہماری باتوں کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ مگر ہمیں ہر طرف سے فاقہ کشی کی بھیانک صورت نظر آتی تھی۔ ان دونوں کے لیے بھوک اور فاقہ کشی۔ اور اگر میں بچ کر نکل جاتا۔ تو میرے لئے جیلخانہ۔ لہذا یہی سطے پایا کہ ہم اسکے لئے آمادہ ہوجائیں۔ مگر۔۔۔" وہ ملایم آواز میں بولا۔ اور اب اسکی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے "مگر میں اُسے نہایت آسان طریقہ سے عمل میں لاسکتا تھا۔ جیسا کہ میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے۔"

" تمہیں کھانے کے لئے کہاں سے مل سکتا ہے؟ سب سے اول یہ ضروری ہے۔ اس کے بعد میں تم سے گفتگو کروں گی" صوفیہ کہنے لگی۔

"یہاں سے آدھ میل پہ ایک دکاندار ہے۔ مگر ہم میں سے کوئی بھی دن کی روشنی میں باہر نہیں پھر سکتا۔ کیونکہ میں فوراً ہی دھر لیا جاؤنگا۔"

پھر ایک لمحہ تامل کرنے کے بعد وہ بولا" جوان عورت غالباً تم میری بابت کسی کو اطلاع نہ دوگی۔ میں خود اپنے ہاتھوں جان دے دونگا۔۔۔ قبل اسکے کہ میں جیل میں جاؤں۔ ہم سب اپنی جانیں ضایع کرنا منظور کریں گے۔"

" نصف میل ۔۔۔ کس طرف! میں ابھی چند منٹ میں واپس آتی ہوں۔" صوفیہ نے اس شخص کے آخری الفاظ پر کسی خیال کے بغیر کہا۔

وہ تیزی سے ایک طرف کو روانہ ہوئی۔ اور تھوڑی ہی دیر میں کچھ مقدار شراب کی۔ اور خوراک کا کافی سامان ہمراہ لائی۔ اس نے کسی طرح تھوڑی سی آگ بھی جلائی۔ جس کے چاروں طرف یہ سب بیٹھ گئے۔ اور اس طرح پر اس مایوس و بدنصیب خاندان کو خودکشی سے باز رہنے کا کم از کم ایک دن کے لئے بہانہ مل گیا۔

اتنے میں نوجوان خاتون کو یہ خیال پیدا ہونے لگا۔ کہ میرا ایگینٹاٹ ہیتھ تک آنا آخرش دلچسپی سے بالکل خالی تو نہ نکلا۔

اس نے بہرحال ایک مصیبت زدہ خاندان کی دستگیری کی جس نے محض اسی کی وجہ سے غالباً موت کے ہاتھوں سے نجات پائی۔ اور اب وہ ان لوگوں کے ساتھ ایک ویران مینڈہ کی چار دیواری کے اندر بیٹھی ہوئی تھی۔ جس کی غمگین دیواروں اور آثار سے ایسا معلوم ہوتا تھا

گویا یہ کوئی شاہزادی ہو جو جیسی قوم یا قزاقوں کے ہاتھوں گرفتار ہو کر وہاں قید کر دی گئی ہو۔
لیکن خیر اس جماعت اور موقعہ کو دیکھ کر صرف خیالی طور پر یہ گمان ہو سکتا تھا۔ جلدی ہی واقعات نے کچھ ایسی صورت اختیار کی۔ کہ خود اس کے معاملات ان لوگوں سے وابستہ ہو گئے۔

جب ان مصیبت زدہ لوگوں کی طبیعت کسی قدر بحال ہوئی۔ اور آرام ملنے سے اُن میں کچھ طاقت آئی۔ تو صوفیہ نے محسوس کیا۔ کہ ان لوگوں سے ان کی گذشتہ زندگی کے حالات دریافت کرنے سے اُن کے خیالات کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ وہ کہنے لگی۔
"کیا میں دریافت کر سکتی ہوں۔ تمہارا خاندانی نام کیا ہے۔ اور آیا انہی اطراف میں تمہاری جائے سکونت ہے؟ آخر یہ بات کیونکر پیش آئی۔ کہ تمہاری حالت اس درجہ خراب ہو گئی ہے؟ تم میں سے ایک میں مجھے اس شخص کی شباہت معلوم ہوتی ہے۔ جو حال میں اس قرب وجوار میں رہا کرتا تھا۔"
مس میکسویل کی آنکھیں اس شخص پر جم گئیں۔ اور وہ سلسلۂ کلام جاری رکھ کر کہنے لگی "دراصل اسی کی خیریت دریافت کرنے کی غرض سے میں اس ویرانہ کی طرف آئی تھی۔ مگر یہاں آکر دریافت کیا تو کچھ پتہ نہ ملا۔ میری مراد ایک شخص ڈنک نامی سے ہے۔ جس سے میں نے بہت عرصہ نہیں گذرا ملاقات کی تھی۔ اب بھی میں اس مکان تک گئی۔ مگر وہ بالکل خالی اور بند پڑا ہے۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو۔ وہ لوگ کہاں گئے۔ اور میں اُن سے کس جگہ مل سکتی ہوں؟"
اس شخص نے پہلے تو سوال کا کچھ بھی خیال نہ کیا تھا۔ مگر پھر یکدم چلّا کر بولا۔ "کیا آپ مس میکسویل ہیں جن کا ذکر میرے والدین آپ سے تحایف پانے کے بعد کیا کرتے تھے؟ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ آپ وہی ہیں۔ میں جان ڈنک۔ ان کا بدنصیب بیٹا ہوں۔"
صوفیہ نے اس خلاف امید انکشاف پر اپنی خوشی اور شوق کو دبانے کی کوشش کی۔ پھر اسکے والدین کی خیر و عافیت کے بارہ میں سوال کیا۔
وہ بولا "میں خیال کرتا تھا کہ آپ میرے والدین کے مسٹر کرافورڈ کے پاس سے روانہ ہونے کا علم رکھتی ہونگی۔ جس نے اُن کے لئے ہر ایک انتظام کر کے اور ان کی ہر ایک ضرورت پورا کرنے کے بعد امریکہ روانہ کر دیا ہے۔ ایسے ضعیف اشخاص امریکہ جائیں۔ ذرا اس حماقت کو دیکھئے۔ خدا کی مار اس شخص پر اگر وہ ایسا نہ کرتا۔ تو آج مجھ کو مجبوراً ایسی جگہ میں

روپوشی نہ اختیار کرنا پڑتی۔ نہ میں یوں ٹکڑوں کو محتاج ہوتا۔ کیونکہ وہ ہر وقت میری دستگیری کر دیا کرتے تھے۔ اگر میں زندہ رہا۔ اور میرا اس کرافورڈ سے مقابلہ ہو گیا۔ تو ارادہ ہے کسی دن موقعہ ملجانے پر اس کا بدلہ لئے چھوڑوں گا۔ بے شک آپ نے اس سے یہ بات کہہ دینا" اس نے صوفیہ کو جیمس کا مخلص اور بے تکلف دوست سمجھ کر کہا" آپ نے اس سے یہ بات کہہ دینا" اس نے مکرر کہا" کہ مجھے کسی بدنامی کی ذرا پروا نہیں سمجھے اس کے خلاف بغض ہے۔ اور وہ میں ضرور نکالوں گا مجھے بھی دو ایک باتیں معلوم ہیں۔ میں ان سے اپنا کام نکالنے کی کوشش کرونگا"

جب کہ جان ڈمک گفتگو کرنے میں مصروف تھا۔ اس کا ہر ایک فقرہ صوفیہ کے اس خیال کی تائید کر رہا تھا۔ کہ وہ عنقریب کسی مشہور راز کو دریافت کرنے والی ہے۔ بہر حال اس کے لئے یہ مناسب نہیں تھا۔ کہ وہ اپنی پُر شوق بے صبری سے اس راز کو معلوم کرنے کی کوشش کرتی جو خود بخود کچھ دیر میں معلوم ہوا چاہتا تھا۔

یہ زیادہ بہتر تھا۔ کہ وہ خود ہی بہ سبیل تذکرہ نوجوان ڈمک کی سرگذشت سے واقف ہو جائے چونکہ یہ شخص نہایت صفائی سے گفتگو کر رہا تھا۔ اور اس نوجوان خاتون کے ہاتھوں دو ایک طلائی سکے پا کر اسکے چہرہ پر غیر معمولی مسرت نمایاں ہو گئی تھی۔ اور صوفیہ نے یہ بھی وعدہ کر دیا تھا۔ کہ اگر تم لندن کے کسی حصہ میں چلکر سکونت اختیار کرو۔ تو میں حسب ضرورت تمہاری مزید امداد کرونگی۔ اس لئے اب اس حسینہ نے التجا کی۔ کہ تم اپنی گذشتہ زندگی کے حالات مجھ سے بیان کرو۔ اگر تم سچ سچ بیان کرو گے تو میں یہ رائے قایم کر سکوں گی۔ کہ مجھے کس حد تک تمہاری دستگیری کرنی چاہیئے"۔

ادھر جان ڈمک کو یہ خیال ہوا کہ اگر میں نے اپنی زندگی کے حالات کو بشرط امکان نمک مرچ لگا کر بیان کیا۔ تو یقیناً مس میکسویل کی نظروں میں کسی قدر بہادر اور نیک معلوم ہو سکونگا چنانچہ اس نے یوں کہنا شروع کیا۔

میڈم جس وقت میرے والد نے مجھے سکول کی تعلیم سے نجات دلائی جہاں مجھے اپنی مرضی کے خلاف بہت عرصہ تک رہنا پڑا تھا۔ یا یوں کہیئے کہ جب میں اس سکول سے بھاگ نکلا۔ تو یہ فکر پیدا ہوئی کہ میں اپنے لئے کوئی ذریعہ معاش تلاش کروں۔ مگر میں اس وقت تک کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا تھا کہ مجسٹریٹ نے مجھے شکار چرانے کے جرم میں (بھلا یہ بھی کوئی جرم ہیں جرم تھا) شہر کے جیل میں بند کر دیا۔ اس وقت مجھے گھر سے نکلے ہوئے کئی برس گذر چکے

بچے ۔ مگر نہیں معلوم کہ کتنی مُدت تک میں اس قسم کے لہو و لعب میں مشغول رہا ۔ یہاں تک کہ مجھے اپنے حرکات یا خلایق عامہ کے خیال کی کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہوں گے ۔ ذرا پروا نہ رہی ۔"

صوفیہ بولی ۔" نیک روزگار ۔ یا کوئی ایسا کام جو انسان کی نظروں میں باعث شرم نہ ہو ۔ اس سے بہتر ہوتا ۔" مگر پھر اُسے اپنا خیال آتے ہی ایک درد سا محسوس ہوا ۔

"نوجوان خاتون ۔ بجا ہے ۔" جان کہنے لگا ۔" مگر کسی نہ کسی طرح میں ایسی معاش میں گرفتار ہو گیا ۔ جس سے نکلنا میرے لئے آسان بات نہ تھا ۔ میڈم ۔ تقدیر کی قسم سے کوئی چیز ضرور موجود ہے جو بسا اوقات ہماری ذاتی کمزوری اور بدبختی سے پیدا ہو جاتی ہے ۔ لہٰذا اسکے لئے ہم کسی مخفی پاک ہستی کو الزام نہیں دے سکتے یہ ہماری اپنی ناپاک ہستی کا فعل ہوتا ہے ۔"

ایک غیر تربیت یافتہ باپ کا بیٹا ۔ جان ڈمک ایسی باتیں کہ رہا تھا ۔ جو نیکی کو واضح کرنے والی تھیں ۔ صوفیہ نے اسے محسوس کیا ۔ اور اسے اس نوجوان کے حالات زندگی میں زیادہ دلچسپی پیدا ہوگئی ۔ پس اس نے التجا کی ۔ کہ تم بیان کرتے جاؤ ۔

"مختلف مقامات میں ٹھوکریں کھانے اور قید کی سختیاں بھگتنے کے بعد یہ نہیں معلوم کہ کتنی مدت تک میں نے کسی طریقہ سے انتقام لینے کی ترکیب سوچی کہ اسکے بعد کسی دوسرے حصہ ملک کو روانہ ہو جاؤں ۔

"بڈھا سر طامس وہٹ ورتھ ۔ میرا دشمن جانی جواب دوسرے جہان میں اپنے کئے کی سزا پا رہا ہے ۔ پرانے گٹھیا کا مریض اپنی زمین پر خاص دلچسپی کے ساتھ چہل قدمی کیا کرتا تھا ۔

"میں اسکے ہر قدم سے واقف تھا ۔ اسکی مزروعہ زمین کے ٹھیک اس گوشہ پر جہاں میں اسکے چکوروں کو مارتا یا اسکے پالتو خرگوشوں کو پھانسا کرتا تھا ۔ کھڑے ہو کر میں نے ایک نہایت مضبوط پھندا بنایا اور اسے خوب ہی سیاہ کیا ۔ وہ پھندا میں نے ٹھیک اسی راستہ پر لگایا جہاں سے یہ بڈھا بیوقوف گذرا کرتا تھا ۔

"وہ اسپر سے گذرا ۔ چونکہ اسکے پیر کانپا کرتے تھے ۔ اس لئے اس کا فلالین سے ڈھکا ہوا پیر پھنس گیا ۔ اور وہ بالکل اسطرح گرفتار ہو گیا ۔ جیسا کہ اس نے اکثر مجھے کرایا تھا ۔ میں نے بڈھے بیوقوف کو اس زور سے جھٹکا دیکر گرایا ۔ کہ اس کا گھٹنا اُتر کر ٹوٹ گیا ۔ اور پھر وہ اسی صدمہ سے مرا ۔ بڈھا خبیث ۔ اور اس میں شک نہیں ۔ کہ اُسنے اپنی مرگ کی صورت میں خوب انعام پایا ۔ ہا ! ہا ! ہا !"

"جان ڈنک ۔ کیا تم پسند کرتے ہو؟" صوفیہ نے کہا۔ "کہ گذشتہ جرائم کی یاد تازہ کر کے خوشی منا ؤ۔ کاشکہ تمہیں ان سے سبق حاصل کرنے کا موقعہ ملتا۔"

"نہیں میں خوش ہونا اچھا نہیں سمجھتا۔" شخص مذکور نے جواب دیا۔ "مگر میں کیا کر سکتا ہوں مجھے بیان کرنے دیجئے۔ میں بیگنساٹ سے روانہ ہوا۔ اور چھڑی ہلاتا ہوا کینٹ پہنچ گیا۔ میں ایک شخص جیک رومسمل کو جانتا تھا۔ جو وہیں ساحل پہ چوری کا مال بیچنے کا پیشہ کیا کرتا تھا۔ چوری کا مال بیچنا اور شکار چرانا۔ دونوں توام پیشے ہیں۔ چنانچہ میں جیک کے گروہ میں شامل ہو گیا۔ ہم لوگوں نے کینٹ میں خوب ہی دھما چوکڑی مچائی۔ مگر تھا معاملہ بے حد خطرناک!"

"تم اس سے خوش ہوتے ہو۔" مس میکیویل کہنے لگی۔ "حالانکہ میرے خیال میں یہ بات بے حد معیوب تھی۔ کیوں مسٹر ڈنک۔ تم اسکے بارے میں کیا کہتی ہو۔"

وہ عورت بولی۔ "میڈم میں مسز ڈنک نہیں ہوں۔ افسوس کہ اس شخص نے مجھے اپنی بیوی نہیں بنایا۔" صوفیہ نے اپنے ہاتھ ملے۔ اور آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا دیں۔ ڈنک اور اس عورت نے خیال کیا۔ کہ یہ سارا اضطراب ان کی حالت زار پہ ہے۔ مگر در اصل یہ بات نہ تھی

"نوجوان خاتون جو کچھ میری نے کہا وہ بالکل سچ ہے۔ ہم باقاعدہ شادی شدہ نہیں ہیں لیکن میں اقرار کرتا ہوں کہ ایک پادری میری نظروں میں اسے اس سے زیادہ عزیز نہیں بنا سکتا تھا۔ جتنی کہ وہ اس وقت ہے تاہم جس وقت میں شراب پی لیتا ہوں۔ تو میرا سلوک اس سے اچھا نہیں رہتا۔"

"ہاں میڈم جس وقت یہ شراب پی لیتا یا بدمزاج ہو جاتا ہے۔ تو اس کا سلوک مجھ سے بہت برا ہوتا ہے۔ اس وقت یہ میری لات گھونسوں سے خبر لیتا ہے۔" میری نے رو کر کہا

"افسوس مس میکیویل یہ سب بالکل سچ ہے۔ میں ہمیشہ شراب پی کر اس عورت کے خلاف ہو جاتا ہوں۔ جو میری بہترین وفادار اور عزیز بہی خواہ ہے۔" جان بولا۔ اور پشیمانی کے زیر اثر اسکے آنسو نکل آئے۔

"مگر جیسا کہ میں کہہ رہا تھا۔" وہ ایک لمحہ توقف کرنے کے بعد بولا۔ "میں کینٹ پہنچ گیا۔ وہاں میں اپنی چھوٹی میری کی ماں سے ملا۔ اور اس جگہ میں نے بے حد خوفناک زندگی بسر کی۔ وہ یہاں بیگنساٹ کی طرز زندگی سے کہیں زیادہ خوفناک زندگی تھی۔ وہاں میں آبکاری والوں اور ان کے

مددگاروں سے مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ مگر میں بیان کرتا ہوں میں نے ان میں سے ایک کی کیسی عمدہ خدمت کی۔"

اور یہ شخص اس واقعہ پر جس کو ہم ابھی تحریر میں لاتے ہیں بہت ہی زور سے قہقہہ مار کر ہنسا۔

"رچرڈسن وہ خوفناک افسر تھا جس سے ہماری مڈبھیڑ ہوئی۔ بہت سخت جابر۔ بے رحم اور معاف نہ کرنے والا شخص تھا مجھے یقین کامل ہے۔ کہ اگر اس کا قابو چلتا۔ تو وہ ہمیں جان سے ہلاک یا انتہائی تکالیف میں مبتلا کر دیتا۔ یہی ایک ایسا شخص تھا جس کی گالیوں سے میں لرز جاتا تھا۔ میڈم وہ گالیاں دینے میں ماہر کامل تھا

"خیر میں اور میرے دو ساتھیوں نے اسے دھوکے سے پکڑ لیا۔ ایسی حالت میں کہ وہ اپنی حفاظت نہ کر سکتا۔ اور نہ ہمکو کسی طرح ستا سکتا تھا۔ ہم نے اسے پکڑ کر آنکھوں پر پٹی باندھی۔ اور منہ میں کپڑا ٹھونس دیا۔ تاکہ وہ نہ تو دیکھ اور نہ بول سکے۔ رات کا وقت تھا۔ رات بھی بہت تاریک ہم اسے یہاں وہاں لئے پھرے۔ کہ آخر اس کا کیا کریں حتے کہ وہ خوف زدہ ہو گیا۔

"وہ ایک خزاں کے پتے کی طرح تھرتھرانے لگا۔ اور ہم اسکی یہ حالت دیکھ کر خوشی سے ناچتے تھے۔ مگر وہ ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکال سکتا تھا۔ اسکو اور زیادہ پریشان کرنے کی غرض سے ہم نے صلاح کی۔ کہ اس کے منہ میں اور کپڑا ٹھونس دیں۔ تاکہ وہ گالیاں بھی نہ دے سکے۔"

"جان ڈنک۔ کیا تم خیال نہیں کرتے۔ کہ یہ بدترین فعل تھا۔ جو تم کر رہے تھے۔ اور تمہیں روز قیامت میں اس کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔" صوفیہ نے کہا۔

"میڈم۔ مجھے آپکے کہنے کا یقین ہے۔ حالانکہ ہم نے اسکی بابت یہ فعل کرتے وقت کچھ خیال نہیں کیا۔ در اصل میڈم۔ جب کوئی شخص بدی یا گناہ کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ تو وہ انسان کی طرح کچھ بھی غور وخوض نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے شخص کی طرح ہوتا ہے جو اپنی قسمت کے فیصلہ پر شاکر ہو۔ چونکہ یہ امر شدنی تھا۔ لہذا اس کو ہونا چاہیے۔"

"اچھا تو تم نے اس آبکاری والے کا کیا حشر کیا؟" مس میکسویل نے پوچھا

"ہم اسے ساحل بحر پر یا یوں کہو کہ اس سے قریب ایک اونچے ٹیلہ پر لے گئے۔ جہاں سے ہم اسے نیچے متلاطم سمندر میں پھینک سکیں۔ کیونکہ اس وقت لہریں زور پر تھیں۔ اور اب دیکھئے

وہ بالکل اس مسئلہ کی چوٹی پر کھڑا ہے۔

"یکایک میں نے چلا کر کہا۔ اس کے ہاتھ کھول دو۔ اور ایک موقعہ پھر اپنی زندگی بچانے کا دو۔"

اُسکے ہاتھ کھول دیئے گئے۔ وہ نہایت بُرے طریقے سے لاتیں مارتا اور چھوٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہم نے اُسے آہستگی کے ساتھ کنارہ پر لٹکا دیا۔ انتہائے یاس میں اس نے اپنے ہاتھوں سے ایک نکلی ہوئی چٹان کو پکڑ لیا۔ اور موت کی بھیانک صورت اس کے سامنے آگئی۔

"اسی صورت میں ہم اسے چھوڑ کر چلے آئے۔ اسکی انگلیاں اور ناخن چٹان میں اس مضبوطی سے پیوست ہو گئے کہ گوشت اور استخوان سے بنی ہوئی چیز کبھی اس طرح پیوست نہیں ہو سکتی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ میں اس تاریک غار کے دہانہ پر اس طرح معلق ہوں جیسے انسان زندگی اور موت کے درمیان معلق ہوتا ہے۔ مگر کمزور انگلیاں اُسے اوپر کی جانب چڑھنے میں مدد دے سکتی تھیں۔ اس وقت وہ اپنے ان لاتعداد گناہوں کو شمار کرنے میں مصروف تھا جن کو اُس نے کیا۔"

"یہ سخت بے رحمی کا کام تھا!" صوفیہ زور سے بولی۔

"میڈم میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ بہت سخت بے رحمی تھی" جان ڈمب بولا۔ "مگر باایں ہمہ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں۔ جو شخص اپنے فعلوں سے خود کو اور دوسروں کو بھی قعر مذلت کے خوفناک غاروں پر معلق رکھتے ہیں۔" وہ پُر حسرت لہجہ میں کہنے لگا۔ "خیر مجھے اور میرے ساتھیوں کو بعد کو اس معلوم ہو گیا کہ ریچرڈسن نے بہت جلد محسوس کر لیا۔ کہ میری انگلیاں اور بازو اس خوفناک بلا سے نجات نہیں دلا سکتے۔ سمندر کی لہروں کی تیزی بند ہو چکی تھی۔ اور اب اُس کا چٹانی حصہ میں گرنا یقینی تھا۔ اس نے اس کی بابت خیال کیا ہوگا۔ غالباً اگر وہ بول سکتا۔ تو یقیناً سمندر کی امواج سے التجا کرتا۔ کہ اس چٹانی زمین کے بجائے وہ اسے اپنی آغوش میں لیں ... آخر وہ گر گیا۔"

"اور اس بدنصیب کا کیا حشر ہوا؟" صوفیہ نے گھبرا کر پوچھا۔

"کیا حشر ہوا!" جان نے جواب دیا۔ "وہ دس فٹ سے زیادہ فاصلہ پر نہیں گرا۔ اور گرا بھی تو نرم ریتیلے فرش پر۔ کہ اسکی ہڈی تک نہیں ٹوٹی۔ مگر صرف موت کے خوف سے اس کا دل دہل گیا۔ گرنے کے بعد اس نے اپنے منہ سے کپڑا نکالا۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس نے لاکھوں ہی کوسے ہم لوگوں کو دیئے جنہوں نے اسکی اس خوبی سے خدمت گذاری کی تھی۔"

"میں پھر کہوں گی - کہ یہ بہت ہی خوفناک عمل تھا" پھر صوفیہ کہنے لگی "مجھے تعجب ہے - تم کس طرح ہر رات بغیر اس بے رحمی کا خواب دیکھتے ہوئے سو سکتے ہو - تم لوگ بہر حال قاتلوں سے کم نہ تھے"

"میں اس سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں" جان نے تسلیم کیا "بسا اوقات میں خوف و ہراس کا شکار رہا کرتا تھا - آخر کار میں بیمار ہو گیا اور اس ہیبت سے بھی گھبرا گیا - پھر میں اپنے والد کے پاس گھر آیا - جو یہیں قریب ہے - اور چند ہفتوں تک میں نے بیکاری کی زندگی بسر کی میرے والدین کہتے تھے - تم ہمارے لئے ایک بار ہو"

"تو پھر تم نے کب اور کس طرح ان کے مکان کو خیر باد کہا" صوفیہ بولی - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسکے خیال میں جان ڈنک کا بیان اس حد تک پہنچ گیا تھا - جہاں سے اس کا قصہ اس سے اور اس کے متعلقین سے وابستہ ہے"

"میں نے مکان کو قطعی طور پر اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک کہ میرے دشمن جانی جیمس کرافورڈ نے حکمت عملی سے میرے والدین کو ڈرا دھمکا کر مجبوراً مکان سے نکال نہیں دیا" جان کہنے لگا "غالباً وہ ڈرتا تھا کہ یہ لوگ اسے ضرور کسی مصیبت میں مبتلا کر دینگے حال ہی میں کرافورڈ کی آمد و رفت زیادہ ہو گئی تھی - اور گفتگو ہی گفتگو میں وہ یہ صلاح پیش کیا کرتا تھا کہ میرے والدین مجھے گھر سے نکال دیں - کرافورڈ مجھ سے ضرور کچھ خوف کھاتا تھا - اور اب واقعی اسکے پاس ایسا کرنے کی وجہ ہے - کیونکہ مجھے اس سے خاص بغض پیدا ہو گیا ہے خیر میں یہ کہہ رہا تھا - کہ میں نے مکان کو قطعی طور پر اس وقت تک نہیں چھوڑا تھا جب تک کہ میرے والدین اس میں سے چلے نہ گئے - اس وقت تک جب کبھی میں باہر نکلتا - تو صرف رات کی تاریکی میں نکلا کرتا تھا"

"کیوں - ہمیشہ رات ہی کو کیوں" صوفیہ نے اپنی انگلیوں کے درمیان ایک اور طلائی سکہ گھماتے ہوئے پوچھا -

"خوبصورت اور نیک دل مس میکسویل" شخص مذکور نے جواب دیا "میں ایسے موقعوں پر ان چمکیلے سکوں کی لوٹ مار کے لئے باہر نکلتا تھا جیسا کہ اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے"

"تو یہ کہو تمہارا طرز عمل بہت ہی خطرناک تھا" صوفیہ نے کہا - اور اس نے وہ سکہ

اس عورت کے ہاتھ میں دیدیا۔

"مس میکسویل میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں" جان کہنے لگا۔ "خدا کرے آپ کو کبھی کسی چیز کی محتاجی نہ ہو۔ میں نے ہمیشہ یہی دعا مانگی ہے۔ کیونکہ میں خود بھی آپ کی امداد سے بچا۔ جبکہ میری دستگیری کرنے والا کوئی نہ تھا۔ مگر ہم ان حضرات کی بابت کیا خیال کریں۔ جو کسی ضرورت یا احتیاج و ترغیب کے بغیر رہزنی کرتے ہیں۔ آہ ... مس میکسویل آپ ان لوگوں کی بابت کیا خیال کریں گی؟"

"کیا ابھی رائے ہیں، تو موجودہ زمانہ میں ہماری قوم کو ایسے مکروہ جرائم کے ارتکاب کا داغ لگانے والا کوئی شخص نہ ہوگا"

"میڈم سنیئے" وہ شخص بولا۔ "آپ نے آنریبل کپتان۔ سٹوارٹ پر حملہ کئے جانے کا حال ضرور سنا ہوگا۔ یہی جو کرافورڈ کی بہن سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اسپر گذشتہ موسم گرما میں ہونسلو کے قریب ایک سڑک پر حملہ کیا گیا تھا"

"مجھے خیال ہوتا ہے" صوفیہ نے جواب دیا۔ "کہ مجھے اس واقعہ کی کچھ کچھ یاد باقی ہے"

ڈک نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ "چونکہ میں سڑک کے کنارے ایک جھاڑی میں چھپا ہوا تھا۔ اس لئے میں نے بھی اس واقعہ کو دیکھ لیا۔ ان قزاقوں میں سے دو کو میں پہچانتا تھا۔ ایک تو وہ بڈھا شخص تھا جسے حال ہی میں عدالت اولڈ بیلی میں سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ مگر اس نے زہر کھاکر جان دیدی۔ دوسرا نوجوان یہی جیمیس کرافورڈ تھا۔ تیسرا جو نہایت چالاک اور مستعد تھا۔ میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔ اسکی بابت میں نام و نشان کا پتہ بھی نہیں دے سکتا۔ بہرحال وہ ادھیڑ عمر کا تھا۔ اور خواہ دن ہو یا رات۔ اگر وہ میری نظروں کے سامنے آجائے۔ تو میں یقین واثق رکھتا ہوں۔ کہ اسے فوراً پہچان لونگا"

"واقعی یہ باتیں بیحد تعجب خیز ہیں" صوفیہ نے بہت کم اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا۔ حالانکہ وہ دل ہی دل میں نہایت متحیر تھی۔ "تاہم اب مجھے لندن واپس ہونے کی تیاری کرنی چاہیئے لیکن ہاں۔ تاوقتیکہ میں ایک لمحہ غور کرکے تمہارے اور ان بدنصیب ہستیوں کے لئے کوئی فیصلہ نہ کرلوں۔ کہ آخر تم لوگوں کے لئے کیا کیا جائے۔ میں کیسے جاسکتی ہوں۔

تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد وہ بولی "ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر تم اسی ویرانہ میں کچھ مدت اور مقیم رہے۔ تو کسی افسر انصاف کے ہاتھوں تمہاری خیر نہیں۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ پھر تم کو اسی کوئلہ کے دھوئیں میں جھونپڑا پناہ گزین ہونا پڑے۔ اور کہیں آتشدان میں ضرورت سے

زیادہ دھواں بھر گیا۔ تو پھر نہ ہوا ملیگی۔ نہ کوئی میری طرح ناگہانی طور پہ داخل ہوگا۔ جو تمہاری جان دھوئیں میں گھٹنے سے بچا سکے۔ ان واقعات کے ہوتے ہوئے ایک بات میری سمجھ میں آئی ہے جس سے تمہاری نجات ہو سکتی ہے۔ وہ گاڑی جس پر میں سوار ہو کر یہاں آئی تھی یہیں قریب ہی کھڑی ہے۔ میں اب غروب آفتاب سے پہلے وہاں جاتی ہوں جس وقت تاریکی ہو تم سب وہاں میرے پاس آ جانا۔ میں وہاں تمہارا انتظار کرونگی۔ اور تمہیں لنڈن کے گرد و نواح میں لے چلوں گی۔ جہاں تم یہاں کی نسبت زیادہ محفوظ رہو گے۔ میں تمہیں وہ تمام ذرایع مہیا کر دونگی جن سے تمہیں آرام مل سکے۔ مگر تم جان ڈانک اسی وقت وعدہ کرو۔ کہ میری کو اپنی جائز بیوی بنا لو گے۔ اور آئندہ کبھی حالت نشہ یا ہوش میں اس پر ہاتھ نہیں اٹھاؤ گے“

میری تو خوش ہو گئی۔ لیکن جان صوفیہ کی اس عنایت آمیز ملامت سے شرمندہ ہو کر سر کھجلانے لگا۔ پھر اس نے سچائی اور خلوص سے وعدہ کیا۔ کہ ان ہدایات پر کاربند رہونگا

”اگر“ مس میکسویل نے کہا ”میرے آج کے سفر سے تمہاری بہبودی اور خوشحالی کے سوا اور کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ تو بھی میں سمجھوں گی۔ کہ مجھے آج کی زحمت و تکلیف کا کافی ثمرہ مل گیا“

ہر ایک امر حسب تجویز طے پا گیا۔ اور یہ جماعت لنڈن میں پہنچ گئی۔ اس کے بعد یہ لوگ ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ صوفیہ نے چلتے وقت کہا ”جان ڈانک۔ تم کل شام کو ٹھیک چھ بجے سینٹ پال گرجا کے مشرقی گوشہ میں مجھ سے ملنا۔ اس وقت تک کے لئے الوداع“

جان ڈانک نے پابندی وقت سے حاضری کا وعدہ کیا۔ اور پھر رخصت ہوا۔ صوفیہ اس دن کی مہم پر بے حد خوش تھی۔

باب دہم

جس قدر بڑھتا گیا خوف عظیم
ساتھ ہی نفرین بھی بڑھتی گئی (اولڈ ایڈم و نظم قدیم)

اب ہم آرنالڈ اور جیمس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو حصہ ویسٹ اینڈ کے ایک ہوٹل کے کمرہ میں مصروف گفتگو تھے۔

”جیمس۔ وہ مجرمانہ خط جس کو صوفیہ میکسویل نے ڈانک سے دھوکا دے کر حاصل کر لیا۔

تمہاری بربادی کا نشان ہے۔" آرنالڈ کہہ رہا تھا۔ "میں تمہاری اس لاپروائی اور سادہ لوحی کو کبھی معاف نہیں کر سکتا۔ جس کی وجہ سے تم نے ہمیں اور ہماری شاندار سکیم کو ایک بے وقوف لڑکی کے ذریعہ معرض خطرہ میں ڈالدیا۔ جسکے ساتھ تمہیں صرف سطحی اُلفت تھی۔ واقعی یہ بے حد خوفناک غلطی ہوئی!"

"او زہر آمیز نارنگیوں والی ترکیب! آخر تم نے اس بھدی اور بزدلانہ خفتی کی ترکیب سے معاملہ کو کونسا اچھا بنا لیا؟" جیمس نے سوال کیا۔ "یہ صورت اور بھی ابتر تھی۔ اور مجھے تو یہ ایک ایسے شخص کی اختراع کردہ بات معلوم ہوتی تھی۔ جو بجائے کسی شاندار سکیم کی کامیابی کا یقین رکھنے کے اپنے کو مایوس کن واقعات کا شکار سمجھتا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ بجائے اسکے کہ تم مجھے اس خط کو ناپروائی سے لکھ دینے کا الزام دو۔ میں خود تمہارے فہم رسا کو اس غلطی کا ملزم گردانتا ہوں۔ کہ آخر تم نے وہ خط لکھا ہی کیوں؟"

یہ جواب ایسا تھا گویا آرنالڈ نے اپنے تجربہ کار استاد کو دیا۔

"نوجوان لڑکے!" آرنالڈ بولا۔ "تم میری ترکیب کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور نہ میں ہی ان پر نکتہ چینی کرنا پسند کرتا ہوں۔ لیکن سارے احکام جن کی بابت تم کو فکر کرنی چاہیئے یہ ہیں کہ تم میرے تعمیل حکم کا خیال کرو۔ میری ہدایات پر قائم رہو۔ اب تو تم نے ہمیں تباہ اور برباد کر ہی دیا ہے۔"

"میرا کام صرف تمہارے احکام و ہدایات پر عمل کرنا تھا۔" نوجوان کہنے لگا۔ "مگر میں نے تمہارے سبق کی تقلید سے کیا حاصل کیا؟ وہ بھی کیسا کم بخت دن تھا۔ کہ میں نے اولاً تمہاری بات پر کان دیئے۔ یا اولاً تم میری نگاہ کے سامنے آئے۔ تم سمجھتے ہو۔ میں نے تم کو تباہ اور برباد کر دیا حالانکہ بربادی میری اپنی ہے۔ میں اب محسوس کرتا ہوں۔ کہ میرا سارا خاندان اس خوفناک بربادی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہیگا۔ ہائے وہ ساعت۔ کہ میں نے تمہاری تجاویز پر کان دیئے۔"

نوجوان کے بیان میں اس قدر راستی تھی۔ کہ وہ کم بخت بدمعاش بھی جس سے یہ مغلوب ہو چکا تھا۔ انکار نہ کر سکتا تھا۔ اور اب آرنالڈ کے لیے یہ امر ناممکن تھا۔ کہ وہ اسی مضمون پر مزید گفتگو کر کے اپنے نوجوان مبتدی کے غصہ کو اور اشتعال دے۔

چنانچہ اس نے اپنی خاص مکاری سے کام لیکر زور کا قہقہہ لگایا۔ اور کہنے لگا کہ "صرف

ایک لمحہ کے لئے میں گھبرا گیا۔ اور میرا مزاج برہم ہوگیا تھا۔ اب مجھے اپنی سخت کلامی پر افسوس ہے۔ ہم دونوں نے اس وقت عجلت سے کام لیا تھا۔ مگر اب مجھے خیال آگیا ہے کہ ہم اس بیہودہ لڑکی کو کس طرح خاموش کر سکتے ہیں۔ جو ہم پر جال لگانے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"ارناگ نے اسے ایک ناتجربہ کار۔ ناسمجھ اور یا نشبت لڑکی پایا تھا۔ اب وہ ایک تیز ہوشیار اولوالعزم اور مستقل مزاج عورت ہے۔ جو ہمیشہ کی مانند خوبصورت تو ہے۔ مگر مجسم شیطان۔ قابل نفرت۔ ذلیل۔ اور نئی نئی تجاویز پیدا کرنے والی اپنے ارادوں کی تکمیل میں وہ بے حد منہمک اور مستقل مزاج ہے۔ جیمس تم ہی کہو اس ناگہانی تبدیلی کا کیا سبب ہے؟"

لیکن جیمس آرنالڈ کی بدزبانی کو یاد کر کے نیز اس خوفناک حالت کو پیش نظر رکھ کر جس میں وہ اور اس کا اُستاد پھنس چکے تھے۔ ایک ایسے نازک معاملہ پر فلسفیانہ طریقہ سے غور کرنے کے لئے آمادہ نہ تھا۔ چنانچہ اس نے اس پکے بدمعاش کے سوال کا جواب صرف ان الفاظ میں دیا۔

"ہم نے صوفیہ میکسویل کے جوش انتقام سے اس وقت تک جو تجربہ حاصل کیا۔ اسے تو اسکی پریشان کن کارروائیوں کی ابتدا یا نمونہ سمجھنا چاہیے۔"

"فضول۔ بالکل فضول۔" آرنالڈ چیخ کر کہنے لگا۔ "ہم وہ بیٹے کہ ایک عورت سے دب نہیں سکتے۔ نگرہاں۔ وہ پھر بھی دشمن جانی ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا۔ تعجب تو یہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی کرنا چاہتی ہے۔ ایک دم کر کیوں نہیں لیتی۔"

جیمس کہنے لگا "میں اسکی نفرت اور متواتر کارروائیوں کی وجہ بیان کرتا ہوں اس کو ہمارے یا ہمارے اشغال کی بابت جو کچھ معلوم ہے وہ اسکی مزید تحقیقات کئے بغیر عام لوگوں میں اس طرح ظاہر کرنا نہیں چاہتی۔ اسکی کارروائیوں کے دو اصول ہیں۔ اول یہ کہ لوگوں کو اسکی بے عزتی کا علم نہ ہو۔ دوسرے وہ ہم سے انتقام بھی لے سکے۔ درحقیقت یہ دونوں باتیں بالکل سادی ہیں۔ کیونکہ اس نے خود مجھ سے اقرار کیا ہے۔ کہ اگر میں نے اسے بچائے رکھا۔ تو وہ مجھے بھی بچائے رکھے گی۔"

"مگر اس صورت میں وہ اپنے گھر بیٹھ کر یا کسی دوسری جگہ مشغول ہو کر ان کارروائیوں کا خاتمہ کیوں نہیں کرتی۔" آرنالڈ نے اس کیفیت کو قابل اطمینان نہ سمجھ کر سوال کیا۔ اور پھر کسی امید افزا خیال کے زیر اثر یہ الفاظ اور بڑھا دیے "تو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اگر ہم اسکی عصمت ریزی کا معاملہ طشت از بام کرنے سے احتراز کریں۔ تو وہ بھی ہمارے معاملات میں دخل انداز ہوگی۔"

کی حمایت نہ کرے گی ؟"

"نہیں ۔ وہ نہیں ہرگز دنیا کے سامنے ایسی جلدی بدنام نہ کرے گی ۔ اور نہ اس وقت تک ہمارے خلاف گواہی دے گی جب تک اُسے قطعی برباد کرنے کے لئے کافی ثبوت بہم نہ پہنچ جائیں ۔ ایسا وقت آنے پر پھر مجھے کوئی امید باقی نہ رہے گی ۔ ہاں اگر تم اس طرح اس کی جان لینے کی سازشوں سے مزید ثبوت اسکے ہاتھوں میں پہنچاتے رہے ۔ جیسا کہ ابھی حال میں کیا تھا ۔ تو میں نہیں کہہ سکتا ۔ وہ کس قدر جلد اپنے انتقام کو آخری حد تک پہنچانے کے لئے مجبور ہو جائے ۔"

آرنالڈ نے آنکھیں نیچی کر لیں ۔ اور کرافورڈ نے یوں سلسلہ کلام جاری رکھا "مجھے امید تھی کہ اسکی بےحرمتی اس وقت تک خود بخود ظاہر ہو جائے گی ۔ مگر اب یہ بات خلاف امید معلوم ہوتی ہے ۔"

"کیا تم یہ خیال کرتے ہو وہ اسقاط کے لئے کوشاں رہی ہے ؟" دوسرے بدمعاش نے پوچھا

"میرا یہ خیال نہیں ۔" جیمس نے جواب دیا ۔ "مانا کہ وہ کسی بات سے رک نہیں سکتی ۔ بشرطیکہ وہ اس طرح دنیا اور اپنے والد پر یہ ظاہر ہونے کا موقعہ نہ آنے دے ۔ کہ وہ مجھ سے ملنے کے بعد اب عصمت شعار نہیں رہی ۔ حال ہی میں میری اس سے کئی مرتبہ ملاقات ہوئی ہے ۔ اور میں نہیں سمجھتا ۔ اسکے رنگ روپ میں پہلے سے کم دوشیزگی نمایاں ہے ۔ مگر دوسرے خیالات جو اسکو انتقام پر آمادہ کئے ہوئے ہیں ۔ اور جن کی بابت میں نے ابھی کہا تھا کہ ..."

"ہاں ۔ تم نے دوگونہ وجوہ کا ذکر کیا تھا ۔" آرنالڈ نے تسلیم کیا ۔

"بیشک ۔" کرافورڈ بولا ۔ "اور وہ دوسرا سبب یہ ہے کہ اسکی خودداری کو میرے برتاؤ اور چند باتوں کے انکشاف سے سخت ٹھیس لگی ہے ۔ اور یہ اسقدر خوفناک صدمہ ہے ۔ جس نے اسکی ہر ایک قوت مخفی کو برانگیختہ کر دیا ہے ۔ ہمارے معاملات کا سراغ لگا کر وہ آخرش اس حالت تک پہنچ گئی ہے ۔ جہاں تک کچھ عرصہ پہلے اس کا پہنچنا بہت دشوار تھا ۔ اس کا جذبہ اُلفت اب شوق جستجو سے مغلوب ہو چکا ہے ۔ اور وہ کسی انہماک کے ذریعہ اپنی برباد امیدوں اور خواہشوں کی تلافی کے لئے جیتی اور چالاکی کے کاموں میں لگا رہنا چاہتی ہے ۔ ہمارے حالات کی جستجو اور ہمارے دوستوں میں سے ہر ایک کا چال چلن دریافت کرنا کسی عورت کے لئے بیحد تعجب خیز شغل ہے مگر جب اس نے یہ دیکھ لیا ۔ کہ کوئی اور بات معلوم نہیں ہوتی ۔ یا کوئی نیا معاملہ ہاتھ نہیں آتا

توپھر وہ ہم لوگوں پر ایک برباد شدہ عصمت دریدہ عورت کے پورے جوش انتقام سے بجلی بن کر قہر نازل کرے گی۔"

نتیجہ جس پر صاف ہیں اور سمجھدار کرافورڈ پہنچا ہرگز قابل اطمینان نہ تھا۔ اب مقصود صرف یہ تھا۔ کسی طرح اس روز بد کو ٹالا جائے۔ جبکہ وہ جلد یا بدیر اپنی مجرمانہ زندگی کے درمیان بلائے آسمانی کی طرح ناگہانی گرفتار ہو جائیں گے۔ اور پھر دائمی بربادی اور قید میں مبتلا ہونا پڑے گا۔

"یہ بہت اچھا ہوا۔" آرنالڈ کسی قدر تامل کے بعد بولا۔ "ہم نے اس تکلیف دہ ڈاک اور اسکی بیوی سے فرصت پائی۔ میرا یہ مطلب ہے کہ وہ اس قدر جلد اس ملک سے چلے جانے پر راضی ہو گئے۔"

"ہاں۔" کرافورڈ نے جواب دیا۔ "اور خدا کرے ان کے سر میں یہ سودا کبھی نہ پیدا ہو۔ کہ وہ پھر واپس ہوں۔ ضعیف ڈاک کا خیال ہے۔ کہ اسے اس رقم میں سے جو عوام سے بذریعہ دغا حاصل کی گئی تھی۔ معقول حصہ نہیں دیا گیا۔ پھر بھی اسکے پاس کافی رقم موجود ہے۔ اور یہ آخری رقم جو ہم نے اسے مع اپنی بیوی کے یہاں سے روانہ ہو جانے پر بطور لالچ دی۔ کچھ کم نہ تھی۔ خیر سردست تو وہ یہاں سے کافور ہو گئے۔ اور ہمارا اضطراب و خوف کے درمیان ہی ٹھیک۔ بات قابل بیان کیا ہے۔ رہ گیا ہوں۔ کیا میں نے تم سے کہا تھا۔ کہ چند راتیں گزریں۔ جب میں گھر واپس آیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ تم اور مسٹر ہنری یہاں آئے تھے۔ اور ٹھیک اسی شام اور اسی ساعت پر ایک نوجوان خاتون بھی آئی تھی۔ جو حسب صدر دروازہ کے دربان کے بیان کردہ حلیہ کے موافق۔ میں کافی یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہی شیطانہ صوفیہ تھی۔"

"نہیں۔ تم نے اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔" آرنالڈ نے اپنے رفیق پر گہری نظر ڈال کر کہا۔ گویا وہ اسکے دلی راز کو معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اور پھر اپنی نظروں سے اطمینان بخش نتیجہ حاصل کرکے اس نے اپنی نگاہیں نیچی کر لیں۔

"اگر وہ صوفیہ ہی تھی۔" کرافورڈ کہنے لگا جس نے آرنالڈ کی اس حرکت کو نہیں دیکھا تھا۔ "تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ خاص میرے مکان پر آکر پریشان کرنا چاہتی ہے۔ لیکن شاید میں غلطی پر ہوں۔ اور وہ کوئی دوسری عورت ہو۔"

"بہت ممکن ہے۔" آرنالڈ خشک لہجہ میں بولا اور اسکے بعد دونوں دوست ایکدوسرے سے جدا ہو گئے۔

چوتھی جلد ختم ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا
فصلی بخار اور طحال کیلئے یہ ایک ہی دوا ہے
آجکل سیکڑوں اشتہار فصلی بخار و طحال کے دوا کا آپ دیکھتے ہونگے۔ ان میں عموماً کونین رہتی ہے۔ اس لئے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت تک تو روک دیتی ہیں۔ لیکن جڑ سے آرام نہیں کر سکتی ہیں۔ ایسے بخار کیلئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایک دم آرام کرنیکا خاص دعوے رکھتی ہے۔ اور عوام کے فایدہ کو مد نظر رکھ کر قیمت بھی بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔
اس میں تین خاص صفتیں ہیں (۱) یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اسلئے چار پانچ ہی خوراک کے استعمال سے بخار کا آنا بند ہوجاتا ہے (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے (۳) یہ طحال کو گلاتی ہے قیمت فی شیشی کلاں عہ شیشی خورد ۱۰ ار محصولڈاک کلاں ۸ر خورد ۷ر
داد کا مرہم
ہر وقت کے کھجلانیسے آرام کرتا ہے
دیکھئے جناب مہاراجہ صاحب ریاست شنکر پور ضلع بھاگلپور سے کیا لکھتے ہیں۔
یہ دوسرا موقع ہے کہ آپکے داد کے مرہم نے جادو کا اثر دکھلایا جس سے میں نے ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی۔ میں آپ کا نہایت درجہ ممنون ہوں۔
اس کے استعمال کرنے والے سبھی جناب مہاراجہ صاحب کی طرح سے مداح ہیں۔ کیونکہ دو ہی تین مرتبہ کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے داد کو ایک دم اچھا کر دیتا ہے۔ قیمت فی ڈبہ ۶ر محصولڈاک ۵ر
پتہ
ڈاکٹر ایس کے۔ برمن نمبر ۵ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

ادویات کی سریع التاثیری کے بھروسہ پر ہر ایک دوائی کا نمونہ بھی دیا جاتا ہے

گوہی ونود وید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید موجد امرت دھارا کی تیار کردہ

چند متفرق ادویات

بلپورڈی ان گولیوں سے آتشک۔ سوزاک۔ بواسیر۔ خنازیر۔ گنٹھیا۔ درد کمر۔ ضعف جریان۔ کمی ہاضمہ۔ سانپ بچھو وغیرہ کا ڈنک۔ باؤلے کتے کا زہر۔ درد سر۔ لقوہ۔ فالج۔ مرگی۔ دمہ۔ کھانسی وغیرہ دور ہوتا ہے۔ قیمت ۶۴ گولی ایک روپیہ (عہ)

درد شکن ایک ہی پوڑیہ کے کھانے سے ہر قسم کا درد سر۔ درد کان۔ درد دانت وغیرہ دور ہوتے ہیں۔ بخار پسینہ آکر اتر جاتا ہے۔ قیمت عہ نمونہ چار آنے (۴ر)

سنگ توڑ گردہ و مثانہ و پتہ کی پتھری و کنکر براہ پیشاب خارج کرتی ہے۔ قیمت عہ

برہمی گھرت ضعف دماغ۔ نسیان۔ درد سر وغیرہ کو دور کر کے حافظہ کو بڑھانے کے واسطے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی عہ۔ نصف ایک روپیہ (عہ)

موٹا ہونے کی دوائی باوجود خوراک کھانے کے بھی جو دبلے رہتے ہیں۔ وہ یہ دوائی منگوائیں۔ قیمت للعہ نمونہ ایک روپیہ (عہ)

دوائی گنٹھیا درد سوجن جوڑ۔ نقرس وغیرہ کو اکسیر ہے۔ قیمت ۶۰ گولی عہ نمونہ عہ

علاج موٹاپا جو زیادہ موٹے ہیں وہ اس دوائی کو استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی شیشی للعہ خوراک ایک ماہ

ترک افیون خواہ کس قدر بھی افیون کھاتے ہوں۔ ان گولیوں کی مدد سے بلا کسی بے آرامی کے چھوڑ سکتے ہیں۔ قیمت ۶۰ گولی ڈیڑھ روپیہ (عہ)

پیڑ آئیل یہ تیل ہر قسم کی جسمانی دردوں پر ملنے کے واسطے ہے۔ قیمت عہ نمونہ ۴ر

منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا پوسٹ آفس لاہور

خط و کتابت و تار کے واسطے اتنا ہی کافی ہے۔ امرت دھارا لاہور

جاپان سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر چھپا۔